دیوان حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ

مع منظوم اردو ترجمہ

مترجم

الحاج عبد القادر قادری فدائی نیا بازار عیدگاہ روڈ دھنباد

عشق مستی و جنوں میرے مقدر ہی میں تھے
وقتِ پیدائش کے والد نے میرے کھولا تھا فال

حضرت پیران پیر دستگیر شیخ مُحی الدین
ابو محمد عبدالقادر شاہ جیلانی رح

Pdf, By Misken Mazhar Ali Khan

Cel No, 00966590510687

پیش لفظ

(از : ارشد فہمی عظیم آبادی)

منظور ہے گذارش احوال واقعی ☼ اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

فی زمانہ کوئی نئی کتاب شائع کرنا جوئے شیر لانے کے مصداق ہے۔ قدم قدم پر رکاوٹیں دامن کش ہوتی ہیں۔ کتابت کی دروسری طباعت کی مشکلات اور کاغذ کی نایابی اور مہنگائی مل ملا کر ناشر کو بے دست و پا کر دیتی ہیں بہر حال کچھ ایسی ہستیاں بھی ہیں جو کسی بھی طوفان کو خاطر میں نہیں لاتیں۔ اور عزم بالجزم کے تحت ساحل تک جا پہنچتی ہیں۔ جناب الحاج عبدالقادر صاحب ساکن نیا بازار گدی محلہ دھنباد بھی ایسی شخصیتوں میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے بیک وقت دو بڑی اہم ذمہ داریاں اپنے سر لی ہیں۔ پہلی ذمہ داری تو یہ کہ انہوں نے حضرت پیران پیر دستگیر غوث الاعظم سبحانی سید محمد محی الدین ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے گرانقدر فارسی دیوان کا منظوم اردو ترجمہ مرتب کیا۔ اور دوسری ذمہ داری یہ لی ہے کہ اسے خاصی رقم خرچ کر کے شائع کرنے جا رہے ہیں۔ اللہ انہیں اس مقصد عظیم میں کامیابی عطا فرمائے۔

میرے ذمہ بھی دو فرائض عائد کئے گئے ہیں۔ پہلا فرض تو مجھ پر یہ عائد کیا گیا کہ منظوم ترجمہ کی ساری خامیوں پر گہری نظر ڈال کر اصلاح کی جائے۔ اور دوسرا فرض میرے سر یہ رکھا گیا کہ اس کا پیش لفظ بھی میں تحریر کروں

میری اور حاجی صاحب کی ملاقات عجیب و غریب طریقہ سے ہوئی۔ میں ان سے پہلے کبھی نہیں ملا تھا۔ انہوں نے اپنا منظوم ترجمہ کئی بڑے شہروں میں باصلاحیت شخصیتوں کو دکھا کر اصلاح کی خواہش ظاہر کی۔ لیکن سبھوں نے اتنی بڑی ذمہ داری اپنے سر لینے سے انکار کر دیا۔ آخر میں انہوں نے اپنی مشکلات کا تذکرہ جناب محمد نعیم الحق صاحب ایڈوکیٹ دھنباد سے کیا۔ وہ ہمارے بزرگ اور قرابت دار ہیں۔ انہوں نے میرا نام اور پتہ ان کو لکھوا دیا۔ ایک فارسی غزل اور اس کا اردو منظوم ترجمہ حاجی صاحب نے میرے پاس ارسال کر کے اصلاح کی خواہش ظاہر کی میں نے اپنے طور پر اصلاح کر کے دونوں غزلیں واپس کر دیں۔ حاجی صاحب کو اصلاح جچ گئی۔ انہوں نے پٹنہ تشریف لا کر پورے دیوان کی اصلاح میرے ذمہ سونپ دی۔

میں عدیم الفرصت آدمی ہوں پھر بھی حضرت غوث پاک سے عقیدت کی بنا پر یہ ذمہ داری قبول کر لی محنت اور دماغی کاوش تو بہت لگی خدا کا شکر ہے کہ سارے ترجمہ پر میں گہری نظر ڈالی۔ معرفت اور تصوف کے نقطے بھی ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے منظوم ترجمہ کی فنی اصلاح کی طرف بھی توجہ رکھی گئی۔ اور حضرت غوث پاک کی دعا اور اللہ کی عنایت سے میں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ اور اب یہ کتاب شائع ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں ہوگی۔ مجھے توقع ہے کہ پڑھنے والے الحاج عبدالقادر صاحب اور ان کے معاونین کو دعاؤں کی نوازش فرمائیں گے۔

وما علینا الا البلاغ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ ھو الحامد و المحمود والصلوٰۃ علیٰ رسولہٖ محمد ھو المقصود والمودود

عرضِ حال

ایک مکمل زندگی کے متعلق سمجھنے اور سمجھانے کے دو طریقے مروج ہیں۔ تحریر و تقریر۔ اللہ کا شکر ہے کہ شاگنجین طریقت سے دونوں طرح کا سرمایہ کچھ نہ کچھ باقیات صالحات کے طور پر موجود ہے۔ اکابرین ملت کے غلام نسلاً بعد نسلاً جان سے زیادہ عزیز رکھ کر محفوظ رکھتے آئے ہیں خوبیٔ قسمت ہے۔ ایک نسخہ دیوان شریف کا بہت خستہ حالت میں اس حقیر کو بھی دستیاب ہو گیا۔ جو کہ ان دنوں بہت نایاب ہے۔ مجھے بھی بہت دنوں سے دیوان شریف دیکھنے کا شوق تھا۔ کچھ دنوں کے بعد دیوان شریف کو طبع کرانے کا خیال ہوا۔ پھر یہ بھی شوق ہوا کہ اگر اردو ترجمہ کے ساتھ طبع ہو تو اور بہتر ہوگا۔ لہٰذا کئی پروفیسر و مترجم و شعراء حضرات کو ترجمہ کیلئے توجہ دلائی مگر ہر طرف سے عدیم الفرصتی کے جواب سے محرومی و ناکامیابی ہوئی۔ مجبور ہو کر میں نے خود ہی ترجمہ کی طرف رجوع کی اس زمانہ میں اہل ذوق حضرات کو عام دشواری یہ ہے کہ بزرگوں کے تمام تصنیفات زبان فارسی میں ہیں۔ اس وقت فارسی زبان عام طور پر بولی و سمجھی جاتی تھی۔ اس کے برعکس اس وقت اردو بھی اپنی پرانی چادر کے گل و بوٹے میں تبدیلی پیدا کر رہی ہے۔ شاید یہ بھی زمانے کی مجبوری ہے۔ ایسے میں اہل ذوق اور اہل درد طبیعتیں بھی ہیں۔ جو کہ بڑی بے چینی سے یہ ضرورت محسوس کر رہی ہیں کہ جس طرح بھی ہو جس معیار کی زبان ہو؛ بہر حال بزرگوں کے ان قیمتی خزانوں کو زبان فارسی سے اردو میں جلد از جلد منتقل کر دینا چاہیئے۔ لہٰذا یہ بھی بزرگوں کے باطنی توجہ اور فیض کا کرشمہ ہے کہ اس خاکِ پا نے ترجمہ کی ہمت کی۔

مختصر حالات

حضرت پیران پیر دستگیر شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

سیدنا و مولانا و مرشدنا حضرت غوث السبحانی محبوب ربانی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے نام نامی اسم گرامی سے ہندوستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کا بچہ بچہ واقف ہے۔ آپ کی ذات بابرکات دنیائے اسلام کے گوشہ گوشہ میں مثل آفتاب و ماہتاب کے تاباں و روشن ہے۔ آپ کی بزرگی حق و صداقت عوام و خواص سب کے لئے نمونۂ عمل بن گئی ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ٤٧٠ھ میں بمقام گیلان میں ہوئی۔ جو نواح طبرستان میں مشہور مقام ہے۔ آپ کا نام عبد القادر کنیت ابو محمد اور لقب محی الدین ہے۔ سلسلۂ نسب حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بن سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے آپ کے والد ماجد کا نام حضرت ابو صالح جنگی دوست ہے۔ (جنگی دوست فارسی لفظ ہے) یعنی جنگ سے الفت رکھنے والا آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ کنیت ام الخیر اور لقب امتہ الجبار ہے۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی۔ قرآن شریف حفظ کیا۔ اور مروجہ دینی علوم کی تحصیل میں بڑے ذوق و شوق سے مصروف ہوئے اٹھارہ سال کی عمر میں علوم کی تکمیل کیلئے بغداد شریف کا قصد کیا۔ جو اس دور میں اسلامی علوم کا سب سے بڑا مرکز ہونے کے علاوہ دنیا میں علوم و فنون کا عظیم الشان گہوارہ تھا۔ علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد آپ بغداد ہی میں مسند درس پر متمکن ہوئے ایک مدرسہ قایم کیا اور وعظ و نصیحت کی مجلس منعقد کرنا شروع کیں۔ جنمیں ہزاروں ہزار طالب علم شریک ہوتے تھے۔ آپ کے بیان میں ایسی دلکشی تھی کہ دوران تقریر میں شراب معرفت کا دریا امنڈ کر سامعین پر موتی نچھاور کرتا تھا۔ اور لوگ جام معرفت سے سرشار و بے خود ہو جایا کرتے تھے۔ ٥٢٣ھ میں آپ نے مدرسہ کیلئے وسیع عمارت تعمیر کرائی جس میں دور دراز سے ہزاروں طلبا درس میں شریک ہونے کے لئے آتے تھے۔ آپ کی تعلیم و تربیت و روحانی فیض سے بڑے بڑے علما و صلحا پیدا ہوئے جنہوں نے دین کی بڑی بڑی خدمتیں انجام دیں۔ آپ نے رشد و ہدایت کے لئے بیعت کا بھی سلسلہ جاری کیا۔ جس کی وجہ سے لاکھوں آدمیوں نے آپکے دست حق پرست پر بیعت کی ——— اکثر حضرات ولی قطب اور صاحب کرامت ہوئے۔ فضل خدا سے یہ سلسلہ رشد و ہدایت کا تا قیامت دائم و قائم رہے گا۔

تصانیف و تالیف

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے اوقات کا زیادہ حصہ درس تدریس، وعظ نصیحت میں صرف ہوتا تھا۔ تاہم آپ نے معرفت و راہ سلوک کی سودمند کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔ آپکی تصنیف غنیۃ الطالبین تصوف و سلوک کے اسرار و غوامض میں مشہور و مستند کتاب ہے۔ آپ کی دوسری کتاب فتوح الغیب ہے جو اول الذکر سے مختصر ہے۔ یہ بھی تصوف پر ایک بہترین تصنیف ہے۔ آپ عربی اور فارسی زبانوں میں شعر کہا کرتے تھے آپ کی متفرق تصانیف اشعار و قصائد میں ہیں جو کہ عالم اسلام میں بہت مشہور و مقبول ہیں پیش نظر دیوان شریف آپ ہی سے منسلک اور منسوب ہے۔

آپ کی وفات

حضرت شیخ کی عمر کا بڑا حصہ شہر بغداد میں گذرا۔ آپ اسی بغداد شہر میں بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۵۶۱ھ بروز شنبہ بوقت شب وفات پائی سارا شہر بغداد جنازہ میں شرکت کیلئے امنڈ آیا کثرت ہجوم کے باعث دوسرے روز شب میں تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی۔ نماز جنازہ آپکے صاحبزادہ مولانا عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ آپکو اپنے مدرسہ کے اندر سپرد خاک کیا گیا جو بغداد کے محلہ حلبہ میں واقع ہے۔ آجتک مزار مبارک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ آپ کی محبت اور عقیدت و عظمت عام مسلمانوں کے دلوں میں اسقدر حلول کر گئی ہے کہ آپکی تاریخ وفات پر ہر ملک میں خصوصاً ہندوستان میں گیارھویں شریف کے نام سے مشہور ہے آپکی کرامتیں بے حد و حساب ہیں۔ جو کہ بیان و تحریر میں نہیں آسکتیں۔

وما علینا الا البلاغ

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

بحمداللہ مجھے یہ احساس ہے کہ ترجمہ کرنا بڑا اہم و دشوار کام ہے ۔ اور یہ معلوم ہے کہ ایک عبارت کا ترجمہ کن خصوصیات کے بعد ترجمہ کیے جانے کے لائق ہوتا ہے ؟ اصل عبارت سامنے رکھ کر اپنے علم و فہم اور فکر و فراست کے تحت روزمرہ کی اردو میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے ۔ اور ترجمہ جو بھی کرے فہم و فکر کی کمی بیشی اور رشتے ہے پھر بھی مترجم کے ترجمہ کو ترجمہ ہی کہنا ہے ۔ جو حضرات فارسی میں دیکھنے کے اہل ہیں ۔ انہیں تو اصل شعری حظ کامل بخشے گا ۔ فارسی غزلوں کا ترجمہ اردو غزلوں میں قافیہ ردیف و تذکیر و تانیث کی بندش میں معنیٰ و مفہوم کو شعروں میں لانا کتنا مشکل و دشوار ہے ۔ اہل علم و شاعر حضرات ان دشواریوں کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں ۔ یہ ضرور ہے کہ ہر شعر کے مفہوم کو پہونچنا مشکل امر ہے ۔ اشعار کے اندر معرفت کی راہوں کے اور بھی پوشیدہ مفہوم بھی ہو سکتے ہیں ۔ یہ تو محبت و عقیدت اور نام کی نسبت ہے ۔ جو مجھ بے مایہ سے حضور نے ترجمہ کی خدمت لے لی ورنہ کہاں میں اور کہاں یہ دیوان شریف کا ترجمہ اپنے محترم ناظرین کی خدمت میں اس استدعا کے ساتھ پیش کر رہا ہوں کہ مطالعہ سے اگر محظوظ ہوں اور خوشی حاصل ہو تو اس خاک پا کو مغفرت کی دعا سے نوازیں ۔ ناظرین سے مودبانہ درخواست ہے کہ اس ایڈیشن میں کتابت طباعت و املا کی غلطیوں کی نشاندہی کی جائے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان کا ازالہ کر دیا جائے ۔

خداوند قدوس کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جناب ارشد فہمی مدظلہٗ العالی عظیم آبادی پٹنہ نے اپنا قیمتی وقت دے کر نظرثانی فرمائی جس کا تہہ دل سے شکرگذار ہوں ۔

 بار اول مع منظوم اردو ترجمہ ۔ مئی سنہ ۱۹۷۹ء

خاک پائے محبوبان ۔ الحاج عبدالقادر فدائی ۔۔۔
نیا بازار عیدگاہ روڈ دھنباد ۔ ضلع دھنباد ۔ بہار

قیمت ۔۔۔ ۱۲ روپیہ

بجہت آسانی عذاب گور بعد از نماز صبح نو مرتبہ پڑھیں

(۱)

بے حجابانہ در آ از درِ کاشانۂ ما | کہ کسے نیست بجز درد تو در خانۂ ما
گر بیائی بسرِ تربت ویرانۂ ما | بینی از خون جگر آب شدہ خانۂ ما
فتنہ انگیز مشو کاکلِ مشکیں مکشای | تاب زنجیر ندارد دلِ دیوانۂ ما
مرغ باغِ ملکوتیم دریں دیر خراب | می شود نور تجلاّے خدا دانۂ ما
با احد در لحدِ تنگ بگوئیم کہ دوست | آشنائیم توئی غیر تو بیگانۂ ما
گر نکیر آید و پرسد کہ بگو ربِّ تو کیست | گوئیم آنکس کہ ربود ایں دلِ دیوانۂ ما
منکرِ نعرۂ ما کو بما عربدہ کرد | تا بہ محشر شنود نعرۂ مستانۂ ما
شکر للہ کہ نمردیم و رسیدیم بدوست | آفریں باد بریں ہمتِ مردانۂ ما

محی بر شمع تجلائے جمالش می سوخت
دوست میگفت زہے ہمتِ مردانۂ ما

بجہت حصول دیدار حق سبحانہٗ تعالیٰ ہر روز سات بار ورد زبانہ پڑھیں

(۲)

اے بلبلِ شوریدہ دیوانہ توئی یا ما　　جویای رُخِ خوبی جانانہ توئی یا ما

تو عاشقِ گلزاری من عاشقِ دیدارم　　در دردِ فراقِ او مردانہ توئی یا ما

تو در قفسی و ما در خلوتِ خود تنہا　　اے گوشہ نشیں مستِ دیوانہ توئی یا ما

در فصلِ بہاری از عشق جمالِ وی　　با نعرۂ و فریادی مستانہ توئی یا ما

عشقِ تو بما بلبل اندر رگ و پی رفتہ　　آں بادۂ کو آنرا پیمانہ توئی یا ما

تو چوں گل و ما جز دوست چیزے نمی بینیم　　از غیر حبیبِ خویش بیگانہ توئی یا ما

تو زخم خوری از خارِ ما را بکشد بردار　　آیا بزباں خلقِ افسانہ توئی یا ما

تو عاشق و ما عاشق دم درکش و حاضر باش　　ورنہ بخدا امروز در خانہ توئی یا ما

گویند کہ گنجی ہست اندر دلِ ہر مست　　از بہر چنیں گنجی دیوانہ توئی یا ما

محیؔ بہ گلستاں شد با بلبلِ نالاں گفت

کای بلبلِ نالندہ جانانہ توئی یا ما

(۲)

اے بلبلِ شوریدہ دیوانہ تو ہے یا مَیں　　جویائے رُخِ روشن جانانہ تو ہے یا مَیں

گلزار کا عاشق تو مَیں دید کا طالب ہوں　　اب اُسکی جدائی میں دیوانہ تو ہے یا مَیں

تو اپنے قفس میں ہے خلوتیں ہوں مَیں تنہا　　اے گوشہ نشیں سمجھا' دیوانہ تو ہے یا مَیں

تو حُسن کا عاشق ہے دیوانہ بہاروں میں　　گر یہ کبھی نعرہ زن مستانہ تو ہے یا مَیں

اب عشق ترا بلبل ہے میری رگ و پے میں　　اس بادۂ الفت کا پیمانہ تو ہے یا مَیں

تو پھول کا شیدائی میں دوست کا دیوانہ　　پھر دوست سے اے بلبل بیگانہ تو ہے یا مَیں

تو خار سے زخمی ہے میں دار پہ کھینچتا ہوں　　دنیا کی زباں پر اب افسانہ تو ہے یا مَیں

عاشق ہے تو مَیں شیدا جاں دینے کو حاضر ہوں　　اس خانۂ ہستی میں دیوانہ تو ہے یا مَیں

کہتے ہیں خزانہ ہے ہر مست کے سینے میں　　پھر ایسے خزانے کا دیوانہ تو ہے یا مَیں

محؔی نے یہ پوچھا جب اِک بلبلِ نالاں سے
اے گریہ کناں بلبل جانانہ تو ہے یا مَیں

بجہت حصول دیدار سبحانہ تعالیٰ ہر روز سات بار پڑھیں

(۳)

از غمِ عشقِ تو زاں بگذشت کارِ دل مرا — کز نہایت کم شود یک لحظہ کارِ دل مرا

خارِ غم از گشت گلشن کز غمِ تو ہر زماں — بشگفد صد گونہ گُل از خار خارِ دل مرا

بر دلم یاری حوالت کن غم و اندوہ خود — چوں تواں کردن کہ کردی غمگسارِ دل مرا

ماہیٔ کو بر کنار افتد زِ دریا چوں بود — ہمچناں باشد بلا دور از کنارِ دل مرا

آنکہ روزم شد سیہ باشد زِ بے صبریٔ دل — تیرہ تر باد از روزم روزگارِ دل مرا

باز آمد روزِ ہجراں نالہ کن یاری زِ دل — چوں تو بودی در فراقِ یار یارِ دل مرا

چند چوں مجیؔ کشد دل در رہِ تو انتظار

سوخت ہم چوں سایہ بر رہ انتظارِ دل مرا

(۳)

عشق کے غم میں رہا کرتا ہے مضطر دل مرا
رہ گیا ہے یاد میں تیری مچل کر دل مرا

سیرِ گلشن سے ہوں فارغ تیرے غم میں ہر گھڑی
خار تھا لیکن بنا ہے اب گلِ تر دل مرا

میرے دل کو کر عطا اپنا غم و اندوہ تو
جبکہ غم سے بھر دیا ہے یہ منوّر دل مرا

موج دریا سے کنارے جسطرح ہوں مچھلیاں
دور کر دے تو بلا سے اب دلِ مضطر مرا

ابر جس دن دل پہ چھایا بڑھ گیا اور اضطراب
تیرہ تر ہوتا ہے اُس دن چوٹ کھا کر دل مرا

ہجر میں جس دن ہوا کرتا ہوں نالہ زن کبھی
تیری فرقت خود ہی بہلاتی ہے بڑھکر دل مرا

کب سے محیؔ کر رہا ہے راہِ دل میں انتظار
جل رہا ہے اک چراغِ عشق بنکر دل مرا

۱۲۸۶
۹۲

برائے حصول جمیعت ہر روز سات مرتبہ پڑھئیں

(۴)

گر نداری آرزوئے وصلِ جاناں جاں مرا — زندگی بگذاشتی بے اُو غمِ ہجراں مرا

سروِ من آغشتہ در اشکِ جگر گونِ منست — فارغم گر باغیاں نگذاشت در بستاں مرا

حالِ من چوں پیرِ کنعاں شد کنوں چوں بنیت — بسکہ آمد سیل اشک از دیدۂ گریاں مرا

جامۂ جاں چاک شد در وادیٔ عشق وہنوز — ہر طرف صد خار غم بگرفت در داماں مرا

ہم چو من یارب کہ کردی بے نصیب از وصلِ یار — اے کہ درانداختی از صحبتِ جاناں مرا

اینکہ با مردم مدارا می کنم از بہرِ تست — ورنہ کے پرواہ بود از قولِ بدگویاں مرا

نیست فرقِ درمیانِ شخصِ من تا سایہ ام — بسکہ در آتش فگندہ ایں دلِ سوزاں مرا

گلخن و فرشِ من از خاکسترست

تا کہ چوں محی بخوانی بے سر و ساماں مرا

(۴)

آرزوئے وصل ہے اک دردِ بے پایاں مرا   کون سمجھے گا یہاں آخر غمِ ہجراں مرا

رنگِ گُل سے بھی نمایاں اشک میرا ہو چلا   کیا تعجب ہے کہ پکڑے باغباں داماں مرا

مثلِ یعقوب اب ہوا ہے حال آنکھوں کا مرے   خوں چکا کیونکر نہ ہو یہ دیدۂ گریاں مرا

روح کا دامن ہوا ہے چاک دشتِ عشق میں   سیکڑوں ہیں خارِ غم تھامے ہوئے داماں مرا

وصل سے محروم جب رکھا گیا یارب مجھے   تشنۂ تکمیل اب کیوں کر نہ ہو ارماں مرا

میں تواضع آدمی کا کرتا ہوں تیرے لئے   کب ہے پرواہ کیا بگاڑینگے یہ بدگویاں مرا

آدمی جب مثل سایہ ہے تو پھر سایہ ہوں مَیں   ہر نَفَس آتش فشاں ہے یہ دلِ سوزاں مرا

خاک جل کر ہو گیا ہے، صحن و گلشن فرش و گھر

تا کہے تو کہ مٹّی ہے بے سر و ساماں مرا

برائے نصیب شراب طہور ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

۵

بارِ دگر صبحِ سعادت می دمید　　زانکہ صبّاح ست کنونِ شام ما

زاں مئے قتّال کہ دارد خدا　　از دلِ شب ریختہ در جام ما

باز مئے عشقِ لبیئی خوردہ ایم　　چہ شود خواجہ سرِ انجام ما

ہیچ بلائے نام زد خلقِ منست　　تا سرِ دفتر نبودِ نام ما

از دلِ ہر روزہ ما بشنوند　　زمزمہ عشقِ دلِ آرام ما

تا ابد اے دوست حلاوت می دہد　　چاشنئی درد تو در کام ما

عاشقِ دیوانۂ مستیم ازاں　　درد پیاپے می رسد انعام ما

از شرارِ مشعلۂ عشق دوست　　سوختہ شد ظاہرِ اسلام ما

خوارئ خلقاں جہانِ می کشم　　تا کرم مولا کند اکرام ما

محیؔ محبوبِ نظر کردہ و گفت

باز برآمد قمر از بام ما

ردیف الف میں گیارہ غزلیں

آخری غزل - غمِ جانانۂ ہر دم جہانرا
گر فتم ایں دل و دادیم جانرا

(۵)

بارِ دیگر صبح کا پیغام ہے　　یہ سحر بھی میری خاطر شام ہے

جو مئے قاتل خدا کے پاس ہے　　اُس سے اب لبریز دل کا جام ہے

بے سعی پی ہے محبّت کی شراب　　جانتا ہوں جو مرا انجام ہے

میری خاطر اب نہیں کوئی بلا　　مَیں ہوں دفتر میں نہ میرا نام ہے

میرے دل سے لوگ سنتے ہیں جسے　　نغمۂ عشقِ دلِ ناکام ہے

حشر تک دیگا حلاوت پیار کی　　تیرا بخشا درد خوش انجام ہے

عاشقِ دیوانہ و مستانہ ہوں　　دردِ دل میرے لئے انعام ہے

عشق کا شُعلہ جو بھڑکا ظاہراً　　سوختہ تراب مرا اسلام ہے

خلق میں رسوا ہوں مَیں تو کیا ہوا　　تیری رحمت ہی مرا انعام ہے

دیکھ کر محبوب کو بولے محیؔ
چاند نکلا اور روشن بام ہے

بجہت حصول یابی استقامت بر اسلام ہر روز گیارہ مرتبہ پڑھیں

(۶)

من ہم چو آزر از بروں بت میتراشم روز و شب
وز اندروں ہم چوں خلیل اللہ گویم ایں عجب

در بتکدہ با ایں بتاں با آنکہ ہستم ہم عناں
نورِ خدا بینم عیاں حیران اویم روز و شب

بشنو تو ہاؤ ہوے من بنگر تو رنگ و بوے من
بشگاف یک یک موے من نے بیں تو در وے روز و شب

آں سروِ بالا کیست آں کز وصفِ او لال است زباں
در عشق او دیوانہ شد ہم ترک و تاجیک و عرب

ہر گہہ کہ سلطانِ جہاں خواہد کہ بیند روئے خود
از لولیانِ مملکت آئینہ میدارد طلب

وقتِ تجلیٔ خدا در رقص آمد کوہِ طور
اندر دلِ سنگین سنگ از بسکہ پیدا شد طرب

در محفلِ جنت بتو حق می دہد جامِ طہور
نے بادہ دارد رنگ و بو نہ جام دارد کیف لب

من عاشقِ خود خواندمت نزدیک خود بنشاندمت
جز فضلِ بے پایانِ من ایں را ندانی تو سبب

اشتر کہ بینی مست شد بر دروازہ عجم خود
در غایتِ مستی برو سر بر سوئے کوہِ طرب

او معصیت را از کرم طاعت کند در روز حشر
رحمت کند بر عاصیٔ کو شد سزاوارِ غضب

آں یوسفِ کنعاں عجب گر نیست در بازارِ مصر
کیں جملۂ بازاریاں دارند فریاد و شغف

محی چراغِ روشن است اندر دلت از نورِ حق
نے کوکب و دُر نیست چوں دل نہ قندیلِ حلب

(۶)

مثلِ آزر بُت گری کرتا ہوں پیہم روز شب — مثلِ ابراہیم یہ محسوس ہوتا ہے عجب

اِس بتکدہ میں ان بتوں کے ساتھ پیہم مست ہوں — اُن سے عیاں نورِ خدا میں دیکھتا ہوں روز شب

اب حُسن تو میرا ہادی ہوا اب دیکھ میرا رنگ و بو — ہر بال میں ہے تو ہی تو، تو دیکھتا ہے روز شب

وہ سروِ بالا کون ہے کرتے ہیں سب جسکی ثنا — جسکے لئے دیوانہ ہیں تُرک و عجم جیک و عرب

جب بھی مشیّت چاہتی ہے حُسن اپنا دیکھنا — کرتی ہے ذرّۂ مملکت سے آئینہ روشن طلب

جس دم تجلّیِ خدا رقصاں تھی کوہِ طور پر — پتھر کے سنگیں دل میں بھی پیدا ہوا کیف و طرب

جنّت میں جب دیگا تجھے مولا ترا جامِ طہور — صہبا ہوگی بے مزہ ہر جام ہوگا بے طرب

مَیں خود پہ عاشق ہوں مرے نزدیک خود بیٹھا ہے وہ — اس فضلِ بے پایاں کا اب جانیگا کوئی کیا سبب

وہ اونٹ دیکھو مست ہے اک بوجھ لیکر پیٹھ پر — کس غایتِ مستی میں بڑھتا ہے سوئے کوہِ حطب

بدلے گناہوں کو کرم میں بندگی سے روزِ حشر — عاصی پہ رحمت کی نظر گو ہے سزاوارِ غضب

وہ یوسفِ ؑ کنعاں نہیں اب مصر کے بازار میں — پھر بھی خریداروں میں ہے اک شورِ فریاد و شغف

روشن ہے تجھی شمعِ حق دل نور سے معمور ہے

انجم نہیں موتی نہیں دل میں نہ قندیلِ حلب

بہت قبول توبہ ہونے بارگاہ تعالےٰ ہر روز اکیس مرتبہ پڑھیں

(۷)

بندۂ گر بنگ خوردی در شراب
توبہ کن آمرزمت بے پیچ تاب

گر خطا کردی بگو بد کردہ ام
تا کنم جملہ خطا را من ثواب

کے حساب آں گدا کردست شاہ
کو خورد در مطبخ شہ نان و آب

بندۂ مائی و اندر شرع ما
بندہ ہر چہ کرد بر خواجہ است خواب

خصم دامن گیر را راضی کنم
روز حشر از تو دہم برادثواب

در دلِ شب تا کہ گوئی اے خدا
من ترا بیدار می سازم زخواب

چوں ترا سلطاں گرفت اندر پناہ
غم نخوار از ہیچ ملک از انقلاب

ما ترا از بسکہ میداریم دوست
دارمت از عشق خود دائم خراب

از عذابم چند ترسائی مگوی
دوست ہرگز دوست را کردہ عذاب

تا کہ حسن و ناز با ما کم اے کنے
گاہ گاہے میکنم بر تو عتاب

وقف روئے تست ایں دیدار من
وقف ذرہ کردہ ام من آفتاب

تو ز دوزخ ترسی و دوزخ زمن
بس مکن از ترس و دوزخ اضطراب

در جہنم گر روی من گو ہمش
تا ز تو نے سیخ سوز دنے کباب

من کنم آمیں دعا ہائے ترا
من دعا ہائے تو سازم مستجاب

محی را آندم کہ آمرزیدہ ام
ہیچ موجودے بنود از ہیچ باب

۷

پی لی تو نے گر مرے بندے شراب — توبہ کر بخشوں گا میں بے پیچ تاب

گر خطا ہو کچھ بُرا میں نے کیا — تا گنا ہوں کو بنا دوں مَیں ثواب

شاہ کیا رکھے فقیروں کا حساب — لاکھ اس کے گھر سے کھاؤ نان آب

تُو تو میرے حکم کا اک بندہ ہے — بندہ کے اعمال ہیں خواجہ کو خوب

تھام کر دامن خدا کو خوش کروں — حشر کے دن تجھ کو دوں اسکا ثواب

تا کہے دل میں تو شب کو اے خدا — جب جگاؤں نیند سے تجھکو شتاب

جب تو ہے سلطان کے زیرِ اماں — غم نہ کر جو کچھ کبھی آئے انقلاب

جب کہ رکھتا ہوں ہمیشہ تجھ کو دوست — عشق میں تیرے مَیں خود ہی ہوں خراب

کیوں عذابوں سے مرے ڈرتا ہے تو — دوست پر کب دوست کرتا ہے عذاب

تا نہ ہو نازاں تو میرے حُسن پر — گاہِ گاہِ تجھ پہ کرتا ہوں عتاب

وقف میرا حُسن ہے تیرے لئے — جیسے ذرّوں کے لئے ہے آفتاب

تو نہ ڈر دوزخ سے دوزخ ہے مرا — خوف دوزخ سے نہ رکھ تو اضطراب

تو جہنّم میں بھی ہو گر تو مَیں کہوں — وہ جلا سکتی نہیں مثلِ کباب

کہتا ہوں آمیں دعاؤں پر ترے — مَیں ہی کرتا ہوں دعائیں مستجاب

مُحیؔ کو اُس دم سے ہے بخشا گیا
جب دو عالم میں نہ تھا کچھ آب و تاب

بجہت حصول مقاصد دینی ہر روز سات بار پڑھیں

(۸)

از جمالِ لایزالی بر نداری گر نقاب — عاشقانِ لااُبالی ہمانند دل کباب

صد جنّت گر بود دیدست در قعرِ جحیم — خیمہ ہائے عاشقاں بنی طناب اندر طناب

قاصرات الطرف علیٰ باشند حورانِ بہشت — ہر کہ شد کوتہ نظر گو سوئے ایشاں می شتاب

عاشقاں نے حور خواہند نے بہشت از بہرِ آں — فارغند از کتخدائی خانماں کردہ خراب

پردۂ محشر بدارند عاشقاں چوں از لحد — سر برارند با دلِ پر آتش و چشمِ پُر آب

با دلِ مجروح میگریند دمی گویند کو — آنکہ کردہ وعدۂ دیدار خود روزِ حساب

بے تماشائے جمالت محیؔ گوید روزِ حشر
در صفِ بیگانگاں یَالَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا

(۸)

حُسن پروائے لاابالی رکھتا نہیں تو گر نقاب
لا اُبالی عاشقوں کا دل ہوا رہتا کباب

مالکِ جنّت اگر ہو قعرِ دوزخ میں پڑا
عاشقوں کے خیمہ کو دیکھے طناب اندر طناب

پاک نیک و باحیا حورانِ جنّت چھوڑ کر
جو ہوا کو تہہ نظر وہ حق سے ہٹتا ہے شتاب

عاشقوں کو حور کی خواہش نہ جنّت کی طلب
کتخدائی سے ہیں فارغ گھر ہوا جنکا خراب

چاک کر کے پردۂ محشر لحد سے اٹھتے ہیں
رکھتے ہیں وہ عشق سوزاں چشم گریاں دل کباب

زخم خوردہ دل لئے روتے ہیں اور کہتے ہیں یہ
وعدۂ دیدار ہے اس نے کیا روزِ حساب

بے تماشہ حشر میں گر حُسنِ محیؔ ہو اگر
صف میں یغروں کے کہے یالیتنی کنت تراب

۴۸۶
۹۲

بجہت وصل باری تعالےٰ ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

۹

گر تماشائے جمالِ گر بنا شد در بہشت — بر کنند مستان حضرت قصر ہا را خشت خشت

حق تعالیٰ چوں دہد بر بندگاں جامِ طہور — کاسہ بستانیم و با آں کاسہ دہ خوانیم ہشت

بر درختِ دل امیدِ وصل تو کردیم وصل — در دو عالم غیر ازیں ما را نباشد ہیچ کشت

یک سرِ موئے نباشد خالی از سودائے دوست — در سرِ ایں سوداست ما را تا نباشد سرنوشت

آنکہ شد سر رشتۂ بختِ ہمہ در قبلہ اَش — تا گلیمِ بخت ما را از کدامی نیک و زشت

تا نہ بینیم دوست را ایں حُلّۂ پوشم سیاہ — از میانِ حُلّہ ہائے رنگ رنگ اہلِ بہشت

از سجودِ بُت مرا کافر مگو دیوانہ ام — سجدہ می کردم ندانستم کہ کعبہ ست یا کنشت

چوں رود از پیش چشمِ عاشقاں مجنوں دوست — زانکہ از لایعقلیئے مجنونِ ما اند خوب و زشت

کے مشامِ جان مشتاقاں معطر می شود — گر نباشد بوئے او در جنتِ عنبر سرشت

محیؔ می گفت آہ من چارہ چہ سازم چہ کنم

دل برفتہ در بلائے عشق او جاں را بہشت

۹

جلوۂ حق کا تماشہ ہو نہ جنت میں اگر — کھود دیں مستان حضرت قصر کے دیوار و در

حق تعالیٰ جبکہ دیں بندوں کو خود جامِ طہور — جام ہیں کونین کو دیکھے وہ بندہ خوش نظر

شاخِ دل پہ نقش ہے میرے امیدِ وصلِ یار — کوئی بھی کھیتی نہیں اسکے سوا میری دگر

بال کا اک سر کوئی خالی نہیں سودائے لب — میری قسمت میں لکھا ہے میرا یہ سودائے سر

جب ازل سے ساری باتیں ہیں مقدر میں لکھی — پھر یہ نیک و بد پہ کمبل پوشوں کی ہے کیوں نظر

دوست کو جبتک نہ دیکھوں حلہ پہر دونگا سیاہ — اور اس حلہ پہ ہوگا نقش فردوسِ نظر

سجدۂ بت سے مجھے کافر نہ کہہ دیوانہ ہوں — مجھکو ہے سجدہ سے مطلب کعبہ ہو یا بت کا در

عاشقوں کے سامنے جب بھی گیا مجنوں دوست — نا سمجھ مجنوں کو اچھے اور برے کی کیا خبر

کب مشامِ جاں معطر عاشقوں کا ہو سکے — جنت الفردوس میں اسکی نہ خوشبو ہو اگر

محی کہتا ہے کہ میں تدبیر آخر کیا کروں

دل اسیرِ دامِ الفت روح اس کی منتظر

بجہتِ توجہ باری تعالیٰ و قرب ہر روز اکیس بار پڑھیں اگر موقعہ ہو تو تین سو ساٹھ بار پڑھیں

(۱۰)

سیصد و شصت نظر را تبۂ بندۂ ماست
بندہ را مرتبہ بنگر زِ کجا تا بہ کجا ست

بے وفائی مکن و از درِ ما دور مشو
زانکہ ما را از ازل تا بہ ابد با تو صفا ست

روئے ناشستۂ پر کیں شدہ از چرک گناہ
آب گرمی کہ از و شستہ شود رحمتِ ماست

ہم بدستِ تو دہم نامۂ تو روز حساب
تا نداند کسِ دیگر کہ دریں نامہ چہا ست

یک نکوئی ترا دہ من بدہم در دنیا
باز در آخرت آں ہفصد و ہفتاد ترا ست

گر بدی از تو بر آید بہ کرم عفوِ کنم
ایں چنیں لطف و کرم غیرِ منِ بندہ کرا ست

نار دوزخ چہ کند یا تو چرا ترسی از و
ظاہر و باطن و تو چوں ہمہ از نورِ خدا ست

ہر چہ خواہی بطلب تو زِ من و شرم مدار
بر منِ اے بندہ اجابت بوَد بر تو دعا ست

تو زِ من جیزِ ر شیر و نمک و دیگ بخواہ
من وکیلِ تو ام از من بطلب ہر چہ سزا ست

من عطا کردہ ام ایمان عطا کردۂ خویش
کے ستانم زِ گدائی کہ برو صدقہ روا ست

با تو ام من ہمہ جا ترس تو از شیطاں چیست
چہ نیا ہت منم ابلیس بیا کو کہ صدا ست

بیوفائی ہمہ از جانبِ تست اے محیؔ
ورنہ از ماکہ خدائیم ہمہ مہر و وفا ست

(۱۰)

مَیں تجھے اے بندہ دیکھوں تین سو اور ساٹھ بار
دیکھ اے بندہ کہاں پہونچا ہے تیرا مرتبہ

بیوفائی تو نہ کر اور جا نہ میرے در سے دور
ساتھ ہوں تیرے ازل سے تا ابد میں برملا

جب گناہوں کا ترے چہرے پہ ہو گرد و غبار
گرم پانی سے مری رحمت دھلائے مُنہہ ترا

نامۂ اعمال دوں گا ہاتھ میں اُس دن ترے
تا نہ سمجھے حشر میں کوئی ہے اس میں کیا لکھا

ایک نیکی کے عوض دیتا ہوں دس دنیا میں مَیں
آخرت میں سات سو ستّر کرونگا پھر عطا

گر بدی تجھ سے ہوئی بخشوں گا بیشک میں تجھے
کوئی بھی لطف و کرم کرتا نہیں میرے سوا

نارِ دوزخ کیا کریگی کیوں پڑا ہے خوف میں
ظاہر و باطن پہ چھایا ہے ترے نورِ خدا

تو جو چاہے کر طلب مجھ سے نہ کر شرم و حیا
مانگ اے بندہ میں پہونچا دوں اجابت تک دعا

گر تو چاہے مجھ سے لکڑی دودھ اور دیگ و نمک
مَیں وکالت میں ہوں تیری جو بھی چاہے کر دعا

خاص بخشش سے تجھے ایمان کرتا ہوں عطا
لے لے تُو گر ہے فقیروں کے لئے صدقہ ردا

ساتھ ہوں مَیں جب ترے پھر خوف کیا ابلیس کا
تُو حفاظت میں ہے میری کیا کرے گا وہ برا

بیوفائی تیری ہی جانب سے سب ہے اے محیؔ
ورنہ مَیں تو ہوں خدا لطف و کرم سر تا بپا

بجہت مغفرت گناہان ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

(۱۱)

ناشستہ ترا رویت نے آب ترا نے دست
نے ہیچ کسِ جز حق شوئیندۂ رویت ہست

جامِ مئے عشقِ حق در کش تو اگر مردی
تا مست خرامیری در گور ردی سر مست

ہر صوفیؔ و صافی کو بود ست ریاضت کش
او ز لۂ مردانہ از خوان جہاں بربست

یوسف کہ برادر را بد نامِ مئے دزدی داد
در خلوتِ خاصِ خود باد چہ سبب بنشست

بر بستہ دگر باشد و رستہ دگر اے دوست
بر رستہ کسِ باشد کو دوست بدو پیوست

تا عقل مصاحب شد با دل غم و محنت دید
ہم صحبتِ عشقش شد از جملۂ غمہا رست

سر تا بقدم محیؔ پیوستہ جراحت ہست
چوں در ہمہ عمرِ او یک روز نہ بند دست

(۱۱)

جب دھوئیں ترے رُخ کو نہ ہاتھ نہ پانی ہو ۔۔۔ واں ہو نہ کوئی دیگر دھوئے ترا منہہ یزداں

جامِ مئے الفت کو ہمت ہے تو تو پی لے ۔۔۔ مستِ مئے حق ہو کر جا قبر میں تو شاداں

سب صوفی و صافی جب ہوتے ہیں ریاضت کش ۔۔۔ ہوتا ہے اُنہیں حاصل ہر لطفِ دو ریزداں

جب بھائی نے یوسف کو چوری کی دی بدنامی ۔۔۔ خلوت میں کہا مجھکو بتلاؤ مرا عصیاں

گر اس سے ہو وابستہ جو حق سے ہو پیوستہ ۔۔۔ وہ راہ پہ ہوتا ہے جو دوست میں ہو پنہاں

جب عقل ہو ہم صحبت ملتا ہے غم و حسرت ۔۔۔ گر عشق ہو ہم صحبت ہو مشکلیں سب آساں

سرتا بہ قدم محیؔ زخمی نظر آتا ہے

اِس عمر میں اکدن بھی دیکھا نہ کبھی زنداں

توبہ قبول ہونے بدرگاہِ باری تعالیٰ ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

(۱۲)

عَمَلِ من ہمہ عمر از چہ خطا افتادست — چہ غمت چوں سرِ دکارم بخدا افتادست

بچنیں دست تہی وصل خلامی طلبم — تو بمن گو کہ چنیں کار کرا افتا دست

خَجَلَم تابقیامت چہ بگویم ھیہات — کہ میانِ مرج تو دست چہا افتا دست

نَظَرم جُز بہ کمالِ کَرَمِ حق نبود — ہمہ کارِ ہمہ عمر از چہ خطا افتادست

تو بمن لطف و کرم کردہ کہ تنہا ئیئے دوست — کرمت بخش ہمہ کس ہمہ جا افتا دست

نَظَرِ کن بعنایت کہ دریں آخر عمر — سوئے ایں بندہ کہ در عین بلا افتادست

تو بمن از خوف بگو تو و مکن نومیدم — کہ از و بخش گنہگار رجا افتا دست

بتو در کُنجِ لحد گفت خدا از سرِ لطف — کہ بگو روئے بتو خاک چرا افتا دست

برزمینِ دلِ ہر کس بنشاندہ تُخمے — برزمینِ دلِ ما تخم دفا افتا دست

بخدا از نَظَرِ تحیّ تو پیوستہ دلت

طالبِ فقر و محبّت فقرا افتا دست

۷۸۶
۹۲

(۱۴)

کیا مری عمر میں ہر کام ہے تقصیر نما — غم ہے کیا جبکہ سرو کار خدا سے ہی پڑا

مفلسی میں بھی طلب وصل خدا رکھتا ہوں — مجھ سے کہہ کون سا ہے کام ترا رب سے پڑا

کیا کہوں حشر کے دن شرم ہے مجھکو افسوس — واسطہ جب ہے مرا دوست کی الفت سے پڑا

جب مرے حال پہ بجز نظر کرم کچھ بھی نہیں — کیا مری عمر کا سب کام خطا سے ہے پڑا

ہے کرم مجھ پہ جو تیرا، کہ ہے تو تنہا دوست — واسطہ تیرے کرم اور گنہ سے ہے پڑا

نظرِ لطف و کرم کر کہ ہے اب آخر عمر — تیرا یہ بندۂ ناچیز بلا میں ہے پڑا

دے مجھے خوف مگر مجھکو نا امید نہ کر — یہ گنہگار تو امید عفو میں ہے پڑا

دیکھ کر کنج لحد میں تجھے، حق نے یہ کہا — کیوں تری قبر پہ ہے خاک کا انبار پڑا

ہر کوئی بیج نہیں بوتا زمینِ دل پر — کِشت دل میں ہے مری بیج وفاؤں کا پڑا

بخدا تیری نظر دل میں محی کے ہے بھی
اس لئے عشق میں ہر دم فقرا کے ہے پڑا

بجہت مغفرت گناہان ہر روز سات مرتبہ پڑھیں۔ اگر تین سو مرتبہ تو بہ کریں۔ تو بہ قبول ہو۔

(۱۳)

گنہہ کردی بگو کردیم اے دوست | کہ بعد از کار بداین تو بہ نیکوست
گنہہ کردن اگرچہ خوئے توگشت | ولے عفو گناہت ہم مرا خوست
توشب بر خاک رومی مال می نال | کہ آں نالیدنت داریم مادوست
نفس ہائے گنہہ گاران تائب | مرا خوشبو ترا از مشک خوشبوست
چو فضلِ ماست پشتی بانت اے پیر | چہ غم داری اگر پشتِ تو تو دوست
کسِ کزوے بتر نبوَد بعالم | مرا لاتقنطو در بارۂ اوست
بنعمت ہائے جنّت پروری مغز | ترا بر استخواں گر خشک شد پوست
چو رحماں بر تو نیکو ہست غم نیست | اگر شیطاں بدست دیا تو بدخوست

نمیر دماہیئے دل ہیچ ہرگز
زلالِ رحمتِ حق تا دریں جوست

(۱۳)

گنہ تو نے کیا کہہ ہاں ہوا ہے کہ توبہ کرنا ہے نیکوں کی خصلت
گنہ کرنا اگر فطرت ہے تیری گنہ کو بخشنا ہے میری عادت
تو شب بھر خاک پر سر رکھ کے رو دے کہ رونے والوں پہ ہوتی ہے رحمت
گنہ گاران تائب کے نفس سے مجھے تو مشک کی آتی ہے نکہت
کمر خم ہو کہ تو ہو ناتواں تر مگر کیا غم خدا کی ہو جو رحمت
نہ ہو دنیا میں نا اُمیّد کوئی مری لا تقنطو ہے عام رحمت
دماغی پرورش کر نعمتوں سے ہوا ہڈّی پہ چمڑہ خشک حالت
جو تجھ پہ مہرباں رحماں ہو کیا غم اگر شیطاں سے بھی ہو تیری نسبت

نہیں مرتا دلِ بیتاب مُحِبؔ
اگر پُر جوش ہو دریائے رحمت

بجہت امان پانے شیطان کے شر سے اور ظالموں سے روزانہ سات مرتبہ پڑھیں

(۱۴)

پیروی شیطاں بیک بارہ کند بس بیرہ است | پوستیں دادن بگازر کار مردی ابلہ است
گرچہ شیطاں زعفراں بسیار می دارد بملک | کے بریزد بیش حیوانی کہ قوت او کہ است
در صباح آں مرد دارد خوردہ باشد باگلہ | توبناہت در نمازِ شام بس کے آگہست
آں توئی اندر جوانی کلّہ خشک از غرور | وقت پیری خود خرف گشتی و پشت دوتہ است
کردی از مردن فراموشی کنی دائم گناہ | یاد مردن توبہ کردن در دلِ تو گہہ گہست
گفتہ اند گردی و مردی نیستی مردِ خدا | در رہِ دیں گرد گرد دہر کہ اُو مرد رہست
درروں گرنالہ زارست و زیردن نقش و نگار | لائق ایں گرستہ میداں کہ سر کہ باکہ اوست
شاہ در خرگاہ باشد تا بود خرگاہ شاہ | در خمے باشد در آں خرگاہ نبود خر گہست
مومنِ صادق چو آر پوست می آید بروں | واں منافق پیشہ مانندِ پیاز تہہ تہ است

محیؔ ہر کس درجہاں کردست کار اختیار
کارِ درویشاں بدرگاہِ خدا نشین اللہ است

(۱۴)

پیروی اکبار شیطاں کی کرے وہ ہے کنواں — پوستیں دھوبی کو دینا کب ہے کارِ زیرکاں

گرچہ شیطاں زعفراں رکھتا بہت ہے ملک میں — کب وہ حیوانوں کو دیتا ہے کہ کردیں وہ زیاں

جو بچا کر مردِ رکھے صبح کی خاطر غذا — تو نمازِ شام میں دیتا ہے بس اسکو اماں

نوجوانی میں تکبّر سے رہا پھولا ہوا — اور پیری میں ہوئی خم پیٹھ جیسے ہو کماں

موت کو تو بھول کر کرتا رہا ہر دم گناہ — بعد مُردن توبہ کرنے کی جگہ دل میں کہاں

کہتے ہیں مردِ خدا ہوتا نہیں ہر راہ گیر — راہ دیں پر جو چلا دنیا میں ہے وہ کامراں

باطناً ہو آہ و نالہ ظاہراً لب پر ہنسی — بھوک میں صابر رہے جو ہے وہی کامل جواں

شاہ خیمہ میں اگر ہو شاہ کا خیمہ ہے وہ — ہو اگر خیمہ میں گدھا کب وہ ہوگا حکمراں

مومنِ صادق اگر لائے چھپا کر کوئی شئے — تو منافق کو چھپی چیزوں کا ہوتا ہے گماں

محؔی اس دنیا میں ہر شخص کام کرتا ہے ضرور
کام درویشوں کا ہے شکر و رضا آہ و فغاں

واسطے دفع شر شیطان و ظالموں سے شر سے بچنے کے لئے سات مرتبہ روزانہ پڑھیں

۱۵

آہ درد آلود مردم جاں جانہا را بسوخت
[آہ درد آلود جانم جان جاناں را بسوخت]

سینۂ مجروح ہر مجنوں و شیدا را بسوخت
[سینۂ مجروح من مجنوں]

از جگرہائے کباب ایں آہ من زد آتشی
آہ زیں آہِ جگرسوزی کہ دلہا را بسوخت

با مدرس گفتم از سوزِ دلِ خود شمۂ
[تا بہ دشمن]
آتشی در جانش افتادہ سرپا را بسوخت

پیش یوسف گر ہمی روزے بگوئی اے عزیز
آتشِ عشقِ تو سرتا پا زلیخا را بسوخت
[عشقت سروپا]

نوبہاراں اشک ریزاں جانبِ صحرا شدم
آہ گرمم سبزہ ہائے کوہ و صحرا را بسوخت

محیؔ نادانست کاں یاراں بغفلت میزدند
[محیؔ نادانست کاں باداں بسختی میزدند]
خرقہ و تسبیح و مسواک و مصلیٰ را بسوخت

۴۸۶
۱۲

(۱۵)

آہ آتش بار سے دل آدمی کا جل گیا
اور سینے کی جلن سے ان کا شیدا جل گیا
آہ کے اس آگ سے دل ہو چکا جل کر کباب
آہ اے آہِ جگر سب کچھ ہمارا جل گیا
یوں مدرس سے کہا دل سوختہ مثلِ چراغ
آگ وہ جاں پر پڑی ہے کہ سراپا جل گیا
گر کسی دن تو ملے یوسف سے کہنا اے عزیز
عشق سے تیرے زلیخا کا سراپا جل گیا
جب بہاروں میں کبھی میں چشمِ تر صحرا گیا
میری آہِ گرم سے سب کوہ و صحرا جل گیا
اے محی انجان ہیں تجھ سے ترے یاراں خشک
خرقہ و تسبیح و مسواک و مصلا جل گیا

واسطے امان پانے شر شیطان اور ظالموں کے ہر روز سات بار پڑھیں

(۱۶)

با تو اے عاصی مرا صلح ہست ہرگز جنگ نیست — زانکہ غیر از غم ترا اندر دلِ دل تنگ نیست
روئے زردِ خود بما کن زانکہ بر درگاہ ما — ہیچ روئی تو بزردی زعفرانی رنگ نیست
در دلِ شبہا رسن در گردن افگن توبہ کن — بندہ را پیشِ خدا از توبہ کردن ننگ نیست
گر شراب و بنگ خوردی توبہ کن اللہ گو — یاد ما کن چوں دہانت پر شراب و بنگ نیست
ما بہ یٔ صارا بہ نیکوئی بدل خواہیم ساخت — کارِ ما با بندگانِ بد بجز ایں رنگ نیست
در دلِ سنگیں بدکاراں امیدِ فضلِ ماست — جائی جوہر ھائے سنگیں جز میان سنگ نیست
عاصیاں دارند نظر بر ما و ما بر عاصیاں — ما چو کردیم آشتی کس را مجالِ جنگ نیست
پشّۂ لنگی کہ بارِ او گراں افتادہ است — نی رود افتاں و خیزاں گرچہ پیش آہنگ نیست

نیک مردانِ جہاں گر جنگ در طاعت زنند
محیؔ مفلس بر ترا جز فضل حق در جنگ نیست

۷۸۶
۹۲

(۱۶)

تجھ سے اے عاصی مجھے ہے صلح ہرگز جنگ نہیں — جیسا تجھے ہے غم مرا دل تجھ سے میرا تنگ نہیں

زرد رُخ اپنا تو کر درگاہ کی جانب مری — دیکھ چہرے کا ترے اب زعفرانی رنگ نہیں

ڈال کر گردن میں رسّی شب کو دل سے توبہ کر — سامنے اللہ کے تو توبہ کرنا ننگ نہیں

گر شراب و بھنگ پی ہے توبہ کر اللہ کہہ — یاد کر اللہ کو جب تیرے مُنہ میں بھنگ نہیں

چاہتا ہوں مَیں بدی کو نیکیوں سے دوں بدل — کام بندوں کے بڑھا دینے کا میرا ڈھنگ نہیں

سنگ دل بدکار کو مجھ سے ہی ہے اُمّید فضل — جائے جوہر پارہ آخر درمیانِ سنگ نہیں

مجھ پہ عاصی کی نظر ہے اور مری اُس پر نظر — مَیں اگر بخشوں کسی کو پھر مجالِ جنگ نہیں

ایک لنگڑے پشتہ پہ ہے زندگی کا بھاری بوجھ — جا رہا ہے اُفتاں خیزاں اور کوئی آہنگ نہیں

نیک طینت کرتے ہیں گر زندگی ہمراہ چنگ
ہے خدا کا فضل مجھ پہ اور کسی سے ننگ نہیں

۷۸۶
۹۲

واسطے توفیق حق سبحانہ تعالیٰ ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

۱۷

پائے دل در کوئے عشقت تا بزانو در گلست
ہمتے دارید با من زانکہ کارِ مشکلست

من ندانم کیں دلِ دیوانہ را مقصود چیست
کو ہمیشہ سوئے سرگردانیِ من مائلست

فیل محمودی فرو ماند اگر بیند بخواب
بار سنگینی کہ از دردِ تو مارا بر دلست

اے دلِ آوارہ آخر چند می گوئی مگو
اندراں کوئے کہ پائے صد ہزاراں در گلست

ہمدمم آہست محرم غم در ایام شباب
وقت عیش و نوجوانی وہ چہ خوش با حاصلست

خود بخود گویم سخن صاچوں بگریم زار زار
محرمِ رازِ غریباں لابدا اشکِ سائلست

مخفیؔ ایں تو زندگانی گر گماں داری کہ تو
راہ حق رفتی یقیں میداں کہ فکرِ باطلست

(۱۷)

عشق کے کوچہ میں رکھنا ہے قدم اے دل اگر
مجھ سا ہمّت اس عمل کے واسطے درکار ہے

مَیں نجانوں کیا دلِ دیوانہ کو منظور ہے
کیوں پریشاں کر کے مجھکو در پہ آزار ہے

فیلِ محمودی ہو عاجز دیکھ لے گر خواب میں
تیری فرقت میں جو میرے دل پہ غم کا بار ہے

اے دلِ آوارہ کبتک شور و شر خاموش رہ
اِس گلی میں نقشِ پائے یار کا گلزار ہے

محرمِ غم میرا ہمدم بھی ہے وہ وقتِ شباب
کیا خوشی حاصل ہو جب دل میں الم کا خار ہے

خود بخود کرتا ہوں باتیں رُوتا ہوں کبھی زار زار
محرمِ رازِ غریباں آنسوؤں کا تار ہے

زندگی میں اے آثمؔ گر یہ یقین رکھتا ہے تو
تُو ہے راہِ حق پہ یہ تیرا گماں بیکار ہے

۴۸۶
۹۲

واسطے توبہ قبول ہونے ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

۱۸

گفتا کئے تو با ما گفتم کمیں غلامت
گفتا مگر تو مستی گفتم بلے ز جامت

گفتا چہ پیشہ داری گفتم کہ عشق بازی
گفتا کہ حالتت چیست گفتم غم و ملامت

گفتا کہ چیست حالت گفتم کہ حال شاکر
گفتا کجا فتادی گفتم میان دامت

گفتا زمن چہ خواہی گفتم کہ درد بیحد
گفتا کہ درد تا کے گفتم کہ تا قیامت

گفتا چہ می پرستی گفتم جمال رویت
گفتا چہ داری با من گفتم بسے ندامت

گفتا چہ گونہ بی من گفتم کہ نیم بسمل
گفتا چہ چیز داری گفتم ہمہ عزامت

گفتا چرا گدازی گفتم زبیم ہجرت
گفتا کہ با کہ سازی گفتم بیک ملامت

گفتا کہ کیست محیؔ گفتم ہمانکہ دانی
گفتا نشاں چہ داری گفتم کہ صد علامت

۴۸۶
۹۲

(۱۸)

پوچھا کہ کون ہے تو بولا کہ پیش خدمت
پوچھا کہ مست ہے تو بولا کہ ہے حقیقت
پوچھا کہ پیشہ کیا ہے بولا کہ عشق بازی
پوچھا کہ حال کیا ہے بولا غم و ملامت

پوچھا کہ حال کیا ہے بولا کہ میں ہوں شاکر
پوچھا مقام تیرا بولا مقام وحشت
پوچھا کہ حال کیا ہے بولا کہ درد بیحد
پوچھا کہ درد کب تک بولا کہ تا قیامت

پوچھا کسے ہے پوجا بولا جمال تیرا
پوچھا کہ لایا کیا ہے بولا غم و ندامت
پوچھا کہ کس طرح ہے بولا کہ نیم بسمل
پوچھا کہ کیا ہے رکھتا بولا کہ صبر و چاہت

پوچھا کہ وجہ گریہ بولا کہ ہے جو فرقت
پوچھا سفر کا ساماں بولا کہ تو سلامت
پوچھا ہے کون محی بولا کہ تو ہے آگاہ
پوچھا نشان کیا ہے بولا کہ تو علامت

۴۸۶
۹۲

یہ غزل عاشقی زدرس بیا آیا بر خود تشامد (درمیان میں)

واسطے حاصل کرنے عاقبت اُخروی ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

(۱۹)

غم مخور کہ عاقبت جائے تو صدرِ جنّت ست — روئے دل تو تا ابد سوئے رضائے حضرت ست

غم مخور کہ مرغِ جاں چوں بہ تنت ہمی پرد — منزلِ آشیانِ اُو مقصدِ صدق نیّت ست

غم مخور کہ ایں تنت چو لحد فرو رود — خاکِ تنِ تو تا بحشر غرقہ بآب رحمت ست

غم مخور کہ حق ترا از ہمہ خلق برگزید — ایں زجمال لطف اوست نیز زکمال حکمت ست

غم مخور کہ روز و شب سیصد و شصت لطف حق — در تو نظر ہمی کند ایں ہمہ از محبّت ست

غم مخور کہ ہر کجا تو کہ توئی خدائے تست — در طلبِ خدا ترا بندہ بگو چہ زحمت ست

غم مخور کہ عشق خود با گلِ تو ہم سرشت — عشقِ خدائے تو بتو ہمدمِ وصل خلقت ست

غم مخور کہ با تو ہست آنِ دگر بغیر تو — اُو نہ تو ہست و تو نہ اُو گفتنِ او برخصت ست

غم مخور کہ بے شراب مست و خراب گشتۂ — محتسبانِ شہر را گو کہ شراب جنّت ست

غم مخور کہ حق ترا بندۂ خویش خواندہ است

بندگی خدا ترا محی نشان دولت ست

(۱۹)

غم نہ کر کاشانہ تیرا آخری جنّت میں ہے
زندگانی تا ابد جب یار کی چاہت میں ہے

غم نہ کر یہ مرغِ جاں تیرے بدن سے جب اُڑے
آشیاں ہے گھر اُسی کا صدق گر نیّت میں ہے

غم نہ کر کہ جسم تیرا جب لحد میں جائے گا
تیری مٹّی حشر تک اب سایۂ رحمت میں ہے

غم نہ کر کہ ہر بشر سے ہے شرف انسان کو
ہے کرم اسکا نہ تیری کاوشِ خدمت میں ہے

غم نہ کر کہ لطفِ حق ہے تین سو اور ساٹھ بار
رات دن غلطاں و پیچاں وہ تیری الفت میں ہے

غم نہ کر کہ تو جہاں ہے تیرا مولا ہے وہاں
تجھ سے راضی ہے خدا کیوں فکر کی ظلمت میں ہے

غم نہ کر عشقِ خدا مٹّی میں تیرے ہے مِلا
اب خدا کے عشق کا جلوہ تری صورت میں ہے

غم نہ کر ہمراہ تیرے ہے خدائے پاک ذات
وہ نہ تُو ہے، تو نہ وہ کہتے ہیں وہ خلوت میں ہے

غم نہ کر بے مے پیئے پھرتا ہے تو مست و خراب
شہر کے قاضی سے کہہ صہبا مری جنّت میں ہے

غم نہ کر اب اے تجلّی محبوبِ حق تو ہو چکا
بندگی تیری نمایاں عشق کی رِفعت میں ہے

۴۸۶
۹۲

واسطے پانے شراب کوثر ۲۰ ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

مئے صافی طلب جاناں کہ دردِکش گرانخوارست
تو از ساقی نشانی گو کجا ایں جاہست بسیارست

ازیں سودائے عشق آخر سرت بر باد خواہی داد
سرت چوں میرود خواجہ چہ جائے فکرِ دستارست

زر کیسہ تر انقدی بروں می باید آوردن
چنیں کار آید از زرد ے شکستی کہ طرارست

چو در دکاں ہر مردِ منادی کرد شب گردی
کہ شب غافل مشو خواجہ عسس یاد از دہم یارست

چو سلطاں یار دزدِ شد بشارت دہ تو دزداں را
نہ دست و پائے می بیر نہ نے زنداں و نہ نے دارست

بشارت داد آں سلطاں مترسید اے تہید ستاں
کہ گنجِ رحمتِ رحماں نثارِ ہر گنہگارست

شب اندر خود کہ چوں سلطاں بجاسوسی ہمی گردد
کس واقف شود زیں سر کہ او شب گرد عیارست

بمحشر چوں شوی حاضر گناہت بود شد حاضر
مترسی زاں تو اے عاصی خداوندِ تو ستارست

چرا اے بندۂ غمگین چو از لطف و کرم آخر
ترا با عیب ہائے تو خدائے تو خریدارست

چو خود گوید کہ اے بندہ من آں سلطان بالطفم
کہ بر درگاہ من ہر گہ کہ می آئی ترا یارست

برخ گر زرد شد عاشق نہ یرقاں باشد و نی دق
طبیبِ عاشقاں داند کہ از بہر چہ بیمارست

شرابِ عشق چنداں خور کہ سر از پائے نہ شناسی
کہ بر مستان حضرت رازِ ہشیاری لبس عارست

شتر چوں مست میگردد دہانش از علف بندد
اگر مستِ خدائی تو چرا حرصِ تو با خارست

اگر مستی تو پا کوباں ہمی بری بیاباں را
اگر ہشیار می ترسی کہ راہِ کعبہ پر خوارست

ترا اگر حج بود سالِ و لے در کوئے یارِ ما
گذارد ہر زماں حجِ کسِ کو عاشقِ زارست

طوافِ کعبہ کن حاجی مرا بگذار در کوئش
کہ حجِ اکبرِ عاشق طوافِ کوئے دلدارست

شہیداں رانمی شوید شہیدِ دوں مشو محیؔ
کہ اندر مذہبِ رنداں کسِ کو مردِ مردارست

دے مئے صافی کہ اب دل درد سے بیزار ہے | دے پتہ اُس کا جو میرا مونس و غم خوار ہے

سر مرا برباد کرہی دے گا یہ سودا ترا | جب نہ ہو سر فکر پھر دستار کی بیکار ہے

جیب سے نقدی تجھے لینا ہے چالاکی کے ساتھ | جس طرح سے چور اپنے کام میں ہوشیار ہے

خود دکانوں پر منادی کرتا ہے وہ رات کو | جاگ کر رہنا، اُدھر پھر چور کا بھی یار ہے

بادشاہ چوروں کا جب ہو یار تو چوروں سے کہہ | دست و پا باندھیں نہ تیرا نہ سزا نہ دار ہے

شہ نے خوش خبری یہ دی اے مفلسو خائف نہ ہو | گنج رحمت اُس کی خاطر ہے جو عصیاں کار ہے

رات کو سلطان جب جاسوس بنکر خود پھرے | کون محرم راز ہو جب خود ہی وہ عیّار ہے

حشر میں تیرا گنہہ جب آئے تیرے سامنے | خوف اے عاصی نہ کر کہ رب ترا ستّار ہے

کس لئے غمگیں ہے تو جب تجھ پہ ہے لطفِ خدا | وہ گناہوں کی خریداری میں خود مختار ہے

خود وہ جب کہتا ہے اے بندہ سراپا رحم ہوں | جب کبھی تو آئے مری جانب تو میرا یار ہے

زرد ہو عاشق کا رُخ تو مرض یرقان ہے نہ دق | وہ طبیبِ عشق ہی جانے کہ کیوں بیمار ہے

پی شرابِ عشق اتنی خود سے ہو جا بے خبر | مست دیوانوں کو ہشیاری سے از حد عار ہے

اونٹ جب ہو مست مُنہ چارہ سے کر دیتے ہیں بند | تو خدا کا مست ہے دنیا سے پھر کیوں پیار ہے

مست ہو گر تو ہوا کے مثل طے صحرا کرے | ہوشیاری میں تجھے کعبہ کی رہ پُر خار ہے

سال میں اک حج تجھے، کوچہ میں میرے یار کے | ہر گھڑی ہوتا ہے حج اُسکا جو عاشق زار ہے

کر طوافِ کعبہ حاجی، بس ہے مجھ کو کوئے یار | عاشقوں کا حجِ اکبر کوچۂ دلدار ہے

غسل شہدا کو نہ دیں مجی شہیدِ دل نہ ہو
مذہبِ رندی میں ایسا آدمی مردار ہے

نایاب تحفہ

دیوان

پیران پیر دستگیر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

مع اردو منظوم ترجمہ

شائقین وعقیدت مند حضرات شہر کے کتب فروشوں سے

حاصل کریں

کتاب حاصل کرنے کے مخصوص پتے

عبدالقادر قادری فدائی - نیا بازار عیدگاہ روڈ - دھنباد

مکتبۃ الحبیب ۱۴۰ اترسوئیا - الہ آباد

انوار بک ڈپو ۹۹ لورچیت پور روڈ - کلکتہ ۱

واسطے حاصل کرنے صبر کے اور رد کرنے بلائے ناگہانی کے ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

(۲۱)

ہر چہ اُو سنگیں دلاں بر جان ما آید خوش ست

گر وفا آید خوش و گر ہم جفا آید خوش ست

بشنوم تا چند بوئے گل ز بادِ صبح دم

بوئے اُو گر ہمرہِ بادِ صبا آید خوش ست

راضیم از ہر چہ پیش آید بدردِ عشق تو

گر ہمہ بر جان من درد و بلا آید خوش ست

روز ابر ایں چنیں داری چو سر در کاسۂ

گر بجائے قطرہا سنگ از ہوا آید خوش ست

عشق زیبا می نماید محی ہر کس را کہ ہست

بوئے گل گر زانکہ از بادِ صبا آید خوش ست

(۲۱)

یار سنگیں بھی دل و جاں پر جو آجائے تو خوش

گر وفا آئے تو خوش ہو گر جفا آئے تو خوش

مَیں سنا کرتا ہوں اکثر بوئے گُل سے صبح دم

اُس کی بُو بادِ صبا کے ساتھ آجائے تو خوش

راضی ہوں جو درد بھی پیدا ہو تیرے عشق میں

گر مِری جاں پر بلاؤں پر بلا آئے تو خوش

جب بھی بارش ہوتی ہے رکھتا ہے کاسہ سَر پہ تُو

پھر بھی بوندوں کی جگہ پتھر برس جائے تو خوش

عشق مُحیِؔ زیب اُس دم آدمی کو دیتا ہے

بوئے گُل بادِ صبا کے ساتھ آجائے تو خوش

حاصل کرنے صبر کے اگر کوئی بلا میں مبتلا ہو۔ اور پریشان نہ ہو خداوند تعالیٰ سے رہائی طلب کرے۔

(۲۲)

ردیف ت میں ۹ غزل حرف سے
ہوئے وصل تو ہرگز ز جاں بخواہد رفت

آنکہ آتش افگند در خلق جانانِ منست
وآنکہ می سوزد ازاں رُولیش ہمیں جانِ منست

ما شدم دیوانہ بچشم قصرِ شہ ویرانہ است
کاسہ فیروزۂ از شاخِ ایوانِ منست

عشق ورزیدم نہاں اے وائے برمن کیں زماں
نقلِ ہر مجلس حدیثِ عشقِ پنہانِ منست

گر فلک خواہید سازد خانۂ مردم خراب
گو مکش زحمت کہ کارِ چشم گریانِ منست

آنچہ در دم بگذرد باشد شبِ وصلِ حبیب
وان چہ پایان ندارد روز ہجرانِ منست

مردمِ محی ایں سینہ پوشیدہ بہرِ ماتمش
ہر کجا ورقِ بود اوراق دیوانِ منست

۲۲

آتش افگن ہوتا ہے جب خلق میں جاناں مرا
اُس کی سوزش سے ہوا کرتا ہے مُنہ سوزاں مرا

مَیں ہوا دیوانہ جب، ویرانہ کاخِ شہ ہوا
شاخِ رنگیں بن گیا اک جام سے ایواں مرا

عشق سے وابستہ ہوں مَیں کیا کہے میری زباں
بہرِ مجلسِ شیریں ہے ذکرِ دلِ پنہاں مرا

یوں فلک چاہے تو کر دے آدمی کا گھر خراب
کام یہ کرتا ہے ورنہ دیدۂ گریاں مرا

یوں تو گھٹ سکتا ہے میرا درد بعد از وصلِ یار
انتہا رکھتا نہیں ورنہ غمِ ہجراں مرا

بہرِ ماتم ہے سیہ پوشاک تھی زیبِ تن
مِل کے اوراقِ پریشاں بن گیا دیواں مرا

ردیف (د) میں شروع کی ۱۴ غزلیں جن میں واسطے آسان ہونے عذاب قبر کے پچاس مرتبہ پڑھیں

(۲۳)

یارب آں ساعت کہ خلق از ما بیارد ہیچ یاد
رحمتِ خود کن قرینِ ما الیٰ یومُ تناد

نامۂ نیکاں شدہ بر طاعت آیا چوں کنم
نامہائے ما بداں چیزے ندارد جُز سواد

ایں چنیں کالائے پُر عیب کہ گردیدہ ماست
گر نبودش روز بازارش بنامت جُز کساد

عید شد عیدی برحمت در خداوندا جہاں
در تو نہ دہی از کہ جوید بندگانِ نامراد

رُو مکن یارب تو ما را چو لکہ بازارِ اَلست
عیب ہائے ما ہمہ دیدی و کردی نامراد

شب رَسَن در گردن اندازم بگریم زار زار
از غمِ عمرِ عزیزِ خود کہ بردادم بہ باد

این و آں از بس کہ بے اُو زندگانی می کنم
وقت مردن جاں نمی دانیم چوں خواہیم داد

آہ ازاں ساعت کہ عزرائیل قصدِ جاں کند
جان شیریں را بباید داد و لب نتواں کشاد

تا دمِ آخر چہ خواہد کرد با ما آہ آہ
اے خوشا وقتِ کسی کز مادرش ہرگز نزاد

نامہ می خواند و می گفتند کراماً کاتبین
در جمیع عمر ایں بندہ نیامد حرف یاد

پیش تا یوتم منادی کُن بگو ایں بندہ است
کو گنہ بسیار کردہ بر خدا کرد اعتماد

یارب آنکس را بیامرزی کہ بعد از مرگِ ما
روح ما را اُو بہ تکبیری کند گہ گاہ یاد

گر بخاکم بگذری یا بگُزرم بر خاطرت
ایں دعا می کن کہ یارب گورِ اُو پُر نور باد

رحم خواہد کرد بر من خواہد آمد زید نم
روئے زردِ خود بر خاکِ لحد خواہم نہاد

محیؔ گرچہ بس بدی کردہ ندارد نیکئی
لیک می دارد بجاں در حقِ نیکاں اعتماد

(۲۳)

اہلِ دنیا جب کریں گے مجھکو مرجانے پہ یاد
رحم کرنا مجھ پہ مولا آئے جب یومِ التناد

نامۂ اعمال نیکوں میں ہو، ہے اُسکا کرم
نام ہے میرا بدوں میں میں سراسر ہوں سواد

نامۂ اعمال و چہرہ زرد میں لے کر پھروں
گر نہ ہو اُس حشر کے دن نام میں میرے گشاد

اے خداوندِ جہاں تو دے خوشی رحمت کیساتھ
تیری بخشش گر نہ ہو ہر آدمی ہو نا مراد

رُخ مری جانب نہ کرنا یا الٰہی روزِ حشر
دیکھ کر عیبوں کو میرے تو نہ کردے نامراد

رات کو رسّی گلے میں ڈال کر روتا ہوں میں
عمر تیزی سے گذرتی جا رہی ہے مثلِ باد

این و آں میں زندگانی کر رہا ہوں میں تمام
وقتِ مردن کون جانے جاں پہ کیا آئے فساد

آہ وہ ساعت کہ عزرائیل لینے آئیں روح
لب کو جنبش تک نہ ہو اور جاں کو کہدے خیرباد

کیا کریگا تا دمِ آخر مرے ہمراہ آہ
مجھ کو جب پیدا کیا ہے دے مری حسرت کی داد

دیکھ کر اعمال بولے یہ کراماً کاتبیں
عمر بھر اس بندے نے ہرگز نہ کی خالق کو یاد

پیشِ میت یہ منادی کر کہ یہ بندہ ہے وہ
کی خطائیں بھی مگر رکھا خدا پر اعتماد

یارب اُسکو بخش دینا میرے مرجانیکے بعد
روح جسکی کرتی رہتی ہے مجھے ہر گاہ یاد

تو مجھے گر یاد کرلے یا تجھے میں آؤں یاد
یہ دعا کرنا خدایا گور اُو پر نور باد

رحم کرنا ہو تجھے تو بخش دینا بھی مجھے
جب لحد کے خاک پر رکھدوں میں چہرہ نامراد

محیؔ کرتا ہے بدی عادی ہے نیکی سے مگر
دل میں اُسکی یاد رکھتا ہے کرم پر اعتماد

واسطے آسان ہونے ہر مشکلوں کے روزانہ گیارہ مرتبہ پڑھیں۔

درمیان میں دو غزل حرف
مطلع - باش تا وقت تماشہ جمال [illegible]

(۲۴۴)

تا ابد یارب زِ تو من لطف ہا دارم امید ‏ ‏ از تو گر امید برم از کجا دارم امید

زیستم عمرے بسِ چوں دشمناں دشمن مگیر ‏ ‏ بیوفائی کردہ ام از تو وفا دارم امید

ہم فقیرم ہم غریبم بیکس و بیمار زار ‏ ‏ یک قدح زاں شربتِ دارِ شفا دارم امید

ناامیدم از خود و از جملۂ خلقِ جہاں ‏ ‏ از ہمہ نومیدم امّا از تو می دارم امید

منتہائے کار تو دائم کہ آمرزیدن ست ‏ ‏ زاں کہ من از رحمتِ بے منتہا دارم امید

ہر کسے امید دارد از خدا او جز خدا ‏ ‏ لیک عمرے شد کہ از تو من ترا دارم امید

ہم تو دیدی من چہا کردم تو پوشیدی زِ لطف ‏ ‏ ہم تو می دانی کہ از تو من چہا دارم امید

ذرّہ ذرّہ چوں خدا گردانَدم خاکِ لحد ‏ ‏ بہر ہر ذرّہ زِ تو فضلِ خدا دارم امید

دم بدم بد گفتہ ام بد ماندہ ام بد کردہ ام ‏ ‏ با وجودِ ایں خطاہا من عطا دارم امید

روشنئ چشم من از گریہ کم شد اے حبیب ‏ ‏ ایں زماں از خاک کویت توتیا دارم امید

محی می گوید کہ خونِ من حبیبِ من بریخت
بعد ازیں کشتن از و من لطف ہا دارم امید

(۲۴)

حشر تک ہے لطف کا تجھسے مجھے مولا امید
تجھسے گر امید توڑوں کس سے ہو آقا امید

عمر بھر جب دشمنوں کو بھی نہیں کرتا گرفت
بے وفا ہوں پھر بھی ہے مجھکو ترا جلوہ امید

میں گدا بھی ہوں غریب و مفلس و بیمار ہوں
میری خاطر ہے ترا میخانۂ اولیٰ امید

ساری دنیا اور اپنی ذات سے ہوں ناامید
سب سے ناامید ہوں پر تجھسے ہے مولا امید

مالکِ ہر چیزِ کل ہے بخشنے والا ہے تو
میری خاطر رحمتِ کامل کا ہے صدقہ امید

کس سے سب امید رکھیں اے خدا تیرے سوا
عمر بھر رکھی ہے میں نے تجھسے اے آقا امید

دیکھ کر عیبوں کو بھی میرے چھپا دیتا ہے تو
جانتا ہے دل میں جو میرے ہے پوشیدہ امید

ذرہ ذرہ جب لحد کی خاک کا لوٹائے گا
فضل رب العالمیں سے ہو گا ہر ذرہ امید

ہر نفس بدکار ہوں بدگو بھی ہوں بدنام ہوں
پھر بھی تیری ذات سے ہے مجھے مولا امید

روشنی آنکھوں کی گریہ سے ہوئی کم اے حبیب
خاک تیرے کوچہ کی ہے مجھکو سرمہ سا امید

محیؔ کہتا ہے بہاتا ہے مرا محبوب خون
پھر بھی بخشش کیلئے تجھسے ہے سرتاپا امید

واسطے دفع ہونے ہر بلا کے و درد بدن ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

(۲۵)

زِ سر تا پا تنِ من گر ہمہ اندوہ و غم باشد
ہنوز از ایں چنیں دردِ کہ دارم از تو کم باشد

چگونہ سر بسائی بر فلک کز غایتِ عزّت
بہر جا پا تہی سر ھا ترا از زیرِ قدم باشد

غنیمت داں حضورِ درد و غم اے دل کہ دوراں را
وفائی نیست چندانی و صحبت مغتنم باشد

خوش ست از خوب رویاں گہہ جفا گاہے وفا لیکن
زِ من مہر و وفا از تو ہمہ جور و الم باشد

دمِ آب از سفالِ سگ بکوئے یار نوشیدن
مرا خوشتر بود زاں بادہ کاں در جامِ جم باشد

خلاصی گر زِ ہستی بایدت عاشق شو اے محیؔ
کہ اوّل کام در عشقِ پری رویاں عدم باشد

(۲۵)

مرا یہ جسم سرتاپا اگر اندوہ غم ہوگا
ترے غم کے سوا جو غم بھی ہوگا مجھکو کم ہوگا

فلک تک سر بلندی ہو کہ عزت حد سے بڑھ جائے
بہر صورت مرا یہ سر ترے زیرِ قدم ہوگا

نہ رکنے گی کبھی اک حال میں یہ گردشِ دوراں
تری صحبت کا جو لمحہ بھی ہوگا مغتنم ہوگا

حسینوں کیطرف سے لطف بھی گاہِ جفا بھی ہے
جفا بھی تیری جانب سے جو ہوگی وہ کرم ہوگا

پلائیں تیرے کوچہ میں جو پانی ظرف سگ رکھ کر
تو وہ جامِ سفالی میرے حق میں جامِ جم ہوگا

رہائی چاہتے ہو اِس جہاں سے اے محیؔ گر تم
حسینوں سے جدا ہونے کا یہ پہلا قدم ہوگا

۷۸۶
۹۲

مہربان ہونے حاکم و بادشاہ کے پانچ مرتبہ پڑھیں

(۲۶)

تعالیٰ اللہ چہ حسنت ایں کہ چوں برقعہ براندازد
اگر باشد دل از آہن کہ ہم چوں موم بگدازد

ہمہ خوبان بحسنِ خویش می نازند و ماہِ من
چناں باشد کہ حسنِ او بروئی خوب می نازد

بود رسمِ پری رویاں کہ با دیوانگاں نازند
شدن دیوانۂ آں تند خو با من نمی نازد

مکن اے مدّعی علیہم اگر نالم جدا از یار
کہ من در ہجر می سازم دلیکن دل نمی سازد

کجا پروا کند ہمچو نہ در عالم بود عاری
چناں مشغول یار ست او کہ با خود ہم نہ پردازد

سُبحان اللہ بُرقعہ سے جو حُسن اُن کا نکلتا ہے
تو لوہے کا جگر بھی موم کی صورت پگھلتا ہے

حسیں نازاں ہیں صورت پر مگر وہ ماہ رو میرا
کبھی جب سامنے آیا چراغِ حُسن جلتا ہے

حسینوں کی ہے عادت عاشقوں سے ناز کرتے ہیں
مَیں اُسکو چاہتا ہوں ناز کرنا جس کو کھلتا ہے

نہ کر مطعون مجھ کو مدّعی فرقت میں رونے سے
مجھے تو ہجر میں ہے صبر، دِل لیکن مچلتا ہے

محی بدنام ہونے کی نہیں پرواہ دنیا میں
اُسے کیا فکر ہو جو راہ یہ الفت کی چلتا ہے

۷۸۶
۹۲

سختی کی حالت میں رُخ دوسری جانب نہ ہونے کیلئے روزانہ سات بار پڑھیں

(۲۷)

کسی کو یار خود دارد چرا بر دیگری بیند

حرامش باد عشق آنکس کہ ہم بر دیگری بیند

ازیں آتش کہ من دارم زِ شوقِ او عجب نبود

کہ آں مہہ چوں ببالیں آیدم خاکستری بیند

ہمہ عالم از تابِ مہر سوزندہ شدہ عمرے

کہ مہر از اشک تو سوزد کہ از خود بہتری بیند

اگر عاشق زِدل نالد زِگریہ نیست پروایش

اگر بر جائے ہر مو برتنِ خود نشتری بیند

نہ کرد آں ناں مسلماں ہیچ گہہ رحمی دمیدانم

کہ برمن سوزشِ دل گر سوئے من کافری بیند

خوش آں ساعت کہ در کوئے بتاں مجی رود سرخوش

بدستی شیشہ در دستِ پُر از مے ساغری بیند

(۲۷)

جو تم کو دل میں رکھتا ہے وہ کیوں سوئے دگر دیکھے
حرام ایسی محبّت، غیر کی جانب اگر دیکھے

مرے دل میں جو سوزش ہے عجب کیا وہ بھی رکھتا ہو
وہ چاند آئے جو بالیں پر تو مجھ کو خاک پر دیکھے

ترے سورج سے اک مدّت ہوئی جلتے دو عالم کو
جلے سورج جو اشکوں سے ترے وہ خوب تر دیکھے

اگر روتا ہے عاشق دل سے، تو کس کو خبر ہوگی
اگر احساس ہو ہر موئے تن برقِ شرر دیکھے

نہیں کرتا کبھی وہ رحم اب ایسے مسلماں پر
جلا کر دل جو غیروں کا بہ اندازِ دگر دیکھے

حسینوں کی گلی میں جب بھی جاتا ہے محیؔ شاداں
تو اپنے آپ کو ساغر بکف مے خوار تر دیکھے

۷۸۶
۹۲

رفع ہونے حاسدوں کے شر سے ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

(۲۸)

من نمی گویم کہ جورِ روزگارم می کشد
طعنۂ بدخواہ وبے رحمیٔ یارم می کشد

دور از روئے طاقتی باشد کہ روزِ چند یار
محنت و دردی و داغِ انتظارم می کشد

من نہانے عشق مے ورزم بہ اُوآں تند خو
از برائے بعرتی خلق آشکارم می کشد

گر روم در کوچۂ بازیچۂ طفلاں شوم
در نشینم گوشۂ فکرِ تو زارم می کشد

شب گذارم در خیالت روزگارم چوں شود
روز فکرم نالۂ شب ہائے طارم می کشد

شوق دیدارت مرا می کُشت زیں بیش کنوں
آرزوئے بوسہ امیدِ کنارم می کشد

می کشد زحمت طبیبی غافل ست از اینکہ اُو
ہم چو تحی سوزشِ جانِ فگارم می کشد

۷۸۶
۹۲

(۲۸)

میں نہیں کہتا اٹھاتا ہوں زمانے کے ستم
طعنۂ بدخواہ سہتا ہوں ترا بھرتا ہوں دم

اُس سے دوری جب ہوئی ناطاقتی میں چند بار
راہ تکتا ہوں ترا دل میں لئے رنج والم

چھپ کے پیتا ہوں شرابِ عشق اور وہ تند خو
عبرتِ دنیا کی خاطر کھول دیتا ہے بھرم

جب گلی میں جاتا ہوں بن جاتا ہوں لڑکوں کا کھیل
گر کہیں تنہا جو بیٹھوں اور بڑھ جاتا ہے غم

رات تیری فکر میں گذرے تو میرا کام ہو
دن کو نالہ رات کو تاریکئ شب کا ہے غم

شوق تیری دید کا جب دل دُکھاتا ہے مرا
آرزوئے وصل مجھ کو کھینچتی ہے دم بدم

زحمتِ درماں اُٹھانا ہے غلط غافل طبیب
[illegible]

محنت دنیا سے آرام پانے کیلئے و مہرباں ہونے حاکم کے روزانہ سات مرتبہ پڑھیں

درمیان میں اسکے بعد اگر حرف
مرا سود ئے جمہور یاں زمہر بیروں بخو سیدہ کردہ

(۲۹)

روزنے بجز زخم تیرش در سرائے تن مباد
غیر داغِ حسرتِ تا بام آں روزن مباد

عاشقِ روئے بتاں یارب مباد ا ہیچ کس
در کسِ عاشق شَوَد یار ایں بتانِ من مباد

کردہ از تیغِ جفا ہر لحظہ چاکی در دلم
آنکہ از خارِیش ہرگز چاک در دامن مباد

جنّتِ عاشق چو باشد بعد مردن کوئے یار
مرغ جانم را بجز آں دیوار و در مسکن مباد

مہر و مہ را روشنی از پرتوئے رخسار تست
بے رُخت ہرگز چراغِ مہر و مہ روشن مباد

آرزو دارم کہ در عشقت تنِ بیمار من
خالی از افغان و زاری فارغ از شیون مباد

تاج شاہی چوں شَوَد با خاک یکساں عاقبت
افسرِ محی بجز خاکسترِ گلخن مباد

۷۸۶
۹۲

(۲۹)

کیوں نہ اُس کے تیر سے زخمی ہمارا تن نہو
داغ حسرت کے سوا دِل میں کوئی روزن نہو

اِن بتوں کے حُسن پر عاشق نہ ہو یارب کوئی
ہو کوئی عاشق تو وہ میرا بُتِ رہزن نہو

ظلم کی تلوار سے دل ہو چکا ہے چاک چاک
میرے دامن کی طرح چاک اب کوئی دامن نہو

بعد مرنے کے گلی محبوب کی جنّت بنے
مُرغ دِل کے واسطے اب دوسرا مسکن نہو

مہر ومہ میں روشنی ہے پرتوے رُخسار یار
وہ نہو تو پھر چراغِ دہر بھی روشن نہو

آرزو بیمار دل کو اتنی باقی ہے مرے
خالی از فریاد و نالہ گریہ و شیون نہو

تاج شاہی اور مٹی کا ہے جب انجام ایک
اپنی ہستی کیوں مجی خاکسترِ گلخن نہو

واسطے آرام پانے محنتِ دنیا سے ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

(۳۰)

شاخِ گُل از ناز کے کہ یار یادم می دہد
برگ گُل زاں گل رخِ رُخسار یادم می دہد

چوں روم در کوہ تا از یادِ اُو فارغ شوم
می خرامد کبک زاں رفتار یادم می دہد

ہر کجا بنیم گُلِ با خاری سوزم کہ آں
ہم دمیئے یار با اغیار یادم می دہد

داستانِ تیشۂ فرہاد کوہِ بے ستوں
خار خارِ سینۂ افگار یادم می دہد

چوں روم در گلستاں کز خویش آسایم دمے
بانگ بُلبُل نالہ ہائے زار یادم می دہد

رستہ بودم از جفائیش دہ کہ جورِ روزگار
باز خونریزیٔ آں خونخوار یادم می دہد

جانِ شیریں سوزدم چوں شعرِ محیؔ بشنوم
زانکہ شیرینیٔ آں گفتار یادم می دہد

(۳۰)

شاخِ گُل کے ناز سے وہ یار یاد آتا رہا
برگِ گُل سے وہ گلِ رُخسار یاد آتا رہا

کوہ کی جانب میں نکلا جب بھلانے اُسکی یاد
کبک دیکھا وہ کبک رفتار یاد آتا رہا

جب کہیں دیکھا گلِ تر خار کے ہمراہ تھا
یار کے ہمراہ بھی اغیار یاد آتا رہا

جب چھڑی ہے داستانِ تیشۂ فرسنگِ گراں
کوہ کن بے تاب دل افگار یاد آتا رہا

جب سکونِ دل کی خاطر باغ سے گذرا ہوں میں
حال اپنا عندلیبِ زار یاد آتا رہا

تنگ تھا اُس کی جفا سے کہ جفائے دہر سے
خوں بہاتا وہ مرا خوں خوار یاد آتا رہا

روح پھڑکی جب سنا شیریں نے محی کا کلام
مدّتوں تک جادوئے گفتار یاد آتا رہا

حاصل کرنے آرام و محنتِ دنیا و محفوظ رکھنے حاسدوں سے ہر روز سات بار پڑھیں

(۲۱)

نمی دانم کہ اُو تا کے پئے آزار خواہد شد
بگوید این دلے آخر ازو بیزار خواہد شد

بدیں خو چند روزے گر بماند از جفائے اُو
تنم بیمار خواہد گشت و جاں افگار خواہد شد

بخوابِ مرگ شد بختِ من و گویند یارانم
کہ تو فریاد افغاں کن کہ اُو بیدار خواہد شد

مکن بہرِ خدا عزمِ گلستاں با چنیں روئے
کہ دانم باغباں شرمندہ از گلزار خواہد شد

میفشاں دست چندے در سماع وے سرو نازِ من
کہ ہوش از جانِ من از دست افگار خواہد شد

چہ گویم شرحِ جورِ یار دردِ خویش با مردم
کہ بے تسکیں مرا گویند با تو یار خواہد شد

زِ اندوہِ دل و چاکِ جگر تا کے برد محیؔ
کہ اس عشقت وایں ہا ہر زماں بسیار خواہد شد

نجانوں مجھ کو کب تک درپئے آزار رکھّے گا

نہیں کہتا کہ تا کے اس طرح بیزار رکھّے گا

یہی صورت رہی گر چند دِن اُسکی جفاؤں کا

دِل و جاں کو مرے اُس کا ستم بیمار رکھّے گا

میں کھو جاؤنگا جب خوابِ عدم میں دوست روینگے

پھر اُن کا نالۂ پُر غم مجھے بیدار رکھّے گا

نہ کر بہرِ خدا عزمِ گلستاں اے گُلِ خوباں

کہ خود کو باغباں شرمندہ از گلزار رکھّے گا

سماع میں ہاتھ کو جھٹکا نہ دے یوں ناز پرور میرے

کہ یہ انداز مجھ کو اور دل افگار رکھّے گا

کسی سے درد اپنا کیا کہوں جو اُسنے بخشا ہے

کرے تسکیں دیئے کہتے ہیں تجھسے پیار رکھیگا

کہاں تک درد و غم لیکر مجھے آگے بڑھیگا تو

ترا یہ عشق تجھ کو عمر بھر بیمار رکھّے گا

واسطے محفوظ رہنے دشمنوں سے ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

(۳۲)

مرا کُشتی و گوئی خاک ایں برباد باید کرد
چرا بر دردمندی ایں ہمہ بیداد باید کرد

ہمہ کس از تو دل شاد ند غیر از من کہ غمگینم
نمی گوئی دلِ ایں ہم زمانی شاد باید کرد

شدم پیر از غمِ تو کز جوانی بر دہم گر جاں
کہ آخر بندہ پیر یئے پسر آزاد باید کرد

حکایت ہائے حُسنِ اُو بغیر از من نیا یاد گفت
حدیثِ شیوۂ شیریں بر فرہاد باید کرد

چہ عمر ست اینکہ در شب ہا بود ہر کس بخوابِ خوش
مرا تا روز از دستِ غمت فریاد باید کرد

بنائے زندگی حیف ست کاخر می شود ویراں
چنیں کارِ نکو با ہر چہ بے بنیاد باید کرد

مزن محیؔ بسی لاف از سخن چنداں کہ جائے ہست
تو شاگردی ہنوز ت خدمتِ استاد باید کرد

(۳۲)

مری جاں سے کہتا ہے تجھے برباد کرنا ہے
کہ مجھ کو دردمندی پر تری بیداد کرنا ہے
سبھی کا تجھ سے دل خوش ہے مگر میں ہوں کہ غمگیں ہوں
نہیں کہتا کبھی تو دل ترا بھی شاد کرنا ہے
ترے غم میں ہوا بوڑھا جوانی میں نہ موت آئی
کہ اب بوڑھے کو شاید قید سے آزاد کرنا ہے
حکایت حُسن کی میرے سوا اب کون کہتا ہے
کہ مجھکو تذکرہ شیریں کا اے فرہاد کرنا ہے
ہے یہ بھی زندگی کوئی کہ دنیا چین سے سوئے
مگر غم میں ترے دل کو مرے فریاد کرنا ہے
بنائے زندگی افسوس آخر ہو گئی ویراں
مرے قصرِ وفا کو آج بے بنیاد کرنا ہے
نہ بڑھ کر بات کر محی زباں کو روک لے اپنی
ابھی شاگرد ہے تو خدمتِ اُستاد کرنا ہے

محفوظ رہنے ظالموں کے ظلم سے ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

(۲۳)

دلِ ناشادِ من شاید کہ روزِ شادماں گردد
ولے مشکل کہ آں نامہرِ ہرگز مہرباں گردد

مرا گو شادیئے دل در رسد ناگہ بداں ماند
کہ در شہرِ غریبی آمد وبے خانماں گردد

چنیں کامروز زاں بدخو بلا انگیز می بینم
عجب نبود کہ روزِ فتنۂ آخر زماں گردد

اگر بارِ دلِ من آسماں خواہد کہ بردارد
نہ جنبد ہیچ گہ از جائے چوں من ناتواں گردد

برآں بودم کہ دل را مرہم بہبود خواہد شد
چہ دانستم کہ جانم را بلائے ناگہاں گردد

اگر جامِ جدا از لعلِ میگونِ تو می نوشم
ہما جا خوں شود در چشم خوں ریزم رواں گردد

غمِ محیؔ بخور زاں بیش کز سودائے زلفِ تو
برآرد سر بہ شیدائے و رسوائی جہاں گردد

(۳۳)

دلِ ناشاد شاید کے کسی دن شادماں ہوگا
مگر مشکل ہے وہ نامہر مجھ پر مہرباں ہوگا
خوشی بھی آئیگی دل میں تو یوں غم آشنا ہوگی
دیارِ غیر میں جیسے کوئی بے خانماں ہوگا

جسے میں دیکھتا ہوں تندخو ظالم بلا پردر
عجب کیا ایک دن وہ فتنۂ آخر زماں ہوگا
فلک جو بارِ غم میرا اُٹھانے پر ہوا آمادہ
تو گردش اُس کی رُک جائے وہ مجھ سا ناتواں ہوگا

تمہارے عشق کو مرہم دلِ زخمی کا سمجھا تھا
خبر کیا تھی مرے حق میں وہ مرگِ ناگہاں ہوگا
تمہارے چشم میگوں سے جو پی کر چشم تر ہوگا
لہو میں غرق دنیا ہو جو اشکِ خوں رواں ہوگا
تری زلفوں کا سودا ہے محبؔ کو رحم کر اسیر
جو یہ سودا رہا سر میں تو رسوائے جہاں ہوگا

محفوظ رہنے آزار ظالمان ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

در میاں میں اکبر
دل من باز بود نے رخ یار دارد

(۳۴)

نویدم می رسد ہر دم کہ ایں کے یار می آید
رواز جا بر اگر دانم کہ اُو دشواری می آید

خدایا یک نَفَس بُلبُل رہا کن ماجرا با من
کہ سَردِ گُلعذارِ من سوئے گُلزار می آید

سَرم کردی جدا از تن و لیکن ہمچناں باشد
فغاں از سینہ اشک از دیدۂ خون بار می آید

بروزِ غربت خواری مدہ آں آرزو با من
کہ چوں آں یاد می آید ازیں نیم عار می آید

ہنوز اندک بُوَد گر چاک سازم سینۂ خود را
چنیں کز عشق آں بدخواہ غم بسیار می آید

شَوَم بے طاقت از گاہِ نہم سَر بر سَرِ زانو
بگوشم بسکہ فریادِ دلِ افگار می آید

مسلماناں دل و دیں را نگہدارید چوں محیؔ
کہ می گویند باز آں دلبرِ عیّار می آید

(۳۴)

پیام آتا ہے ہر دم مجھ کو کہ وہ یار آتا ہے
مگر میری طرف مشکل سے وہ دلدار آتا ہے

رِہا کر اے خدا بُلبُل کو حالِ دل سُنا تو لوں
مرا سَرِ دِ چمن گُل رُو سوئے گُلزار آتا ہے

کیا سَر کو جدا تن سے مرے پھر بھی یہ حالت ہے
فغاں کے ساتھ آنسو آنکھوں میں سو بار آتا ہے

مجھے غربت میں ذلّت کی نہ دے اب آرزو کوئی
کہ جب بھی یار آیا، لمحۂ دشوار آتا ہے

ابھی کم ہے اگر سینے کو اپنے چاک بھی کر دوں
کہ اُسکے عشق میں جو غم ہے اُسپر پیار آتا ہے

کبھی ناطاقتی سے سَر جو مَیں زانو پہ رکھتا ہوں
بڑی مشکل سے بس میں نالۂ دشوار آتا ہے

دل و دیں یہ مسلمانوں کے نظریں اپنی رکھ گئی
سُنا ہے پھر اِدھر وہ دلبرِ عیّار آتا ہے

واسطے صبر چاہنے ہر بلا سے روزانہ سات مرتبہ پڑھیں

۳۵

وقت مستیِ بلبلاں آمد گوئیا گُل بہ بوستاں آمد
مجلسِ عاشقانِ مست خدا سرخوشِ ایں جانمی تواں آمد
بُلبُل آنجا خموش حاضر باش بشنو ایں سر کہ درمیاں آمد
عاشق در رنگ و بوئے اے بُلبُل پائے گُل جائے تو ازاں آمد
ماکہ سرمستِ صبغۃ اللہ ایم جائے ما باغ لامکاں آمد
چشم تو بر گلِ جہان مرا دیدہ بر خالقِ جہاں آمد
رو کہ بازاری و بہ آزاری جائے بازاریاں دکاں آمد
باش تامن بنالم اے بُلبُل کاینہمہ خلق در فغاں آمد
دم مزن بیش ماکہ نالۂ تُست نالۂ کز سرِ زباں آمد
نالۂ ما شنو کہ بر درِ دوست گو بشنو ز از میاں بجاں آمد
عاشقاں درجہاں نمی گنجد ایں قفس چوں ترا مکاں آمد
عشق تو با گلست روزے چند عشق ما عشق جاوداں آمد
خانماں آب دگل بخود زاری ایں روش راہ نازکاں آمد

محی آثار قدرت حق دید
چوں بہار آمد و خزاں آمد

۳۰۵

مست بلبل جو نغمہ خواں آیا — گل بہ نغمہ بہ بوستاں آیا

یہ جو مستِ خدا کی مجلس ہے — اس جگہہ خوش کوئی کہاں آیا

عاشقِ رنگ و بو ہے تو بلبل — گل کہ قدموں تو کہاں آیا

بلبل اس جا خموش حاضر رہ — سن وہ نکتہ جو درمیاں آیا

میں کہ سرمست صبغتہ اللہ ہوں — میری منزل پہ لامکاں آیا

تیری گل پہ نظر ہے لیکن میں — بہر دیدار حق یہاں آیا

جا خرید و فروخت کرتا جا — تو یہاں جب سرِ دکاں آیا

مجھ کو رونے دے تو ٹھہر بلبل — یوں تو ہر گل ہے خوں چکاں آیا

دم نہ مار آہ تو مرے آگے — تیرا نالہ بصد فغاں آیا

میں یہ سنتا ہوں دوست کے در سے — جل گیا جو کبھی درمیاں آیا

تنگ دنیا ہے عاشقوں کیلئے — عشق لے کر مجھے یہاں آیا

عشق تیرا تو چند روزہ ہے — عشق میرا ہے جاوداں آیا

آب و گل میں یہ کون گریاں ہے — کون ہمراہ مہوشاں آیا

دیکھ مخفی بہار قدرت کی
ختم جب یہ ہوئی خزاں آیا

واسطے شفاعت پانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ مرتبہ پڑھیں

قطعہ

اے قصرِ رسالت از تو معمور منشور لطافت از تو مشہور
خدّام ترا غلام گشتہ کے خسرو و کیقباد و فغفور

(۳۶)

در جملہ کائنات گویند صلوات تو دمیدنِ صور
معراج تو تا بقاب قوسین جبریلؑ براہ بماند دور
ہم حلقہ بگوشِ تست غلماں ہم بندۂ کمتریں تو حور
بنوشتہ خدای از بیش آدم از بہر رسالت تو منشور
از ہیبتِ غیرتِ تو موسیٰ دیدار خدا ندید بر طور
روشن زِ وجود تست کونین اے ظاہر و باطنت ہمہ نور
اے سیّدِ انبیائے مُرسل وے سرورِ اولیائے مستور
گُل از عرق تو یافتہ بوئے شد شہد در اندروں زنبور
ہر کس بجہاں گناہ گاریست گشتہ بشفاعت تو مغفور
محیؔ بہ غلامے تو زِ دلاف
از راہ کرم بدار معذور

قطعہ

ہے قمرِ رسالت تجھ سے پُرنور — اور لطف و کرم تیرا دستور
خدّام کے تیرے۔ غلام ہیں سب — ہو خسرو یا کیقباد و فغفور

(۳۶)

سارے عالم کے لوگ کہتے ہیں — بعد صلوات ہی پھُنکے گا صور
قابَ قوسین کی ادا معراج — رہ گئے جبرئیل رہ میں دور
تیرے حلقہ بگوش ہیں غلماں — ہم ہیں بندہ و تُو سراپا نور
حق نے آدم سے پہلے لکھّا تھا — آپ صلعم کے دین کا سبھی دستور
خوف سے تیرے آہ موسیٰ نے — تاب جلوہ نہ لائے بر سرِ طور
تجھ سے روشن ہوئے ہیں دونوں جہاں — ظاہراً باطناً سبھی ہے نور
تم ہو نبیوں کے بھی نبی آقا — تم ہو ولیوں کے دین کے دستور
گُل ہیں خوشبو ترے پسینے کی — شہد کا تجھ سے ہے امیں زنبور
جو بھی دنیا میں ہے وہ عاصی ہے — ہوگا تیرے کرم سے وہ مغفور

محی تیرا غلام کچھ بھی نہیں
تُو کرم کر اسے سمجھ معذور

واسطے روشنائی دل اکیس مرتبہ پڑھیں ۳۷

گر نخواہد بود اندر صد رجنّت وصلِ یار
قعرِ دوزخ عاشقاں خواہند کردن اختیار

حورِ عیں ہرچند میدار دجمالِ باکمال
تو برابر با تجلیئے جمالِ حق مدار

عابداں نظّارہ تواں کر دیک حورِ بہشت
گر بدارد عاشقانِ مست را در انتظار

جام مالا مال در دہ اے خدا خمرِ طہور
اندرونِ لغو باشد نے صداعِ نے خمار

گر بیفتد در جہنّم یک تجلّیئے جمال
بشگفد گل ہائے رنگا رنگ در وے صد ہزار

روئے زردِ عاشقاں رنگیں کند در روزِ حشر
تختِ زرینِ بہشت وخانہائے زرنگار

سائےِ طوبیٰ وجنّت حوض کوثر را کجاست
از حلاوت ہا کہ باشد در وصالِ کردگار

اندروں خلوت کہ آنجا رہ نیابد جبرئیل
میرود از فارس وسلماں بلال از زنگ یار

تن بہ نعمت ہائے جنّت می شود پروردہ لیک
جاں بباید پرورش از دیدنِ پروردگار

گر برانگیزی زِ خاکِ گور دَ بنمائی جمال
خلق مسکیں را زِ گریہ دیدہ ہا گرد وغبار

وعدۂ دیدار گر در قعرِ دوزخ می کنی
می کشند در چشم آتش را خلائق سرمہ دار

محیؔ گر دیدار جہت باید از عزّ وجل
دامنِ مرداں بگیر و صبر کن تا روز یار

۳۷

گر نہو جنّت کے گلشن میں اُمیدِ وصلِ یار
تیرے عاشق قعرِ دوزخ ہی کرینگے اختیار

حورِ عیں کو تو نے بخشا ہے جمالِ باکمال
بے نقاب اپنی تجلّی تو نہ کرنا بار بار

حور کی جانب نہ دیکھیں تیرے عابد بھولکر
تیرے ہی دیدار کا ہے عاشقوں کو انتظار

اے خدا اک جام دے لبریز صہبائے طہور
جس میں تلخی ہو نہ تندی ہو نہو موجِ خمار

اِک تجلّی حُسن کی دوزخ میں آجائے اگر
پھول رنگارنگ کے کِھلنے لگیں گے سو ہزار

عاشقوں کے زرد رُخ رنگیں کرینگے روزِ حشر
خُلد کے وہ تخت زرّیں اور قصرِ زرنگار

سایۂ طوبیٰ و جنت حوض کوثر میں کہاں
وہ حلاوت کہ عطا کرتا ہے وصلِ کردگار

اُس کی وہ خلوت جہاں جبریل بھی پائیں نہ راہ
جاتے ہیں سلمان فارس اور بلالِ زنجبار

پرورش ہے جسم کی جنّت کی نعمت سے مگر
روح کو کرتی ہے تازہ اور زیارت کردگار

جب اُٹھا کر قبر کی مٹّی سے دکھلائیگا حُسن
خلق کی آنکھوں میں بھر جائیگا پھر گرد و غبار

وعدۂ دیدار تو گر قصر دوزخ میں کرے
آتشِ دوزخ کا پھر سرمہ لگائے خلق زار

محیؔ گر تم دیکھنا چاہو جمالِ ذالجلال
دامنِ مرداں پکڑ لو صبر کرلو اختیار

واسطے حاصل ہونے دیدارِ حق تعالیٰ سات بار پڑھیں

(۳۸)

دوست می گوید کہ اے عاشق اگر داری صبور | از فراقِ ما منال و صبر کن تا نفخ صور
اندر آں مجلس کہ بینند خلق دیدارِ خدا | از جگرہائے کبابِ عاشقاں باشد بخور
آنکہ از خوابِ خوشِ شست بیدار می سازد منم | چوں بگوئی تو گناہا نم بیامرز اے غفور
گور گہوارست تو طفلی و دایہ لطف دوست | خوش بخوابا یند و خوابت داد تا یوم النشور
نورِ ایماں در دل و دل بارگاہِ نورِ حق | خوش چراغی گر دہد در پیش نورٌ النور نور
اے گنہگاراں شمارا بیشک آمرزد خدا | بہ بود از پوستینِ کیش سنجاب و سمور
داد از نورِ الٰہی چہرۂ تو آگہی | زردیٔ روئے تو باشد سرخیٔ رخسار حور
حور عیں خالِ سیہ زد بر رخ از رنگِ بلال | از حبش بنگر چہ خوش مشاطۂ کردہ ظہور
در تجلّی ایں ندا آمد کہ خواہد دید نم | ہر کہ بر من خاطرِ خود کرد شب روز حضور

چوں بروں آئی زِ دنیا بیشوا آئیم ترا
گویم اے محیؔ خوش چوں کوفتی ایں راہ دور

(۳۸)

دوست کہتا ہے کہ اے عاشق نہ ہو تو ناصبور
مجھ کو پانے کیلئے تو صبر کر تا نفخِ صور

مجلسِ مخصوص میں حاصل ہو دیدارِ خدا
عاشقوں کا دل اگر جلنے لگے مثلِ بخور

جب وہ خوابِ ناز سے بیدار کرتا ہے مجھے
مَیں یہ کہتا ہوں خطائیں بخشدے ربِّ غفور

گور گہوارہ ہے تیرا اور دایہ لطف دوست
چَین سے آرام کرتا رہ تُو تا یومِ النشور

نورِ ایماں ہو اگر، دل بارگاہِ نور ہے
روشنی بکھرے تو ہوں ساری فضائیں نور نور

اے گنہگارو تمہیں بخشیگا ربِّ ذوالجلال
پوستیں ملبوس رکھّو یا کہ سنجاب و سمور

تیری صورت کی خبر رکھے اگر نورِ خدا
زرد دیئے رُخ بھی بنے گی سرخیٔ رُخسارِ حور

حورِ عیں کے رُخ پہ تِل ہو گا سیہ رنگِ بلال
ہیں یہ مشّاطہ ہوا ہے جشن میں جنکا ظہور

یہ تجلّی سے ندا آئی کہ اے اب دیکھ لے
مدّتوں تک تُو تصوّر میں رہا میرے حضور

چھوڑ کر دنیا اِدھر آ پیشوائی مَیں کروں
خوش ہو اے محؔی کہ طے تو نے کیا یہ راہ دور

(۳۹)

عشق وہ نامی ور، دو غم ہیں اپنے یارِ غار
جو محمدؐ کے لئے تھے عاشقوں میں چار یار

آرزو رکھ یار کی ایسی کہ وہ خود ہی بلائے
وہ کرے دلداری تیری آئے جب شبہائے تار

چشمِ تر اک نیم شب کہہ دیکھ مولا اک نظر
پھر کسی شب مہرباں ہوں تین سو اور ساٹھ بار

یار بولا تو جہاں ہے یاد کرتا ہوں تجھے
بھولنے والے مجھے تو یاد آیا بار بار

روح کا طائر خدا کے حکم سے ہے تن میں آ
بے خدا یہ طائرِ جنت کہاں پائے قرار

ساقیا وہ مے کہ تو دیگا مجھے روزِ حساب
کم نہ ہوگی تو یہاں کر دے جو اک ساغر نثار

کارواں جب پیاس سے صحرا میں ہوتا ہے ہلاک
ابرِ رحمت بھیج کر لاتا ہے بوندوں سے بہار

جام و مینا آگے رکھ کر یوں ہوا سلطان مست
اونٹ ہو مستی میں جیسے بے نکیل اور بے مہار

شاہ کا فرمان ہے قندیل کے تو پاس رہ
مست بے خود ہوں نہ لے تُو آہ میری میرے یار

خاک آدم میں ملا ڈالی ہے جب تو نے شراب
ہے اُسی مے کا سرِ مستان حضرت میں خمار

عاشقوں کا ہر سرِ مُو بن چکا ہے اِک زباں
شوق میں دیدار کے بیتاب ہیں لیل و نہار

راتوں کو رو رو کے کہتا ہوں مَیں اکثر یار سے
یا تو دل دے یا مجھے بے دل ہی کر پروردگار

میں کسی دن چھیڑ دوں جو دوزخ میں اپنی داستاں
آتشِ دوزخ بھی روئے فرطِ غم سے زار زار

حشر تک محیؔ پڑھے جو اپنے ان اشعار کو
نقشِ پا یہ گر مرے دنیا پہ چلے ہو دیندار

واسطے مغفرت باری تعالیٰ پچاس مرتبہ پڑھیں

(۳۹)

عشق و بدنامی و دردِ غم بماشد یارِ غار تا محمدؐ دار باشد عاشقاں را چار یار

آرزوئے یار داری یار می گوید بیا تا کند دلدار پیئے تو در دلِ شب ہائے یار

چشم ترِ یک نیم شب گو اے خدا در من نگر پس شبا روز نظر را شصت وصی صد بیشمار

یار گفت ہر جا کہ باشی یا توام یادت کنم از چنیں یارِ فرامش کردۂ تو یاد دار

روح تو مر غنیمت کز نزدِ خدا آمد بتن بے خدا مرغی خدائے راکجا باشد قرار

ساقیا زاں مے کہ گفتی مید ہم در آخرت کم نخواہد شد کہ در دنیا کنی جامے نثار

کارواں ہا در بیاباں ہا ہلاک انداز عطش ابرِ رحمت را بیار د قطرۂ چندیں بہار

باز دارد شبہائے مے صراحی ہائے شاہ اشتری مستی کہ نہ افسار دارد نہ مہار

شاہ می گوئی کہ مارا حاضرِ قندیل باش عاشقِ مجنون دمستم آہ دوست از من مدار

خاک آدم رازِ تو تسخیر مے کردہ ہنوز کو فتادہ بر سرِ مستان حضرت ایں خمار

بر سرِ ہر موئے مشتاقاں زبانِ دیگر ست در میانِ عاشقاں انداز خود رار دز یار

در دلِ شب ہا بگریم گویم آں دلدار را یا دلِ دہ یا دلِ کز بے دلاں بردے بیار

گر بسم رد زبد وزرخ قصۂ خود گو بکش تا بگرید بر منِ بے چارہ آتش زار زار

تا قیامت محیؔ خواہد خواند ایں ابیات را

خلق عالم ہم بپا کے می روند ہم پائیدار

واسطے مہربانیٔ حق تعالیٰ و (۴۰) بادشاہ پچاس مرتبہ پڑھیں

غوث پاک کی یہ غزل غالباً کتابت کی غلطی کی وجہ کر بحر میں شایع نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے اس غزل میں کوئی تصرف نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن اس غزل کا اردو ترجمہ مخصوص بحر میں شایع کیا گیا ہے۔ تاکہ وزن برقرار رہے۔

طبل قیامت بکوفت آں ملک نفخ صور — کاتبِ منشور ماست مالکِ یوم النشور

سر لحد بر زدیم خیمہ بہ محشر زدیم — بے خدا اندر لحد چند بباشم صبور (زدم)

از سرِ شوق و نشاط پای نہم بر صراط — تا زدم گرم ماگرم شود آں نشور (گرماگرم)

ایکہ ندادمی تو مال در طلب آں جمال — ما تو بگذاشتیم و دیدنِ دیدار حور

(ایکہ ندادی تو در در ۔ دوھ طلب آں جمال)

مست خدا ئیم ما کے بخود آئیم ما — ساقیِ ما چوں خداست بادہ شراب طہور

نور بیان در نظر زانکہ تجلے حق — با تو کند انچہ کرد با حجرۂ کوہ طور (بینان)

وقت تجلّی ازو دیدۂ بینا مجوی — او چو نماید جمال چشم ترا زدست نور

ہر کہ بہ نزدیک اوست دولتِ جاوید یافت — روی سعادت ندید آنکہ ازو ماند دور (برکہ)

مژدۂ وصل خدا گر بلحد بشنویم — زندہ شود جان و تن بیشتر از نفخ صور

حور چو آرا کنند رو بسو ما کنند — چشم نگہدار ازاں دوست بود غیور (کنند / بسوے ما کنند)

(دیدہ ندانیم برد باز منش آمد غیور)

مست تو قصر بہشت کردہ بزیر و زبر — در نہ کند زانکہ نیست ہستی او لیس بقصور

گرچہ قصر بہشت کردہ عنبر سرشت — از جگر سوختہ مے برم آنجا بخور

مے کنم بہر دوست ہر نفسی ماتمی
محی ماتم زدہ کے کند اے دوست شور

(۴۰)

طبل بجا کر کیا اعلان یہ نزدیک و دور
کاتبِ دستور بھی ہے مالکِ یوم النشور

قبر میں جب جائیں گے تو حشر میں اُٹھنا ہی ہے
رحمتِ حق ہو نہ گر تو قبر میں کیا آئے نور

شوق سے جب طے کروں گا بڑھ کہ میں راہِ صراط
اُس گھڑی ہر سمت ہو گی شورشِ یوم النشور

اے کہ تو حُسنِ ازل کا طالبِ دیدار ہے
مَیں نے تجھ کو اِذن بخشا ہے کہ دیکھے روئے حور

میں شرابِ معرفت سے مست آیا ہوں یہاں
میرا ساقی ربِّ کعبہ اور بادہ ہے طہور

گر نظر آ جائے میرے نور کا جلوہ تجھے
تو بھی جل جائیگا جیسے جل گیا ہے کوہِ طور

محوِ ہو جاتی ہیں آنکھیں جلوۂ بیتاب میں
پردہ آنکھوں سے ہٹاتا ہے جو اُسکا دستِ نور

جو تمہارے پاس ہے وہ پا گیا آبِ بقا
کچھ نہ حاصل کر سکا جو رہ گیا ہے دور دور

مِل گیا جو مژدۂ وصلِ خدا زیرِ زمیں
جان تن مردہ میں آئی بیشتر از نفخ صور

بن سنور کر حورِ جنّت بھی جو آئے سامنے
آنکھ کیا اُٹھّے گی اُسکی دوست ہو جب خود غیور

قصرِ جنّت کو بھی کر دے مست یا زیر و زبر
پھر بھی اُس کی ذات ہو گی بے خطا و بے قصور

قصر میں فردوس کے ہو لاکھ گر خوشبوئے مشک
سوختہ دل کی مہک ہو جائے گی مثلِ بخور

لوگ ہیں ماتم کناں باہم فراقِ دوست میں
مجی کب کرتا ہے ماتم اور کب کرتا ہے شور

داسطے مہربان ہونے اللہ کے اور بادشاہ کے گیارہ مرتبہ پڑھیں

(۴۱)

اے ذکر ترا در دل ہر دم اثری دیگر　　وے از تو بملکِ جاں دارم خبری دیگر

از تیرِ ملامت ما داریم دل مجروح　　جز لطف تو ما را نیست واللہ سری دیگر

سلطان جمالِ تو تا جلوہ دہد خود را　　برساختہ از ہر دل آئینہ گری دیگر

بر ما رکیۂ محشر آہ نہ زند عاشق　　ہر دم اگرش سوئے تو در نگری دیگر

آں مے کہ بما دادی در روز الست اے دوست　　لطف وکن و ما را دہ جامِ قدری دیگر

در خدمتِ خلق گردد مردانہ کمر بندی　　بخشد بتو ہر لحظہ تاج و کمری دیگر

در خانۂ بے روزن یعنی لحدِ تاریک　　بر جان تو خواہد تافت شمش و قمری دیگر

یارب تو بہ مشتِ خاک ازبسکہ نظر داری　　پیدہ شدہ ہر لحظہ صاحب نظری دیگر

تومن تن و جان و دل از رہ گذری عشقت　　عشرت نتواں کردن از رہ گذری دیگر

در آئینہ دل دیدہ محی رُخِ یار دگفت

اے ذکر ترا در دل ہر دم اثری دیگر

۷۸۶
۹۲

(۴۱)

یہ ذکر ترا دل میں رکھتا ہے اثر دیگر
اور عالمِ روحانی رکھتا ہے خبر دیگر

تیروں سے ملامت کے مجروح ہی دل میرا
بجز لطف و کرم تیرے کب ہوگا مفر دیگر

جب تک وہ شہہِ خوباں جلوہ نہ دکھائیگا
دل کیلئے کب ہوگا اک آئینہ گر دیگر

ہنگامۂ محشر میں عشّاق بھرے آہیں
واں تیرے سوا ہوگا نہ راہ گذر دیگر

یوں تو مجھے بخشی ہے مے روزِ ازل تو نے
اک اور دے پیمانہ کر ایک نظر دیگر

رہ خلق کی خدمت میں تو عزم جواں مردی
بخشے گا خدا تجھ کو پھر تاج گہر دیگر

وہ خانۂ بے روزن یعنی تری تربت میں
چمکینگیں ترے دل پر پھر شمس و قمر دیگر

یارب جو نظر رکھے تو خاک پہ ہستی کی
اس خاک سے پیدا ہو پھر اہل نظر دیگر

جب راہِ محبت میں رکھا دل و جاں میں نے
راحت نہیں دیتی ہے یہ راہ گذر دیگر

دیکھا جو محیؔ دل میں تصویر تو یہ بولے
اے حسن تو رکھتا ہے اک اور اثر دیگر

واسطے توفیق پانے شکر باری تعالیٰ ہر روز پچاس بار پڑھیں

۴۲

اے کہ می نالی زِ دوراں جور یاری من نگر
اضطراب از من نگر صبر و قراری من نگر

جانبِ گلشن مرو کاں یک دو روزے بیش نیست
پُر ز اشکِ لالہ گوں دائم کناری من نگر

اے کہ می گوئی ندادم دل بخوباں ہیچ گہہ
سوئے میداں آی و ترکِ شہسواری من نگر

سینہ ام پُر داغ و چہرہ گل گل از خوباں اشک
یک زماں سوئے من آ باغ و بہاری من نگر

باشدت رحمی فتد در دل بیائی سوئے من
حال زاری من ببیں شخصِ نزاری من نگر

گر تو داری میل خوباں دیدۂ عبرت کشا
سینۂ پُر سوز و چشم و اشک باری من نگر

شکر کن مجی کہ در راہِ تو خارِ بیش نیست
ہر طرف صد کوہ غم در رہگذاری من نگر

(۴۲)

رونے والے یاد کی بیداد باری میری دیکھ
صبر استقلال میرا بے قراری میری دیکھ

جانبِ گلشن نہ جا دو دن ٹھہر میرے لئے
میرے آنسو لالہ گوں ہیں اشک باری میری دیکھ

تو یہ کہتا ہے کہ دل کب حسن کو میں نے دیا
جانبِ میداں نکل کر شہسواری میری دیکھ

سینہ میرا داغ سے پُر چہرہ گُل گوں اشک سے
آ کے تو میری طرف فصلِ بہاری میری دیکھ

رحم کی شدّت بڑھے تو میرے اُجڑے دل میں آ
میری صورت کو نہ تک اب آہ و زاری میری دیکھ

گر تو مائل حسن پر ہے دیدۂ عبرت تو کھول
میرے دل کا سوز پیارے اشک باری میری دیکھ

شکر کر مجھ کو تیری راہ میں کلنے نہیں
میرے آگے کوہ غم ہے رہ گذاری میری دیکھ

واسطے پانے عزت دین و دنیا اکثر بدزانہ پڑھیں

(۴۳) اس غزل میں پانچ اشعار حرف ہیں

ہر کہ در پیش تو بر خاک بمالد رخسار ملک کونین مسخر بود ش لیل و نہار

دگراں گر بقدم بر سرِ کوئے تو زنند من بسر بر سرِ کوئے تو روم مجنوں زار

در کشائی کہ تو محبوب کریم افتادست می نماید بتو ہر دم زِ کمیں رو دیدار

حق آنست کہ سوزند دہندش بر باد بس کہ خاکسترِ او جوش کند دریا یار

کاسہ کوئے تو از لطفِ خدا بر در دیر تا کہ کافر بکشاید زِ میاں نقش زنار

جوش مے می زد و می گفت کہ چوں مست شوم ہیچ ہم صحبتِ خود را نگذارم ہشیار

عشق حق می رود اندر دلِ ہر عاشق زار بادہ اندر رگ و پے بیش ندارد رفتار

در ہمہ مذہبِ ملت مئے عشقت حلال زانکہ بی او نتواں دید خدا را دیدار

ہمدم ما مشو اے محی کہ در آخر کار

بے گنہہ کشتنِ او آو مختن ست بر سر دار

اس غزل کے بعد ۳ غزلیں حذف ہیں

۴۳

تیرے آگے جو ملے خاک پہ اپنا رخسار — کیوں نہ کونین کو تابع کرے وہ لیل و نہار

دوسرے جاتے ہیں چل کر ترے کوچہ میں مگر — سر کے بل جاؤں گا میں جھومتا دیوانہ وار

کھول دے در مرے محبوب کہ در پر ہوں گرا — یوں تو پردے سے کبھی دکھلاتا ہے اپنا دیدار

حق تو یہ ہے کہ وہ کرتے ہیں جلا کر برباد — جوش میں آتا ہے دریا جو اڑاتا ہے غبار

در پہ بتخانہ کے کاسہ ہے پیۓ لطف خدا — توڑ کر پھینک دے کافر بھی کمر سے زنّار

مست جب ہوتا ہوں کہتا ہے یہی جوشِ شراب — اُسکی صحبت میں کوئی بھی نہیں رہتا ہشیار

عشق اللہ کا ہر دل میں سما جاتا ہے — بادہ رگ رگ میں سماتی نہیں ایسی زنہار

ہے سبھی مذہب و ملت میں مۓ عشق حلال — بے پۓ اسکے نہیں ہونا خدا کا دیدار

ساتھ میرے نہ ہوۓ محی کہ آخر اک دن

بے گنہ مر کے سہار جھولنا ہے بر سر دار

واسطے توفیق پانے عبادت باری تعالے و عشق الٰہی پچاس مرتبہ پڑھیں

۴۴

در اشعار حزف ہی

شب ہمہ شب با تو می گوئیم راز

تو بغفلت پائے ہا کردہ دراز

اے زما کردہ فرامش گوئیا

سوئے ما ہرگز نخواہی گشت باز

خیز و ترکِ خواب کن تا نیم شب

ما و تو با یک دگر گوئیم راز

بے نیازم از تو و از طاعات تو

با نماز و روزہ تو چندیں مناز

تو نیاز آور برائے من کہ نیست

طاعتِ شائستہ تو سر بستہ راز

محی گر کارے نہ کردم غم مخوار

من ترا ہم کارم و ہم کارساز

۴۴

رات بھر کہتا ہوں تجھ سے دل کا راز

تو ہے غفلت میں بچھا دن پر دراز

میری باتوں کو بھلا دیتا ہے تو

میری باتوں سے ہے گویا بے نیاز

جاگ آدھی رات کو میرے لئے

تاکہ تو ٹُوٹ کا رہ نہ جائے امتیاز

بندگی سے تیری ہوں میں بے نیاز

یوں نہ کر روزہ نمازوں پر تو ناز

ہو مری پرواہ تجھ کو یا نہ ہو

بندگی تیری ہے اک سربستہ راز

غم نہ کر محیؔ کیا تیرا نہ کام

میں ترا ہم کام ہوں ہم کارساز

واسطے حاصل کرنے مغفرت باری تعالیٰ روزانہ پچاس مرتبہ پڑھیں

(۴۵)

نومید مشو بندہ از رحمتِ ما ہرگز — زیرا کہ بغیر از ماکس نیست ترا ہرگز

خواہم ازیں عالم تو پاک شوی از جرم — ورنہ نفرستم تو اے بندہ بلا ہرگز

چوں سوختۂ امروز از درد فراقِ ما — در سوختنت فردا ندہیم رضا ہرگز

من باتوام اے عاشق تو نیز بمامی باش — ہرگز چو نشاید دوست از دوست جدا ہرگز

ہرچند کہ رُو از ما برتافتی و رفتی — رُو از تو نمی تابد خود رحمتِ ما ہرگز

از درد فراقِ ما یک شب چو بروز آری — دیدار نہ پوشانم در روز لقا ہرگز

گر بر دلِ خود ما را روزے گذارنے تو — در دوزخِ پُر آتش ناریم ترا ہرگز

اے بندہ گناہِ تو خود دیدی و تو دانی — بر رُوتِ نیارم ہم در روز جزا ہرگز

اے جمع تہیدستاں حقا کہ نہ خواہم بست — من ایں درِ رحمت را بر روئے شما ہرگز

از بیم جدا بودن از دولتِ جاویداں

محیؔ نہ بود یکدم بے یادِ خدا ہرگز

۴۵

مایوس نہ ہو بندے رحمت سے ذرا ہرگز غم خوار نہیں تیرا اب میرے سوا ہرگز

یہ میری تمنا ہے تائب ہو گناہوں سے بھیجوں گا نہ دنیا میں مَیں کوئی بلا ہرگز

تو آج جو جلتا ہے سوزِ غمِ ہجراں میں کل ہوگی نہ محشر میں جلنے کی رضا ہرگز

ہمراہ ہوں مَیں تیرے ہمراہ تو رہ میرے عاشق سے نہیں رہتا معشوق جدا ہرگز

ہر چند کہ جاتا ہے منہہ موڑ کے تو مجھ سے تابندہ نہ ہوگا تو رحمت کے سوا ہرگز

دن رات تو جلتا ہے سوزِ غمِ فرقت میں تجھ سے نہ چھپاؤنگا منہہ روزِ جزا ہرگز

ہر روز جو رکھے گا تو یاد مری دل میں دوزخ نہ کبھی ہوگی آزار رسا ہرگز

تُو اپنے گناہوں سے واقف بھی اگر ہوگا کھولوں گا نہ مَیں ان کو کل روزِ جزا ہرگز

تُو لاکھ خطائیں کر مَیں بند نہیں کرتا رحمت کا یہ دروازہ تا روزِ جزا ہرگز

مانا کہ تو خائف ہے یہ دولتِ جاویداں
ملنے کو نہیں محیؔ بے یادِ خدا ہرگز

واسطے حاصل کرنے صدقِ اعتقاد بدرگاہ ربّ العزت ہر روز بسات مرتبہ پڑھیں

(۴۶)

تو لذّتِ عمل را از کارِ زار ما پرس

چار اشعار حذف ہیں - اور دیگر غزل حذف [illegible]

آئین سلطنت را از حال زار ما پرس

عاشق نئی چہ دانی دردِ فراق ما را

رو رو تو ایں مصیبت را سوگوار ما پرس

عشقیم تو توی من جنباند مرغ جاں پرد

تو توئے سرّاد را از ہر شکار ما پرس

عاشق کہ از غمِ من کاہیدہ گشت جاں داد

ایں مرغزار او را از مرغزار ما پرس

تُو صاف دل چہ دانی نالیدنِ سحر گہہ

آئین دردمندی از درد خار ما پرس

دل از غمِ دو عالم فارغ کن دلیس انگہ

آئی بہ پیش محیؔ از لطف یار ما پرس

(۴۶)

تم لذّتِ عمل کو محنت سے میری پوچھو

قانون حکمرانی حکمت سے میری پوچھو

عاشق جو ہو تو جانے یہ درد ہجر میرا

اس راہ کی وحشت کو حسرت سے میری پوچھو

شاہین عشق اڑے جب لے جائے مرغ جاں کو

یہ راز زور شاہیں وحشت سے میری پوچھو

عاشق جو میرے غم میں گھٹ گھٹ کہ جان دیدے

اب حال زار اس کا کلفت سے میری پوچھو

تُو صاف دل کیا جانے فریادِ سحر گاہی

آئین درد مندی حسرت سے میری پوچھو

دل دو جہان کے غم سے تم کرلو اپنا فارغ

لطف و کرم کو محی رحمت سے میری پوچھو

واسطے توفیق و بندگی و طاعت پانچ مرتبہ پڑھیں

(۴۷)

درجہاں امروز بے پروا مباش — فارغ از اندیشۂ فردا مباش

کشتیٔ پیدا کن و بنشیں درد — اے من از غرقاب ایں دریا مباش

بیخبر از نالۂ شبہا مشو — غافل از احوال مظلوماں مباش

در پۓ خود کن دعا گویان نیک — بد مکن با مردماں تنہا مباش

دل بسے در جنت و اخریٰ مبند — بے ہوائے جنت الماویٰ مباش

کار درویشاں و مسکیناں برآر — یاد کن از مرگ در دنیا مباش

نیکوئی کن تو و نیکو نام شو — بد مکن مشہور در ایذا مباش

داد خواہی راچو بینی داد دہ — در دکانِ جاہ بے سودا مباش

زیر دستاں را تو از یاد رمیار — غرّۂ ایں فرق فرقد سا مباش

خلق را محیؔ تو ناصح گشتۂ

پیرو ایں نفس نا پروا مباش

۴۷

ہوش میں آ طالب دنیا نہ رہ اور مسحورِ غمِ فردا نہ رہ

اپنی اک کشتی بنا اور اس میں بیٹھ غافل از غرقابیٔ دریا نہ رہ

بے خبر تو نالۂ شب سے نہ رہ اور مظلوموں سے غافل سا نہ رہ

کر دعائیں اور نیکوکار بن بد نہ کر لوگوں میں تو تنہا نہ رہ

فکر دل میں جنّت و عقبیٰ نہ رکھ بے خبر کونین سے اسلہ نہ رہ

حاجتیں پوری غریبوں کا تو کر موت سے غافل نہ ہو کھویا نہ رہ

نیکیاں کر نیک ناموں کی طرح بد نہ کر تو باعثِ ایذا نہ رہ

دردخواہوں کے لئے انصاف کر اس دکاں میں دیکھ بے سودا نہ رہ

زیردستوں کو نہ کر تو پائمال زور پر مغرور تو اتنا نہ رہ

خلق کو محیؔ نصیحت کرتا چل
نفس شر کس سے تو لاپروا نہ رہ

واسطے توفیق و بندگی و طاعت پانچ مرتبہ پڑھیں

(۴۷)

درجہاں امروز بے پروا مباش | فارغ از اندیشۂ فردا مباش
کشتیِٔ پیدا کن و بنشین درد | اے من از غرقاب ایں دریا مباش
بیخبر از نالۂ شبہا مشو | غافل از احوال مظلوماں مباش
در پیٔ خود کن دعا گویان نیک | بدمکن با مرد ماں تنہا مباش
دل بسے در جنّت و اخریٰ مبند | بے ہوائے جنت الماویٰ مباش
کار درویشاں و مسکیناں برآر | یاد کن از مرگ در دنیا مباش
نیکوئی کن تو و نیکو نام شو | بدمکن مشہور در ایذا مباش
داد خواہی راچو بینی داد دہ | درد کانِ جاہ بے سودا مباش
زیر دستاں را تو از یاد مبیار | غرّۂ ایں فرق فرقدسا مباش

خلق را محیؔ تو ناصح گشتۂ
پیرو ایں نفس ناپروا مباش

(۴۶)

تم لذّتِ عمل کو محنت سے میری پوچھو

قانون حکمرانی حکمت سے میری پوچھو

عاشق جو ہو تو جانے یہ دردِ ہجر میرا

اس راہ کی دحشت کو حسرت سے میری پوچھو

شاہین عشق اڑے جب لے جائے مرغ جاں کو

یہ رازِ زورِ شاہیں وحشت سے میری پوچھو

عاشق جو میرے غم میں گھٹ گھٹ کہ جاں دیدے

اب حالِ زار اس کا کلفت سے میری پوچھو

تُو صاف دل کیا جانے فریادِ سحر گاہی

آئینِ دردمندی حسرت سے میری پوچھو

دل دو جہاں کے غم سے تم کر لو اپنا فارغ

لطف و کرم کو محیؔ رحمت سے میری پوچھو

۴۸۶
۹۲

واسطے حاصل کرنے صدق اعتقاد بدرگاہ رب العزت ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

تو لذّتِ عمل را از کار زار ما پرس

چار اشعار حذف ہیں - اور دیگر غزل حذف
خراب خوردہ ام لے من نشہ
میپرس

آئین سلطنت را از حال زار ما پرس

عاشق نئی چہ دانی دردِ فراق مارا

رو رو تو این مصیبت را سوگوار ما پرس

عشقیم تو تو ی من جنباند مرغ جاں برد

تو توئے سرّ ادرا از ہر شکار ما پرس

عاشق کہ از غمِ من کاہیدہ گشت جاں داد

ایں مرغزار ادرا از مرغزار ما پرس

تُو صاف دل چہ دانی نالیدنِ سحر گہہ

آئین دردمندی از درد خار ما پرس

دل از غمِ دو عالم فارغ کن دلیس انگہ

آئی بہ عیش محی از لطف یار ما پرس

۴۵

مایوس نہ ہو بندے رحمت سے ذرا ہرگز　غم خوار نہیں تیرا اب میرے سوا ہرگز

یہ میری تمنا ہے تائب ہو گناہوں سے　بھیجوں گا نہ دنیا میں مَیں کوئی بلا ہرگز

تو آج جو جلتا ہے سوزِ غمِ ہجراں میں　کل ہو گی نہ محشر میں جلنے کی رضا ہرگز

ہمراہ ہوں مَیں تیرے ہمراہ تو رہ میرے　عاشق سے نہیں رہتا معشوق جدا ہرگز

ہرچند کہ جاتا ہے منہہ موڑ کے تو مجھ سے　تابندہ نہ ہو گا تو رحمت کے سوا ہرگز

دن رات تو جلتا ہے سوزِ غمِ فرقت میں　تجھ سے نہ چھپاؤں گا منہہ روزِ جزا ہرگز

ہر روز جو رکھے گا تو یاد مری دل میں　دوزخ نہ کبھی ہو گی آزار رسا ہرگز

تُو اپنے گناہوں سے واقف کبھی اگر ہو گا　کھولوں گا نہ مَیں ان کو کل روزِ جزا ہرگز

تُو لاکھ خطائیں کرے مَیں بند نہیں کرتا　رحمت کا یہ دروازہ تا روزِ جزا ہرگز

مانا کہ تو خائف ہے یہ دولتِ جاویداں

ملنے کو نہیں محیؔ بے یادِ خدا ہرگز

واسطے حاصل کرنے مغفرت باری تعالیٰ روزانہ پچاس مرتبہ پڑھیں

(دو مثنوی عرض ہیں) اور درمیان میں اپنی عرض

۴۵

نومید مشو بندہ از رحمتِ ما ہرگز — زیرا کہ بغیر از ما کس نیست ترا ہرگز

خواہم ازیں عالم تو پاک شوی از جرم — ورنہ نفرستم بتو اے بندہ بلا ہرگز

چوں سوختۂ امروز از درد فراقِ ما — در سوختنت فرداً ندہیم رضا ہرگز

من با توام اے عاشق تو نیز بما می باش — ہرگز چو نشاید دوست از دوست جدا ہرگز

ہر چند کہ رُو از ما برتافتی در فتی — رُو از تو نمی تابد خود رحمتِ ما ہرگز

از درد فراقِ ما یک شب چو بروز آری — دیدار نہ پوشانم در روز لقا ہرگز

گر بر دلِ خود مارا روزے گذارنے تو — در دوزخِ پُر آتش ناریم ترا ہرگز

اے بندہ گناہِ تو خود دیدی و تو دانی — بر رُوتِ نیارم ہم در روز جزا ہرگز

لے جمع تہیدستاں حقا کہ نہ خواہم بست — من ایں درِ رحمت را بر روئے شما ہرگز

از ہیم جدا بودن از دولتِ جاویداں

محمد رند و بکام صے لے با د خوا ار گز

(۴۴)

رات بھر کہتا ہوں تجھ سے دل کا راز

تو ہے غفلت میں بچھا دن پر دراز

میری باتوں کو بھلا دیتا ہے تو

میری باتوں سے ہے گویا بے نیاز

جاگ آدھی رات کو میرے لئے

سائو تو کا رہ نہ جائے امتیاز

بندگی سے تیری ہوں میں بے نیاز

یوں نہ کر روزہ نماز دن پر تو ناز

ہو مری پرواہ تجھ کو یا نہ ہو

بندگی تیری ہے اک سربستہ راز

غم نہ کر محیؔ کیا تیرا نہ کام

میں ترا ہم کام ہوں ہم کارساز

۷۸۶/۹۲

واسطے توفیق پانے عبادت باری تعالٰے و عشق الٰہی پچاس مرتبہ پڑھیں

(۴۴)

در اشعار حرف س

شب ہمہ شب با تو می گوئیم راز

تُو بغفلت پائے ہا کردہ دراز

اے زما کردہ فراموش گوئیا

سوئے ما ہرگز نخواہی گشت باز

خیز و ترکِ خواب کن تا نیم شب

ما وُ تو با یک دگر گوئیم راز

بے نیازم از تو و از طاعات تو

با نماز و روزہ تو چندیں مناز

تو نیاز آور برائے من کہ نیست

طاعتِ شائستہ تو سربستہ راز

محیؔ گر کارے نہ کردم غم مخوار

من ترا ہم کارم و ہم کارساز

اس غزل کے بعد ۳ غزلیں حذف ہیں

(۴۳)

تیرے آگے جو ملے خاک پہ اپنا رخسار
کیوں نہ کونین کو تابع کرے وہ لیل و نہار

دوسرے جاتے ہیں چل کر ترے کوچہ میں مگر
سر کے بل جاؤں گا میں جھومتا دیوانہ وار

کھول دے در مرے محبوب کہ در پر ہوں گرا
یوں تو پردے سے کبھی دکھلاتا ہے اپنا دیدار

حق تو یہ ہے کہ وہ کرتے ہیں جلا کر برباد
جوش میں آتا ہے دریا جو اڑاتا ہے غبار

در پہ بتخانہ کے کاسہ ہے پئے لطف خدا
توڑ کر پھینک دے کافر بھی کمر سے زنار

مست جب ہوتا ہوں کہتا ہے یہی جوشِ شراب
اُسکی صحبت میں کوئی بھی نہیں رہتا ہشیار

عشق اللہ کا ہر دل میں سما جاتا ہے
بادہ رگ رگ میں سماتی نہیں ایسی زنہار

ہے سبھی مذہب و ملت میں مئے عشق حلال
بے پئے اسکے نہیں ہوتا خدا کا دیدار

ساتھ میرے نہ ہوا محیؔ کہ آخر اک دن
بے گنہ مر کے سہارا جھولنا ہے بر سر دار

واسطے پانے عزت دین و دنیا اکثر ورد زبانہ پڑھیں

(۴۳) اس غزل میں پانچ اشعار خرف ہیں

ہر کہ در پیش تو بر خاک بمالد رُخسار ملک کونین مسخّر بودش لیل و نہار

دگراں گر بقدم بر سرِ کوئے تو زنند من بسر بر سرِ کوئے تو روم مجنوں زار

در کشائی کہ تو محبوب کریم افتاد ست می نماید بتو ہر دم زِ نکمیں رُو دیدار

حقِ آنست کہ سوزند دہندش بر باد لیس کہ خاکسترِ او جوش کند دریا بار

کاسۂ کوئے تو از لطف خدا بر در دیر تاکہ کافر بکشاید زِ میاں نشِ زنار

جوش مے می زد و می گفت کہ چوں مست شوم ہیچ ہم صحبتِ خود را نگذارم ہشیار

عشق حق می رود اندر دلِ ہر عاشق زار بادہ اندر رگ و پے بیش ندارد رفتار

در ہمہ مذہبِ ملّت مئے عشقت حلال زانکہ بی اُو نتواں دید خدا را دیدار

ہمدم ما مشوا اے محی کہ در آخر کار
بے گنہ کشتۂ او آو نحتۂ ہست بر سردار

۴۲

روئے والے یاد کی بیداد باری میری دیکھ
صبر استقلال میرا بے قراری میری دیکھ

جانبِ گلشن نہ جا دو دن ٹھہر میرے لئے
میرے آنسو لالہ گوں ہیں اشک باری میری دیکھ

تو یہ کہتا ہے کہ دل کب حسن کو میں نے دیا
جانبِ میداں نکل کر شہسواری میری دیکھ

سینہ میرا داغ سے پر چہرہ گل گوں اشک سے
آکے تو میری طرف فصلِ بہاری میری دیکھ

رحم کی شدّت بڑھے تو میرے اجڑے دل میں آ
میری صورت کو نہ تک اب آہ و زاری میری دیکھ

گر تو مائل حسن پر ہے دیدۂ عبرت تو کھول
میرے دل کا سوز پیارے اشک باری میری دیکھ

شکر کر محیؔ کہ تیری راہ میں کلمے نکلتے نہیں
میرے آگے کوہ غم ہے رہ گذاری میری دیکھ

واسطے توفیق پانے شکر باری تعالیٰ ہر روز پچاس بار پڑھیں

(۴۲)

اے کہ می نالی زِ دوراں جور یاری من نگر
اضطراب از من نگر صبر و قراری من نگر

جانبِ گلشن مرو کاں یک دو روزے بیش نیست
پُر زِ اشکِ لالہ گوں دائم کناری من نگر

اے کہ می گوئی ندا دم دل بخوباں ہیچ گہہ
سوئے میداں آی و ترکِ شہسواری من نگر

سینہ ام پُر داغ و چہرہ گل گل از خونابِ اشک
یک زماں سوئے من آ باغ و بہاری من نگر

با شدت رحمی فتد در دل بیائی سوئے من
حالِ زاری من ببیں شخصِ نزاری من نگر

گر تو داری میل خوباں دیدۂ عبرت کشا
سینۂ پُر سوز و چشم و اشک باری من نگر

شکر کن محیؔ کہ در راہِ تو خار بیش نیست
ہر طرف صد کوہ غم در رہگذاری من نگر

(١٤١)

یہ ذکر ترا دل میں رکھتا ہے اثر دیگر — اور عالمِ روحانی رکھتا ہے خبر دیگر

تیروں سے ملامت کے مجروح ہے دل میرا — جز لطف و کرم تیرے کب ہوگا مفر دیگر

جب تک وہ شہِ خوباں جلوہ نہ دکھائیگا — دل کیلئے کب ہوگا اک آئینہ گر دیگر

ہنگامۂ محشر میں عشّاق بھرے آہیں — واں تیرے سوا ہوگا نہ راہ گذر دیگر

یوں تو مجھے بخشی ہے مے روزِ ازل تو نے — اک اور دے پیمانہ کر ایک نظر دیگر

رہ خلق کی خدمت میں تو عزم جواں مردی — بخشے گا خدا تجھ کو پھر تاج گہر دیگر

وہ خانۂ بے روزن یعنی تری تربت میں — چمکینگے ترے دل پر پھر شمس و قمر دیگر

یارب جو نظر رکھے تو خاک پہ ہستی کی — اس خاک سے پیدا ہو پھر اہلِ نظر دیگر

جب راہِ محبّت میں رکھّا دل و جاں میں نے — راحت نہیں دیتی ہے یہ راہ گذر دیگر

دیکھا جو محیؔ دل میں تصویر تو یہ بولے

اے حُسن تو رکھتا ہے اک اور اثر دیگر

واسطے مہربان ہونے اللہ کے اور بادشاہ کے گیارہ مرتبہ پڑھیں

(۴۱)

اے ذکر ترا در دل ہر دم اثری دیگر — وے از تو بملکِ جاں دارم خبری دیگر

از تیرِ ملامت ما داریم دل مجروح — جز لطف تو ما را نیست واللہ سری دیگر

سلطان جمالِ تو تا جلوہ دہد خود را — برساختہ از بر دل آئینہ گری دیگر

بر مار کرہ محشر آہِ نہ زند عاشق — ہر دم اگرش سوئے تو در نگری دیگر

آں مے کہ بما دادی در روز الست اے دوست — لطف و کن و ما را دہ جامِ قدری دیگر

در خدمتِ خلق گر دد مردانہ کمر بندی — بخشد بتو ہر لحظہ تاج و کمری دیگر

در خانۂ بے روزن یعنی لحدِ تاریک — بر جان تو خواہد تافت شمش و قمری دیگر

یارب تو بہ مشتِ خاک از بسکہ نظر داری — پیدہ شدہ ہر لحظہ صاحب نظری دیگر

تو من تن و جان و دل از رہ گذری عشقت — عشرت نتواں کردن از رہ گذری دیگر

در آئینہ دل دیدہ محی رُخِ یار و گفت

اے ذکر ترا در دل ہر دم اثری دیگر

(۴۰)

طبل بجوا کر کیا اعلان یہ نزدیک و دور
کاتبِ دستور بھی ہے مالکِ یوم النشور

قبر میں جب جائیں گے تو حشر میں اُٹھنا ہی ہے
رحمتِ حق ہو نہ گر تو قبر میں کیا آئے نور

شوق سے جب طے کروں گا بڑھ کے میں راہِ صراط
اُس گھڑی ہر سمت ہو گی شورشِ یوم النشور

اے کہ تو حسنِ ازل کا طالبِ دیدار ہے
مَیں نے تجھ کو اِذن بخشا ہے کہ دیکھے روئے حور

میں شرابِ معرفت سے مست آیا ہوں یہاں
میرا ساقی ربِّ کعبہ اور بادہ ہے طہور

گر نظر آ جائے میرے نور کا جلوہ تجھے
تو بھی جل جائیگا جیسے جل گیا ہے کوہ طور

محو ہو جاتی ہیں آنکھیں جلوۂ بیتاب میں
پردہ آنکھوں سے ہٹاتا ہے جو اُسکا دست نور

جو تمہارے پاس ہے وہ پا گیا آبِ بقا
کچھ نہ حاصل کر سکا جو رہ گیا ہے دور دور

مل گیا جو مژدۂ وصلِ خدا زیرِ زمیں
جان تن مردہ میں آئی بیشتر از نفخ صور

بن سنور کر حورِ جنّت بھی جو آئے سامنے
آنکھ کیا اُٹھّے گی اُسکی دوست ہو جب خود غیور

قصرِ جنّت کو بھی کر دے مست یا زیر و زبر
پھر بھی اُس کی ذات ہو گی بے خطا و بے قصور

قصر میں فردوس کے ہو لاکھ گر خوشبوئے مشک
سوختہ دل کی مہک ہو جائے گی مثلِ بخور

لوگ ہیں ماتم کناں پیہم فراقِ دوست میں
مجی کب کرتا ہے ماتم اور کب کرتا ہے شور

(۴۰) واسطے مہربانی حق تعالیٰ و بادشاہ پچاس مرتبہ پڑھیں

غوث پاک کی یہ غزل غالباً کتابت کی غلطی کی وجہ کر بحر میں شایع نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے اس غزل میں کوئی تصرف نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن اس غزل کا اردو ترجمہ مخصوص بحر میں شایع کیا گیا ہے۔ تاکہ وزن برقرار رہے۔

طبل قیامت بکوفت آں ملک نفخ صور ۔۔۔ کاتبِ منشور ماست مالکِ یوم النشور

سر لحد بر زدیم خیمہ بہ محشر زدیم ۔۔۔ بے خدا اندر لحد چند بباشم صبور

از سرِ شوق و نشاط پای نہم بر صراط ۔۔۔ تازہ دم گرم ماگرم شود آں نشور

ایکہ ندادمی تو مال در طلب آں جمال ۔۔۔ ما بتو بگذاشتیم و دیدنِ دیدار حور

مست خدا ئیم ما کے بخود آئیم ما ۔۔۔ ساقیِ ما چوں خداست بادہ شراب طہور

نور میان در نظر زانکہ تجلے حق ۔۔۔ با تو کند انچہ کرد با حجرۂ کوہ طور

وقت تجلّی از و دیدۂ بینا مجوی ۔۔۔ او چو نماید جمال چشم ترا زدست نور

ہر کہ بہ نزدیک اوست دولتِ جاوید یافت ۔۔۔ روی سعادت ندید آنکہ از و ماند دور

مژدۂ وصل خدا گر بلحد بشنویم ۔۔۔ زندہ شود جان و تن بیشتر از نفخ صور

حور چو آرا کنند رو بسو ما کنند ۔۔۔ چشم نگہدار ازاں دوست بود غیور

مست تو قصر بہشت کردہ بزیر زبر ۔۔۔ ورنہ کند زانکہ نیست ہستی او بس بقصور

گرچہ قصر بہشت کردۂ عنبر سرشت ۔۔۔ از جگر سوختہ مے برم آنجا بخور

مے کندم بہر دوست ہر نفسی ماتمی
محی ماتم زدہ کے کند اے دوست شور

(حاشیہ: برزدم — گرماگرم — ایکہ ندادمی تو دردر۔ درطلب آں جمال — ریحیاں — برکہ — کنند بسوئے ما کنند — دیدہ نگہدارم برد باز مثل آمد غیور)

٧٨٦/٩٢

واسطے مغفرت باری تعالی پچاس مرتبہ پڑھیں

(٣٩)

عشق و بدنامی و درد و غم بماشد یار غار / تا محمدؐ دار باشد عاشقاں را چار یار

آرزوئے یار داری یار می گوید بیا / تا کند دلدار بیئے تو در دلِ شب ملئے یار

چشم تریکہ نیم شب گو اے خدا در من نگر / پس شبا روز نے نظر راشصت و صی صد بیشمار

یار گفت ہر جا کہ باشی یا توام یادت کنم / از چنیں یارِ فرامش کردۂ تو یاد دار

روح تو مر غیست کز نزدِ خدا آمد بتق / بے خدا مرغی خدائے را کجا باشد قرار

ساقیا زاں مے کہ گفتی مید ہم در آخرت / کم نخواہد شد کہ در دنیا کنی جامے نثار

کارداں ہا در بیاباں ہا ہلاک انداز عطش / ابر رحمت را ببار د قطرۂ چندیں بہار

باز دارد شب بشبہائے مے صراحی ہائے شاہ / اُشترِی مستی کہ نہ افسار دارد نہ مہار

شاہ می گوئی کہ مارا حاضرِ قندیل باش / عاشقِ مجنون و مستم آہ دوست از من مدار

خاک آدم رازِ تو تسخیرِ مے کردہ ہنوز / کو فتادہ بر سرِ مستان حضرتِ ایں خمار

بر سرِ ہر موئے مشتاقاں زبانِ دیگر ست / درمیانِ عاشقاں انداز خود را روز یار

در دلِ شب ہا بگریم گویم آں دلدار را / یا دلِ دہ یا دلِ کز بے دلاں بروے بیار

گر رسم روز بد و زخ قصۂ خود گو بخش / تا بگر ید برمنِ بے چارہ آتش زار زار

تا قیامت محیؔ خواہد خواند ایں ابیات را
خلق عالم ہم بپائے می روند ہم پائیدار۔

(۳۹)

عشق و بدنامی و درد و غم ہیں اپنے یارِ غار
جو محمدؐ کے لئے تھے عاشقوں میں چار یار

آرزو رکھ یار کی ایسی کہ وہ خود ہی بلائے
وہ کرے دلداری تیری آئے جب شبہائے تار

چشم تَر اک نیم شب کہہ دیکھ مولا اک نظر
پھر کسی شب مہرباں ہوں تین سو اور ساٹھ بار

یار بولا تو جہاں ہے یاد کرتا ہوں تجھے
بھولنے والے مجھے تو یاد آیا بار بار

روح کا طائر خدا کے حکم سے ہے تن میں آ
بے خدا یہ طائرِ جنت کہاں پائے قرار

ساقیا وہ مے کہ تو دیگا مجھے روزِ حساب
کم نہ ہوگی تو یہاں کر دے جو اک ساغر نثار

کارواں جب پیاس سے صحرا میں ہوتا ہے ہلاک
اَبرِ رحمت بھیج کر لاتا ہے بوندوں سے بہار

جام و مینا آگے رکھ کر یوں ہوا سلطان مست
اونٹ ہو مستی میں جیسے بے نکیل اور بے مہار

شاہ کا فرمان ہے قندیل کے تو پاس رہ
مست بے خود ہوں نہ لے تُو آہ میری میرے یار

خاک آدم میں ملا ڈالی ہے جب تو نے شراب
ہے اُسی مے کا سرِ مستان حضرت میں خمار

عاشقوں کا ہر سرِ مُو بن چکا ہے اِک زباں
شوق میں دیدار کے بیتاب ہیں لیل و نہار

راتوں کو رو رو کے کہتا ہوں مَیں اکثر یار سے
یا تو دل دے یا مجھے بے دل ہی کر پروردگار

میں کسی دن چھیڑ دوں جو دوزخ میں اپنی داستاں
آتشِ دوزخ بھی روئے فرطِ غم سے زار زار

حشر تک محیؔ پڑھے جو اپنے ان اشعار کو
نقشِ پا پہ گر مرے دنیا پہ چلے ہو دیندار

(۳۸)

دوست کہتا ہے کہ اے عاشق نہ ہو تو ناصبور
مجھ کو پانے کیلئے تو صبر کر تا نفخِ صور

مجلسِ مخصوص میں حاصل ہو دیدارِ خدا
عاشقوں کا دل اگر جلنے لگے مثلِ بخور

جب وہ خوابِ ناز سے بیدار کرتا ہے مجھے
مَیں یہ کہتا ہوں خطائیں بخش دے ربِّ غفور

گور گہوارہ ہے تیرا اور دایہ لطفِ دوست
چَین سے آرام کرتا رہ تو تا یومِ النشور

نورِ ایماں ہو اگر، دل بارگاہِ نور ہے
روشنی بکھرے تو ہوں ساری فضائیں نور نور

اے گنہگارو تمہیں بخشیگا ربِّ ذوالجلال
پوستیں ملبوس رکھو یا کہ سنجاب و سمور

تیری صورت کی خبر رکھے اگر نورِ خدا
زردیِ رُخ بھی بنے گی سرخیِ رُخسارِ حور

حورِ عیں کے رُخ پہ تِل ہو گا سیہ رنگِ بلال
ہیں یہ مشّاطہ ہوا ہے جشن میں جنکا ظہور

یہ تجلّی سے ندا آئی کہ اے اب دیکھ لے
مدّتوں تک تو تصوّر میں رہا میرے حضور

چھوڑ کر دنیا اِدھر آ بیٹھو آئی مَیں کروں
خوش ہو اے محیؔ کہ طے تو نے کیا یہ راہ دور

واسطے حاصل ہونے دیدار حق تعالیٰ سات بار پڑھیں

(۳۸)

دوست می گوید کہ اے عاشق اگر داری صبور — از فراقِ ما منال و صبر کن تا نفخ صور

اندر آں مجلس کہ بینند خلق دیدارِ خدا — از جگرہائے کبابِ عاشقاں باشد بخور

آنکہ از خوابِ خوش شست بیدار می سازد منم — چوں بگوئی تو گناہم بیامرز اے غفور

گور گہوارست تو طفلی و دایہ لطف دوست — خوش بخوابانند خوابت داد تا یوم النشور

نور ایماں در دل و دل یارگاہِ نور حق — خوش چراغی گر دہد در پیش نور النور نور

اے گنہگاراں شمارا بیشک آمرزد خدا — بہ بود از پوستینِ کیش سنجاب و سمور

داد از نورِ الٰہی چہرۂ تو آگہی — زردیٔ روئے تو باشد سرخیٔ رخسار حور

حور عیں خالِ سینہ زد بر رخ از رنگِ بلال — از حلبش بنگر چہ خوش مشاطۂ کردہ ظہور

در تجلّی ایں ندا آمد کہ خواہد دید تم — ہر کہ بر من خاطرِ خود کرد شب روز حضور

چوں بروں آئی زِ دنیا بیشوا آیم ترا

گو کہ ا ر محمد خوش ہوا کو فتی ا ا ز راہ دور

(۳۷)

گر نہو جنّت کے گلشن میں اُمیدِ وصلِ یار
تیرے عاشق قعرِ دوزخ ہی کرینگے اختیار

حورِ عیں کو تو نے بخشا ہے جمالِ باکمال
بے نقاب اپنی تجلّی تو نہ کرنا بار بار

حور کی جانب نہ دیکھیں تیرے عابد بھولکر
تیرے ہی دیدار کا ہے عاشقوں کو انتظار

اے خدا اک جام دے لبریز صہبائے طہور
جس میں تلخی ہو نہ تندی ہو نہو موجِ خمار

اِک تجلّی حُسن کی دوزخ میں آجائے اگر
پھول رنگارنگ کے کھِلنے لگیں گے سو ہزار

عاشقوں کے زرد رُخ رنگیں کرینگے روزِ حشر
خُلد کے وہ تختِ زرّیں اور قصرِ زرنگار

سایۂ طوبیٰ و جنت حوض کوثر میں کہاں
وہ حلاوت کہ عطا کرتا ہے وصلِ کردگار

اُس کی وہ خلوت جہاں جبریل بھی پائیں نہ راہ
جاتے ہیں سلمان فارس اور بلالِ زنجبار

پرورش ہے جسم کی جنّت کی نعمت سے مگر
روح کو کرتی ہے تازہ اور زیارت کردگار

جب اُٹھا کر قبر کی مٹّی سے دکھلائیگا حُسن
خلق کی آنکھوں میں بھر جائیگا پھر گرد و غبار

وعدۂ دیدار تو گر قعرِ دوزخ میں کرے
آتشِ دوزخ کا پھر سرمہ لگائے خلق زار

مجیؔ گر تم دیکھنا چاہو جمالِ ذوالجلال
دامنِ مرداں پکڑلو صبر کر لو اختیار

(۲۷) دل اکیس مرتبہ پڑھیں واسطے روشنائی

گر نخواہد بود اندر صدر جنت وصلِ یار
قعرِ دوزخ عاشقاں خواہند کردن اختیار

حور عیں ہر چند میدار د جمالِ با کمال
تو برابر با تجلیئے جمالِ حق مدار

عابداں نظارہ تواں کرد یک حور بہشت
گر بدارد عاشقانِ مست را در انتظار

جام مالا مال در دہ اے خدا خمرِ طہور
اندرونِ لغو باشد نے صداعِ نے خمار

گر بیفتد در جہنم یک تجلیئے جمال
بشگفد گل ہائے رنگا رنگ در روے صد ہزار

روئے زردِ عاشقاں رنگیں کند در روز حشر
تختِ زرینِ بہشت و خانہائے زر نگار

سائےِ طوبیٰ و جنت حوض کوثر را کجا ست
از حلاوت ہا کہ باشد در وصالِ کردگار

اندروں خلوت کہ آنجا رہ نیابد جبرئیل
میرود از فارس و سلماں بلال از زنگ بار

تن بہ نعمت ھائے جنت می شود پرورد لیک
جاں بباید پرورش از دیدنِ پروردگار

گر برانگیزی ز خاکِ گور و بنمائی جمال
خلق مسکیں را ز گریہ دید ھا گرد و غبار

وعدۂ دیدار گر در قعرِ دوزخ می کنی
می کشند در چشم آتش را خلائق سرمہ دار

محیؔ گر دیدار جہت بایدت از عزّ و جل
دامنِ مرداں بگیر و صبر کن تا روز یار

(۳۷)

گر نہو جنّت کے گلشن میں اُمیدِ وصلِ یار — تیرے عاشق قعرِ دوزخ ہی کرینگے اختیار

حورِ عیں کو تو نے بخشا ہے جمالِ باکمال — بے نقاب اپنی تجلّی تو نہ کرنا بار بار

حور کی جانب نہ دیکھیں تیرے عابد بھولکر — تیرے ہی دیدار کا ہے عاشقوں کو انتظار

اے خدا اک جام دے لبریزِ صہبائے طہور — جس میں تلخی ہو نہ تندی ہو نہو موجِ خمار

اِک تجلّی حُسن کی دوزخ میں آجائے اگر — پھول رنگارنگ کے کِھلنے لگیں گے سو ہزار

عاشقوں کے زرد رُخ رنگیں کرینگے روزِ حشر — خُلد کے وہ تختِ زرّیں اور قصرِ زرنگار

سایۂ طوبیٰ و جنت حوض کوثر میں کہاں — وہ حلاوت کہ عطا کرتا ہے وصلِ کردگار

اُس کی وہ خلوت جہاں جبریل بھی پائیں نہ راہ — جاتے ہیں سلمان فارس اور بلالِ زنجبار

پرورش ہے جسم کی جنّت کی نعمت سے مگر — روح کو کرتی ہے تازہ اور زیارت کردگار

جب اُٹھاکر قبر کی مٹّی سے دکھلائیگا حُسن — خلق کی آنکھوں میں بھر جائیگا پھر گردِ غبار

وعدۂ دیدار تو گر قصرِ دوزخ میں کرے — آتشِ دوزخ کا پھر سرمہ لگائے خلق زار

محیؔ گر تم دیکھنا چاہو جمالِ ذالجلال
دامنِ مرداں پکڑ لو صبر کر لو اختیار

واسطے حاصل ہونے دیدارِ حق تعالیٰ سات بار پڑھیں

۳۸

دوست می گوید کہ اے عاشق اگر داری صبور — از فراقِ ما منال و صبر کن تا نفخ صور

اندر آں مجلس کہ بینند خلق دیدارِ خدا — از جگر ہائے کبابِ عاشقاں باشد بخور

آنکہ از خوابِ خوش شست بیدار می سازد منم — چوں بگوئی تو گناہ ہا نم بیامرز اے غفور

گور گہوار ست تو طفلی و دایہ لطف دوست — خوش بخوابانید و خوابت داد تا یوم النشور

نورِ ایماں در دل و دل بارگاہِ نورِ حق — خوش چراغی گرد ہد در پیش نور النور نور

اے گنہگاراں شمارا بیشک آمرزد خدا — بہ کود از پوستینِ کیش سنجاب و سمور

داد از نورِ الٰہی چہرۂ تو آگہی — زردیِ روئے تو باشد سرخیئے رخسارِ حور

حورِ عیں خالِ سیہ زد بر رخ از رنگِ بلال — از حبش بنگر چہ خوش مشاطۂ کردہ ظہور

در تجلّی ایں ندا آمد کہ خواہد دید نم — ہر کہ برمن خاطرِ خود کرد شب روزِ حضور

چوں بروں آئی ز دنیا بیشوا آیم ترا

گویم اے محیِ خوش چوں کوفتی ایں راہ دور

(۳۸)

دوست کہتا ہے کہ اے عاشق نہ ہو تو ناصبور
مجھ کو پانے کیلئے تو صبر کر تا نفخ صور

مجلسِ مخصوص میں حاصل ہو دیدارِ خدا
عاشقوں کا دل اگر جلنے لگے مثلِ بخور

جب وہ خوابِ ناز سے بیدار کرتا ہے مجھے
مَیں یہ کہتا ہوں خطائیں بخشدے ربِّ غفور

گور گہوارہ ہے تیرا اور دایہ لطف دوست
چَین سے آرام کرتا رہ تُو تا یوم النشور

نورِ ایماں ہو اگر، دل بارگاہِ نور ہے
روشنی بکھرے تو ہوں ساری فضائیں نور نور

اے گنہگارو تمہیں بخشیگا ربِّ ذوالجلال
پوستیں ملبوس رکھّو یا کہ سنجاب و سمور

تیری صورت کی خبر رکھے اگر نورِ خدا
زردیٔ رُخ بھی بنے گی سرخیٔ رُخسارِ حور

حورِ عیں کے رُخ پہ تِل ہو گا سیہ رنگِ بلال
ہیں یہ مشّاطہ ہوا ہے جشن میں جنکا ظہور

یہ تجلّی سے ندا آئی کہ اے اب دیکھ لے
مدّتوں تک تُو تصوّر میں رہا میرے حضور

چھوڑ کر دنیا اِدھر آ پیشوائی مَیں کروں
خوش ہو اے محوی کہ طے تو نے کیا یہ راہ دور

(۳۹)

عشق وہ نامی درد و غم ہیں اپنے یارِ غار
جو محمدؐ کے لئے تھے عاشقوں میں چار یار

آرزو رکھ یار کی ایسی کہ وہ خود ہی بلائے
وہ کرے دلداری تیری آئے جب شبہائے تار

چشم تر اک نیم شب کہہ دیکھ مولا اک نظر
پھر کسی شب مہرباں ہوں تین سو اور ساٹھ بار

یار بولا تو جہاں ہے یاد کرتا ہوں تجھے
بھولنے والے مجھے تو یاد آیا بار بار

روح کا طائر خدا کے حکم سے ہے تن میں آپ
بے خدا یہ طائرِ جنت کہاں پائے قرار

ساقیا وہ مے کہ تو دیگا مجھے روزِ حساب
کم نہوگی تو یہاں کر دے جو اک ساغر نثار

کارواں جب پیاس سے صحرا میں ہوتا ہے ہلاک
اَبرِ رحمت بھیج کر لاتا ہے بوندوں سے بہار

جام و مینا آگے رکھ کر یوں ہوا سلطان مست
اونٹ ہو مستی میں جیسے بے نکیل اور بے مہار

شاہ کا فرمان ہے قندیل کے تو پاس رہ
مست بے خود ہوں نہ لے تو آہ میری میسے یار

خاک آدم میں ملا ڈالی ہے جب تو نے شراب
ہے اُسی مے کا سرِ مستان حضرت میں خمار

عاشقوں کا ہر سرِ مو بن چکا ہے اک زباں
شوق میں دیدار کے بیتاب ہیں لیل و نہار

راتوں کو رو رو کے کہتا ہوں مَیں اکثر یار سے
یا تو دل دے یا مجھے بے دل ہی کر پروردگار

میں کسی دن چھیڑدوں جو دوزخ میں اپنی داستاں
آتشِ دوزخ بھی روئے فرطِ غم سے زار زار

حشر تک محیؔ پڑھے جو اپنے ان اشعار کو
نقش زار گر مدے دنیا سے چلے ہو دستدار

واسطے مغفرت باری تعالیٰ پچاس مرتبہ پڑھیں

(۳۹)

عشق و بدنامی و درد و غم بما شد یارِ غار
تا محمدؐ وار باشد عاشقاں را چار یار

آرزوئے یار داری یار می گوید بیا
تا کند دلدارئے تو در دلِ شب ہائے یار

چشم ترکیدیم شب گوئے خدا در من نگر
پس شبا روزے نظر را شصت وصی صد بیشمار

یار گفت ہر جا کہ باشی یا توام یادت کنم
از چنیں یارِ فرامش کردۂ تو یاد دار

روح تو مر غنیمت کز نزدِ خدا آمد بتن
بے خدا مرغی خدائے را کجا باشد قرار

ساقیا زاں مے کہ گفتی مید ہم در آخرت
کم نخواہد شد کہ در دنیا کنی جامے نثار

کارواں ہا در بیاباں ہا ہلاک انداز عطش
ابر رحمت را بیار د قطرۂ چندیں بہار

باز دارد شیشہائے مے صراحی ہائے شاہ
اشتری مستی کہ نہ افسار دارد نہ مہار

شاہ می گوئی کہ مارا حاضرِ قندیل باش
عاشقِ مجنون و مستم آہ دوست از من مدار

خاک آدم رازِ تو تسخیرِ مے کردہ ہنوز
کو فتادہ بر سرِ مستان حضرت ایں خمار

بر سرِ ہر موئے مشتاقاں زبانِ دیگر ست
در میانِ عاشقاں انداز خود راز دزیار

در دلِ شب ہا بگریم گویم آں دلدار را
یا دلِ دہ یا دلِ کز بے دلاں بر دے بیار

گر بسم رد زبد وزخ قصۂ خود گو بمحش
تا بگرید بر منِ بے چارہ آتش زار زار

تا قیامت محیؔ خواہد خواند ایں ابیات را
خلق عالم ہم بہ یکے می روند ہم پائیدار۔

بادشاہ پچاس مرتبہ پڑھیں (۴۰) واسطے مہربانی حق تعالیٰ و

غوث پاک کی یہ غزل غالباً کتابت کی غلطی کی وجہ کر بحر میں شایع نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے اس غزل میں کوئی تصرف نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن اس غزل کا اردو ترجمہ مخصوص بحر میں شایع کیا گیا ہے۔ تاکہ وزن برقرار رہے۔

طبل قیامت بکوفت آں ملک نفخ صور — کاتب منشور ماست مالکِ یوم النشور

سر لحد بر زدیم خیمہ بہ محشر زدیم — بے خدا اندر لحد چند بباشم صبور

از سرِ شوق و نشاط پای نہم بر صراط — تا زدم گرم ماگرم شود آں نشور

ایکہ ندامی تو مال در طلب آں جمال — ماتو بگذاشتیم و دیدنِ دیدار حور

مست خدا ایم ما کے بخود آئیم ما — ساقیِ ما چوں خداست بادہ شراب طہور

نور عیاں در نظر زانکہ تجلے حق — با تو کند انچہ کرد با حجرۂ کوہ طور

وقت تجلّی ازو دیدۂ بینا مجوی — او چو نماید جمال چشم ترا زدست نور

ہر کہ بہ نزدیک اوست دولتِ جاوید یافت — روی سعادت ندید آنکہ ازو ماند دور

مژدۂ وصل خدا گر بلحد بشنویم — زندہ شود جان و تن بیشتر از نفخ صور

حور چو آرا کنند رو بسوِ ما کنند — چشم نگہدار ازاں دوست بود غیور

مست تو قصر بہشت کردہ بزیر و زبر — ورنہ کند زانکہ نسبت ہستی او بس بقصور

گرچہ قصر بہشت کردۂ عنبر سرشت — از جگر سوختہ مے برم آنجا بخور

مے کندم بہر دوست ہر نفسی ماتمی

محی ماتم زدہ کے کند اے دوست شور

ہر زدم

گرما گرم

ہر کہ

کنند بسوئے ما کنند

(۴۰)

طبل بجا کر کیا اعلان یہ نزدیک و دور
کاتبِ دستور بھی ہے مالکِ یوم النشور

قبر میں جب جائیں گے تو حشر میں اُٹھنا ہی ہے
رحمتِ حق ہو نہ گر تو قبر میں کیا آئے نور

شوق سے جب طے کروں گا بڑھ کے میں راہِ صراط
اُس گھڑی ہر سمت ہو گی شورشِ یوم النشور

اے کہ تو حُسنِ ازل کا طالبِ دیدار ہے
مَیں نے تجھ کو اِذن بخشا ہے کہ دیکھے روئے حور

میں شرابِ معرفت سے مست آیا ہوں یہاں
میرا ساقی ربِّ کعبہ اور بادہ ہے طہور

گر نظر آ جائے میرے نور کا جلوہ تجھے
تو بھی جل جائے گا جیسے جل گیا ہے کوہ طور

محوِ ہو جاتی ہیں آنکھیں جلوۂ بیتاب میں
پردہ آنکھوں سے ہٹاتا ہے جو اُسکا دست نور

جو تمہارے پاس ہے وہ پا گیا آبِ بقا
کچھ نہ حاصل کر سکا جو رہ گیا ہے دور دور

مل گیا جو مژدۂ وصلِ خدا زیرِ زمیں
جان تن مردہ میں آئی بیشتر از نفخِ صور

بن سنور کر حورِ جنّت بھی جو آئے سامنے
آنکھ کیا اُٹھے گی اُسکی دوست ہو جب خود غیور

قصرِ جنّت کو بھی کر دے مست یا زیر و زبر
پھر بھی اُس کی ذات ہو گی بے خطا و بے قصور

قصر میں فردوس کے ہو لاکھ گر خوشبوئے مشک
سوختہ دل کی مہک ہو جائے گی مثلِ بخور

لوگ ہیں ماتم کناں پیہم فراقِ دہ ستا میں
مجی کب کرتا ہے ماتم اور کب کرتا ہے شور

واسطے مہربان ہونے اللہ کے اور بادشاہ کے گیارہ مرتبہ پڑھیں

(۴۱)

اے ذکر ترا در دل ہر دم اثری دیگر　　　　مے از تو بملکِ جاں دارم خبری دیگر

از تیرِ ملامت ما داریم دل مجروح　　　　جز لطف تو ما را نیست واللہ سری دیگر

سلطان جمالِ تو تا جلوہ دہد خود را　　　　بر ساختہ از بر دل آئینہ گری دیگر

بر مار کنہِ محشر آہِ نہ زند عاشق　　　　ہر دم اگرش سوئے تو در مقری دیگر

آں مے کہ بما دادی در روز الست اے دوست　　　　لطف دکن و ما را دِہ جامِ قدری دیگر

در خدمتِ خلق گرد مردانہ کمر بندی　　　　بخشد بتو ہر لحظہ تاج دکمری دیگر

در خانۂ بے روزن یعنی لحدِ تاریک　　　　بر جان تو خواہد تافت شمش و قمری دیگر

یارب تو بہ مشتِ خاک از بسکہ نظر داری　　　　پیدہ شدہ ہر لحظہ صاحب نظری دیگر

تو من تن و جان و دل از رہ گذری عشقت　　　　عشرت نتواں کردن از رہ گذری دیگر

در آئینہ دل دیدہ محیؔ رُخِ یار و گفت

اے ذکر ترا در دل ہر دم اثری دیگر

۷۸۶
۹۲

(۴۱)

یہ ذکر ترا دل میں رکھتا ہے اثر دیگر — اور عالمِ روحانی رکھتا ہے خبر دیگر

تیروں سے ملامت کے مجروح ہے دل میرا — جز لطف و کرم تیرے کب ہوگا مفر دیگر

جب تک وہ شہِ خوباں جلوہ نہ دکھائیگا — دل کیلئے کب ہوگا اک آئینہ گر دیگر

ہنگامۂ محشر میں عشّاق بھرے آئے ہیں — واں تیرے سوا ہوگا نہ راہ گذر دیگر

یوں تو مجھے بخشی ہے روزِ ازل تو نے — اک اور دے پیمانہ کر ایک نظر دیگر

رہ خلق کی خدمت میں تو عزم جواں مردی — بخشے گا خدا تجھ کو پھر تاج گہر دیگر

وہ خانۂ بے روزن یعنی تری تربت میں — چمکینگیں ترے دل پر پھر شمس و قمر دیگر

یارب جو نظر رکھّے تو خاک پہ ہستی کی — اس خاک سے پیدا ہو پھر اہل نظر دیگر

جب راہِ محبّت میں رکھّا دل شیدا میں نے — راحت نہیں دیتی ہے یہ راہ گذر دیگر

دیکھا جو تجھے دل میں تصویر تو یہ بولے
اے حُسن تو رکھتا ہے اک اور اثر دیگر

واسطے توفیق پانے شکر باری تعالیٰ ہر روز پچاس بار پڑھیں

(۴۲)

اے کہ می نالی زِ دوراں جور یاری من نگر
اضطراب از من نگر صبر و قراری من نگر

جانبِ گلشن مروکاں یک دو روزے بیش نیست
پُرزِ اشکِ لالہ گوں دائم کناری من نگر

اے کہ می گوئی ندادم دل بخوباں ہیچ گہہ
سوئے میداں آی و ترکِ شہسواری من نگر

سینہ ام پُر داغ و چہرہ گل گل از خونابِ اشک
یک زماں سوئے من آ باغ و بہاری من نگر

باشدت رحمی فتد در دل بیائی سوئے من
حال زاری من ببیں شخصِ نزاری من نگر

گر تو داری میل خوباں دیدۂ عبرت کشا
سینۂ پُر سوز و چشم و اشک باری من نگر

شکر کن محیؔ کہ در راہِ تو خارِ بیش نیست
برطرف صد کوہ غم در رہگذاری من نگر

۴۲

رونے والے یاد کی بیداد باری میری دیکھ
صبرِ استقلال میرا بے قراری میری دیکھ

جانبِ گلشن نہ جا دو دن ٹھہر میرے لئے
میرے آنسو لالہ گوں ہیں اشک باری میری دیکھ

تو یہ کہتا ہے کہ دل کب حسن کو میں نے دیا
جانبِ میداں نکل کر شہسواری میری دیکھ

سینہ میرا داغ سے پُر چہرہ گُل گوں اشک سے
آکے تُو میری طرف فصلِ بہاری میری دیکھ

رحم کی شدّت بڑھے تو میرے اُجڑے دل میں آ
میری صورت کو نہ تک اب آہ و زاری میری دیکھ

گر تُو مائل حُسن پر ہے دیدۂ عبرت تو کھول
میرے دل کا سوز پیارے اشک باری میری دیکھ

تسکر کر مجی کہ تیری راہ میں کلستے تلٹے نہیں
میرے آگے کوہ غم ہے رہ گذاری میری دیکھ

۴۸۶
۹۲

واسطے پانے عزت دین و دنیا اکثر روزانہ پڑھیں

(۴۳) اس غزل میں پانچ اشعار خزف ہیں

ہر کہ در پیش تو بر خاک بمالد رخسار — ملکِ کونین مسخر بودش لیل و نہار

دگراں گر بقدم بر سرِ کوئے تو زنند — من بسر بر سرِ کوئے تو روم مجنون زار

در کشائی کہ تو محبوب کریم افتادست — می نماید بتو ہر دم زِ نگمیں رُو دیدار

حقِ آنست کہ سوزند دہندش برباد — بس کہ خاکسترِ او جوش کند دریا بار

کاسۂ کوئے تو از لطفِ خدا بر درِ دیر — تا کہ کافر بکشاید زِ میان نقش زنار

جوش مے می زد و می گفت کہ چوں مست شوم — ہیچ ہم صحبتِ خود را نگذارم ہشیار

عشق حق می رود اندر دلِ ہر عاشق زار — بادہ اندر رگ و پے بلبش ندارد رفتار

در ہمہ مذہبِ ملت مئے عشقت حلال — زانکہ بی او نتواں دید خدا را دیدار

ہمدم ما مشو اے محی کہ در آخر کار
رگ نہ گشتہ [illegible] آہ بختہ [illegible]

۷۸۶
۹۲

اس غزل کے بعد سو غزلیں حذف ہیں

(۴۳)

تیرے آگے جو ملے خاک پہ اپنا رخسار
کیوں نہ کونین کو تابع کرے وہ لیل و نہار

دوسرے جاتے ہیں چل کر ترے کوچہ میں مگر
سر کے بل جاؤں گا میں جھومتا دیوانہ وار

کھول دے در مرے محبوب کہ در پہ ہوں گرا
یوں تو پردے سے کبھی دکھلاتا ہے اپنا دیدار

حق تو یہ ہے کہ وہ کرتے ہیں جلا کر برباد
جوش میں آتا ہے دریا جو اڑاتا ہے غبار

در پہ بتخانہ کے کاسہ ہے پئے لطف خدا
توڑ کر پھینک دے کافر بھی کمر سے زنار

مست جب ہوتا ہوں کہتا ہے یہی جوش شراب
اسکی صحبت میں کوئی بھی نہیں رہتا ہشیار

عشق اللہ کا ہر دل میں سما جاتا ہے
بادہ رگ رگ میں سماتی نہیں ایسی زنہار

ہے سبھی مذہب و ملت میں مئے عشق حلال
بے پئے اسکے نہیں ہوتا خدا کا دیدار

ساتھ میرے نہ ہو لے محی کہ آخر اک دن
بے گنہ مر کے سہارا جھولنا ہے بر سر دار

واسطے توفیق پانے عبادت باری تعالے وعشق الٰہی پچاس مرتبہ پڑھیں

۴۴

دو اشعار حزف بیں

شب ہمہ شب با تو می گویم راز

تو بغفلت پائے ہا کردہ دراز

اے زما کردہ فراموش گوئیا

سوئے ما ہرگز نخواہی گشت باز

خیز و ترکِ خواب کن تا نیم شب

ما و تو با یک دگر گوئیم راز

بے نیازم از تو و از طاعات تو

با نماز و روزہ تو چندیں مناز

تو نیاز آور برائے من کہ نیست

طاعتِ شائستہ تو سربستہ راز

محیؔ گر کارے نہ کردم غم مخوار

من ترا ہم کارم و ہم کارساز

۴۸۲
۹۲

۴۴

رات بھر کہتا ہوں تجھ سے دل کا راز

تو ہے غفلت میں بچھا دن پر دراز

میری باتوں کو بھلا دیتا ہے تو

میری باتوں سے ہے گویا بے نیاز

جاگ آدھی رات کو میرے لئے

ساؤ تو تو کا رہ نہ جائے امتیاز

بندگی سے تیری ہوں میں بے نیاز

یوں نہ کر روزہ نماز دن پر تو ناز

ہو مری پرواہ تجھ کو یا نہ ہو

بندگی تیری ہے اک سربستہ راز

غم نہ کر محی کیا تیرا نہ کام

میں ترا ہم کام ہوں ہم کارساز

واسطے حاصل کرنے مغفرت باری تعالیٰ روزانہ پچاس مرتبہ پڑھیں

(۴۵)

(دو مصرع حذف ہیں) اور درمیان میں اپنے کو حذف

نومید مشو بندہ از رحمتِ ما ہرگز | زیرا کہ بغیر از ما کس نیست ترا ہرگز

خواہم ازیں عالم تو پاک شوی از جرم | ور نہ نفرستم بتو اے بندہ بلا ہرگز

چوں سوختۂ امروز از درد فراقِ ما | در سوختنت فردا ندہیم رضا ہرگز

من با توام اے عاشق تو نیز بما می باش | ہرگز چو نشاید دوست از دوست جدا ہرگز

ہر چند کہ رُو از ما برتافتی و رفتی | رُو از تو نمی تابد خود رحمتِ ما ہرگز

از درد فراقِ ما یک شب چو بروز آری | دیدار نہ پوشانم در روز لقا ہرگز

گر بر دلِ خود مارا روزے گذارنے تو | در دوزخ پُر آتش ناریم ترا ہرگز

اے بندہ گناہِ تو خود دیدی د تو دانی | بر رُوتِ نیارم ہم در روز جزا ہرگز

لے جمع تہید ستاں حقا کہ نہ خواہم بست | من ایں درِ رحمت را بر روئے شما ہرگز

از بیم جدا بودن از دولتِ جاویداں
محیؔ نہ بود یکدم بے یاد خدا ہرگز

(۴۵)

مایوس نہ ہو بندے رحمت سے ذرا ہرگز غم خوار نہیں تیرا اب میرے سوا ہرگز

یہ میری تمنّا ہے تائب ہو گناہوں سے بھیجوں گا نہ دنیا میں مَیں کوئی بلا ہرگز

تو آج جو جلتا ہے سوزِ غمِ ہجراں میں کل ہوگی نہ محشر میں جلنے کی رضا ہرگز

ہمراہ ہوں مَیں تیرے ہمراہ تو رہ میرے عاشق سے نہیں رہتا معشوق جدا ہرگز

ہر چند کہ جاتا ہے منہہ موڑ کے تو مجھ سے تابندہ نہ ہوگا تو رحمت کے سوا ہرگز

دن رات تو جلتا ہے سوزِ غمِ فرقت میں تجھ سے نہ چھپاؤنگا منہہ روزِ جزا ہرگز

ہر روز جو رکھے گا تو یاد مری دل میں دوزخ نہ کبھی ہوگی آزار رسا ہرگز

تُو اپنے گناہوں سے واقف بھی اگر ہوگا کھولوں گا نہ مَیں ان کو کل روزِ جزا ہرگز

تُو لاکھ خطائیں کر مَیں بند نہیں کرتا رحمت کا یہ دروازہ تا روزِ جزا ہرگز

مانا کہ تو خائف ہے یہ دولتِ جاویداں

ملنے کو نہیں محیؔ بے یادِ خدا ہرگز

۶۸۶/۹۲

واسطے حاصل کرنے صدق اعتقاد بدرگاہ ربّ العزت ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

(۴۶)

تو لذّتِ عمل را از کار زار ما پرس

چار اشعار حذف ہیں - اور دیگر غزل حذف
شرابِ خوادہ ام دے من نشہ مپرس

آئین سلطنت را از حال زار ما پرس

عاشق نئی چہ دانی دردِ فراق ما را

رو رو تو ایں مصیبت را سوگوار ما پرس

عشقیم تو تو ی من جنباند مرغ جاں برد

تو تو ئے سرادر را از ہر شکار ما پرس

عاشق کہ از غمِ من کاہیدہ گشت جاں داد

ایں مرغزار ادر را از مرغزار ما پرس

تُو صاف دل چہ دانی نالیدنِ سحر گہہ

آئین دردمندی از درد خار ما پرس

دل از غمِ دو عالم فارغ کن دلیس انگہ

آنگہ ز ملکِ [illegible] از لطفِ یار یار پرس

(۴۶)

تم لذّتِ عمل کو محنت سے میری پوچھو

قانون حکمرانی حکمت سے میری پوچھو

عاشق جو ہو تو جانے یہ دردِ ہجر میرا

اس راہ کی دحشت کو حسرت سے میری پوچھو

شاہین عشق اڑے جب لے جائے مرغ جاں کو

یہ راز زورِ شاہیں وحشت سے میری پوچھو

عاشق جو میرے غم میں گھٹ گھٹ کے جان دیدے

اب حالِ زار اس کا کلفت سے میری پوچھو

تو صاف دل کیا جانے فریادِ سحر گاہی

آئین دردمندی حسرت سے میری پوچھو

دل دو جہان کے غم سے تم کرلو اپنا فارغ

لطف و کرم کو محؔی رحمت سے میری پوچھو

واسطے توفیق و بندگی و طاعت پانچ مرتبہ پڑھیں

(۴۷)

درجہاں امروز بے پروا مباش — فارغ از اندیشۂ فردا مباش

کشتیٔ پیدا کن و بنشین درد — اے من از غرقاب ایں دریا مباش

بیخبر از نالۂ شبہا مشو — غافل از احوال مظلوماں مباش

در پئے خود کن دعا گویاں نیک — بد مکن با مرد ماں تنہا مباش

دل بسے در جنت و اخریٰ مبند — بے ہوائے جنت الماویٰ مباش

کار درویشاں و مسکیناں برآر — یاد کن از مرگ در دنیا مباش

نیکوئی کن تو و نیکو نام شو — بد مکن مشہور در ایذا مباش

داد خواہی را چو بینی داد دہ — در دکانِ جاہ بے سودا مباش

زیر دستاں را تو از یاد رمیار — غرّۂ ایں فرق فرقدسا مباش

خلق را محیؔ تو ناصح گشتۂ

پیروِ ایں نفس ناپروا مباش

(۴۷)

ہوش میں آطالب دنیا نہ رہ　　اور مسحورِ غمِ فردا نہ رہ

اپنی اک کشتی بنا اور اس میں بیٹھ　　غافل از غرقا بیئے دریا نہ رہ

بے خبر تو نالۂ شب سے نہ رہ　　اور مظلوموں سے غافل سا نہ رہ

کر دعائیں اور نیکو کار بن　　بد نہ کر لوگوں میں تو تنہا نہ رہ

فکر دل میں جنت و عقبیٰ نہ رکھ　　بے خبر کونین سے اُسلہ نہ رہ

حاجتیں پوری غریبوں کا تو کر　　موت سے غافل نہ ہو کھویا نہ رہ

نیکیاں کر نیک ناموں کی طرح　　بد نہ کر تو باسنیئے ایذا نہ رہ

درد خواہوں کے لئے انصاف کر　　اس دکاں میں دیکھ بے سودا نہ رہ

زیر دستوں کو نہ کر تو پائمال　　زور پر مغرور تو اتنا نہ رہ

خلق کو محیؔ نصیحت کرتا چل

نفس تر کس سے تو لا پروا نہ رہ

واسطے مغفرت گناہوں کے روزانہ سات بار پڑھیں

(۴۸)

دادمرا جان تو بادہ از جان خویش　　کفر مرا کرد نام گوہر ایمان خویش

حضرتِ او نیم شب گوید کہ اے بوالعجب　　ہیچ مکن آشکار کردہ پنہان خویش

گرچہ تو آلودۂ بندۂ ما بودۂ　　بندہ ندارد پناہ جز درِ سلطان خویش

گر بتو گوید کسِ کردۂ عصیاں بسے　　رحمتِ بسیار من گوید برہان خویش

در بہ نہد دست رُو بر رخ تو نیک بد　　رد نہ کنم من ترا خوانم خاصان خویش

در لحدِ تنگ تو صلح کنم جنگ تو　　پیش تو روشن کنم شعلۂ تابان خویش

خانۂ زندان گور پُر بوَد از مور مار　　من بنمایم در رُو روضۂ رضوان خویش

دوزخِ زندان تن روئے نہد سوئے من　　برسرِ کیواں زنم خیمۂ ایوان خویش

کرد مت اے بوالفضول نام ظلوم جہول　　تا نفروشم بکس بندۂ نادان خویش

بارِ امانت من گراں بندہ تو مئی ناتواں

بار ترا میکشم محیؔ گیلان خویش

(۴۸)

شرابِ ناب سے تو نے حیات بخشی ہے
متاعِ کفر سے ایماں کی بات بخشی ہے

وہ آدھی رات کو کہنا کہ کھول مت اسکو
جو رازداری کی پوشیدہ بات بخشی ہے

گناہگار ہے پھر بھی ہے بندۂ حق تو
کہ تیرے آقا نے تجھ کو نجات بخشی ہے

کوئی کہے کہ گنہگار ہے تو کہہ دینا
مجھے تو رحمتِ کُل کائنات بخشی ہے

جو رو کہ ہو گیا نادم گناہ پر اپنے
بلندیوں کی اُسے کائنات بخشی ہے

لحدِ تنگ میں مَیں تجھ سے صلح کر لونگا
کہ تجھ کو مَیں نے تو خود اپنی ذات بخشی ہے

لحد کے کیڑے مکوڑوں سے خوف کیا تجھکو
کہ مَیں نے خُلد کی تجھ کو حیات بخشی ہے

جلا سکے گی نہ دوزخ کی آگ بھی تجھکو
کہ اپنے سایہ میں تجھ کو نجات بخشی ہے

کسی کا اور بناؤں مَیں تجھ کو ناممکن
کہ تجھ کو اپنی غلامی کی بات بخشی ہے

اٹھا سکے گا وہ ہر بار ناتواں ہو کر
کہ مَیں جیلاں کو خود اپنی ذات بخشی ہے

واسطے مغفرت گناہوں کے روزانہ سات بار پڑھیں

(۴۸)

داد مرا جان تو بادہ از جان خویش
کفر مرا کرد نام گوہر ایمان خویش

حضرتِ او نیم شب گوید کہ اے بوالعجب
ہیچ مکن آشکار کردہ پنہان خویش

گرچہ تو آلودۂ بندۂ ما بودۂ
بندہ ندارد پناہ جز درِ سلطان خویش

گر بتو گوید کسِ کردۂ عصیاں بسے
رحمتِ بسیار من گوید برہان خویش

در بہ نہد دست رُو بر رخِ تو نیک بد
رد نہ کنم من ترا خوانم خاصان خویش

در لحدِ تنگ تو صلح کنم جنگ تو
پیش تو روشن کنم شعلۂ تابان خویش

خانۂ زندان گور پُر بوَد از مور مار
من بنمایم در رُو روضۂ رضوان خویش

دوزخِ زندان تن روئے نہد سوئے من
بر سرِ کیواں زنم خیمۂ ایوان خویش

کرد مت اے بوالفضول نام ظلوم جہول
تا نفروشم بکس بندۂ نادان خویش

بارِ امانت من گراں بندہ تو مئی ناتواں
بار ترا میکشم محیؔ گیلان خویش

(۴۷)

ہوش میں آ طالب دنیا نہ رہ — اور مسحورِ غمِ فردا نہ رہ

اپنی اک کشتی بنا اور اس میں بیٹھ — غافل از غرقابیٔ دریا نہ رہ

بے خبر تو نالۂ شب سے نہ رہ — اور مظلوموں سے غافل سا نہ رہ

کر دعائیں اور نیکو کار بن — بد نہ کر لوگوں میں تو تنہا نہ رہ

فکر دل میں جنّت و عقبیٰ نہ رکھ — بے خبر کونین سے اَسلہ نہ رہ

حاجتیں پوری غریبوں کا تو کر — موت سے غافل نہ ہو کھویا نہ رہ

نیکیاں کر نیک ناموں کی طرح — بد نہ کر تو باتنیئے ایذا نہ رہ

دردخواہوں کے لئے انصاف کر — اس دکاں میں دیکھ بے سودا نہ رہ

زیردستوں کو نہ کر تو پائمال — زور پر مغرور تو اتنا نہ رہ

خلق کو محیؔ نصیحت کرتا چل
نفس شر کس سے تو لاپروا نہ رہ

واسطے توفیق و بندگی و طاعت پانچ مرتبہ پڑھیں

(۴۷)

درجہاں امروز بے پروا مباش فارغ از اندیشۂ فردا مباش

کشتیٔ پیدا کن و بنشین درد اے من از غرقاب ایں دریا مباش

بیخبر از نالۂ شبہا مشو غافل از احوال مظلوماں مباش

در پۓ خود کن دعا گویاں نیک بد مکن با مرد ماں تنہا مباش

دل بسے در جنّت و اخریٰ مبند بے ہوائے جنت الماویٰ مباش

کار درویشاں و مسکیناں برآر یاد کن از مرگ در دنیا مباش

نیکوئی کن تو و نیکو نام شو بد مکن مشہور در ایذا مباش

داد خواہی را چو بینی داد دہ در دکانِ جاہ بے سودا مباش

زیر دستاں را تو از یاد رمیار غرّۂ ایں فرق فرقد سا مباش

خلق را محیؔ تو ناصح گشتہ

پیروِ ایں نفس ناپروا مباش

۴۶

تم لذّتِ عمل کو محنت سے میری پوچھو
قانون حکمرانی حکمت سے میری پوچھو

عاشق جو ہو تو جانے یہ دردِ ہجر میرا
اس راہ کی وحشت کو حسرت سے میری پوچھو

شاہین عشق اڑے جب لے جائے مرغِ جاں کو
یہ رازِ زورِ شاہیں وحشت سے میری پوچھو

عاشق جو میرے غم میں گھٹ گھٹ کے جان دیدے
اب حالِ زار اس کا کلفت سے میری پوچھو

تُو صاف دل کیا جانے فریادِ سحر گاہی
آئین دردمندی حسرت سے میری پوچھو

دل دو جہاں کے غم سے تم کرلو اپنا فارغ
لطف و کرم کو محیؔ رحمت سے میری پوچھو

واسطے حاصل کرنے صدق اعتقاد بدرگاہ رب العزت ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

(۴۶)

تو لذّتِ عمل را از کار زار ما پرس

چار اشعار حذف ہیں۔ اور پوری غزل حذف
غزل بخواندہ ام دی من نشہ
میپرس

آئین سلطنت را از حال زار ما پرس

عاشق نئی چہ دانی دردِ فراق مارا

رو رو تو ایں مصیبت را سوگوار ما پرس

عشقیم تو توی من جنباند مرغ جاں پرد

تو توے سِرّ اورا از ہر شکار ما پرس

عاشق کہ از غمِ من کاہیدہ گشت جاں داد

ایں مرغزار اورا از مرغزار ما پرس

تُو صاف دل چہ دانی نالیدنِ سحر گہہ

آئین دردمندی از درد خار ما پرس

دل از غمِ دو عالم فارغ کن دلیس انگہ

آئین [illegible] محمد را از [illegible] ما پرس

(۴۵)

مایوس نہ ہو بندے رحمت سے ذرا ہرگز غم خوار نہیں تیرا اب میرے سوا ہرگز

یہ میری تمنا ہے تائب ہو گناہوں سے بھیجوں گا نہ دنیا میں مَیں کوئی بلا ہرگز

تو آج جو جلتا ہے سوزِ غمِ ہجراں میں کل ہوگی نہ محشر میں جلنے کی رضا ہرگز

ہمراہ ہوں مَیں تیرے ہمراہ تو رہ میرے عاشق سے نہیں رہتا معشوق جدا ہرگز

ہرچند کہ جاتا ہے منہہ موڑ کے تو مجھ سے تابندہ نہ ہوگا تو رحمت کے سوا ہرگز

دن رات تو جلتا ہے سوزِ غمِ فرقت میں تجھ سے نہ چھپاؤنگا منہہ روزِ جزا ہرگز

ہر روز جو رکھے گا تو یاد مری دل میں دوزخ نہ کبھی ہوگی آزار رسا ہرگز

تُو اپنے گناہوں سے واقف بھی اگر ہوگا کھولوں گا نہ مَیں ان کو کل روزِ جزا ہرگز

تُو لاکھ خطائیں کرے مَیں بند نہیں کرتا رحمت کا یہ دروازہ تا روزِ جزا ہرگز

مانا کہ تو خائف ہے یہ دولتِ جاویداں

ملنے کو نہیں محیؔ بے یادِ خدا ہرگز

واسطے حاصل کرنے مغفرت باری تعالیٰ روزانہ پچاس مرتبہ پڑھیں

(۴۵)

نومید مشو بندہ از رحمتِ ما ہرگز — زیرا کہ بغیر از ماکس نیست ترا ہرگز

خواہم ازیں عالم تو پاک شوی از جرم — ورنہ نفرستم بتو اے بندہ بلا ہرگز

چوں سوختۂ امروز از درد فراقِ ما — در سو ختنت فردا ندہیم رضا ہرگز

من با توام اے عاشق تو نیز بمامی باش — ہرگز چو نشاید دوست از دوست جدا ہرگز

ہر چند کہ رُو از ما بر تافتی و رفتی — رُو از تو نمی تابد خود رحمتِ ما ہرگز

از درد فراقِ ما یک شب چو بروز آری — دیدار نہ پوشانم در روز لقا ہرگز

گر بر دلِ خود مارا روزے گذارنے تو — در دوزخِ پُر آتش ناریم ترا ہرگز

اے بندہ گناہِ تو خود دیدی د تو دانی — بر رُوتِ نیارم ہم در روز جزا ہرگز

اے جمع تہیدستاں حقا کہ نہ خواہم بست — من ایں درِ رحمت را بر روئے شما ہرگز

از بیم جدا بودن از دولتِ جاویداں

محیؔ نہ بود یکدم بے یاد خدا ہرگز

۴۸۶
۹۲

(۴۴)

رات بھر کہتا ہوں تجھ سے دل کا راز

تو ہے غفلت میں بچھاون پر دراز

میری باتوں کو بھلا دیتا ہے تو

میری باتوں سے ہے گویا بے نیاز

جاگ آدھی رات کو میرے لئے

ہاؤ تو کا رہ نہ جائے امتیاز

بندگی سے تیری ہوں میں بے نیاز

یوں نہ کر روزہ نمازوں پر تو ناز

ہو مری پرواہ تجھ کو یا نہ ہو

بندگی تیری ہے اک سربستہ راز

غم نہ کر مجی کیا تیرا نہ کام

میں ترا ہم کام ہوں ہم کارساز

واسطے توفیق پانے عبادتِ باری تعالےٰ و عشق الٰہی پچاس مرتبہ پڑھیں

(۴۴)

در اشعار حزف ہی

شب ہمہ شب با تو می گوئیم راز

تُو بغفلت پائے ہا کردہ دراز

اے زما کردہ فرامش گوئیا

سوئے ما ہرگز نخواہی گشت باز

خیز و ترکِ خواب کن تا نیم شب

ما و تو با یک دگر گوئیم راز

بے نیازم از تو و از طاعات تو

با نماز و روزہ تو چندیں مناز

تو نیاز آور برائے من کہ نیست

طاعتِ شائستہ تو سر بستہ راز

محی گر کارے نہ کردم غم مخوار

من ترا ہم کارم و ہم کار ساز

اس غزل کے بعد ۳ غزلیں حذف ہیں

۴۳

تیرے آگے جو ملے خاک پہ اپنا رخسار
کیوں نہ کونین کو تابع کرے وہ لیل و نہار

دوسرے جاتے ہیں چل کر ترے کوچہ میں مگر
سر کے بل جاؤں گا میں جھومتا دیوانہ وار

کھول دے در مرے محبوب کہ در پر ہوں گرا
یوں تو پردے سے کبھی دکھلاتا ہے اپنا دیدار

حق تو یہ ہے کہ وہ کرتے ہیں جلا کر برباد
جوش میں آتا ہے دریا جو اڑاتا ہے غبار

در پہ بتخانہ کے کاسہ ہے پئے لطف خدا
توڑ کر پھینک دے کافر بھی کمر سے زنار

مست جب ہوتا ہوں کہتا ہے یہی جوش شراب
اسکی صحبت میں کوئی بھی نہیں رہتا ہشیار

عشق اللہ کا ہر دل میں سما جاتا ہے
بادہ رگ رگ میں سماتی نہیں ایسی زنہار

ہے سبھی مذہب و ملت میں مئے عشق حلال
بے پئے اسکے نہیں ہوتا خدا کا دیدار

ساتھ میرے نہ ہو لے محی کہ آخر اک دن
بے گنہہ مر کے سہار جھولنا ہے برسر دار

واسطے پانے عزت دین و دنیا اکثر بدزانہ پڑھیں

اس غزل میں پانچ اشعار خرف ہیں

۴۳

هرکه در پیش تو بر خاک بمالد رخسار
ملک کونین مسخر بودش لیل و نهار

دگران گر بقدم بر سر کوی تو زنند
من بسر بر سر کوی تو روم مجنون زار

در کشائی که تو محبوب کریم افتاد ست
می نماید بتو هر دم زکمیں رُو دیدار

حق آنست که سوزند دهندش برباد
پس که خاکستر او جوش کند دریا بار

کاسه کوی تو از لطف خدا بر در دیر
تا که کافر بکشاید زمیان نش زنار

جوش مے می زد و می گفت که چوں مست شوم
هیچ هم صحبت خود را نگذارم هشیار

عشق حق می رود اندر دل هر عاشق زار
باده اندر رگ و پے بیش ندارد رفتار

در همه مذهب ملت مئے عشقت حلال
زانکه بی او نتوان دید خدا را دیدار

همدم ما مشو اے محی که در آخر کار
بے گنهہ کشتن و آویختن ست بر سردار

(۴۲)

رونے والے یاد کی بیدادباری میری دیکھ
صبر استقلال میرا بے قراری میری دیکھ

جانب گلشن نہ جاؤ دن ٹھہر میرے لئے
میرے آنسو لالہ گوں ہیں اشک باری میری دیکھ

تو یہ کہتا ہے کہ دل کب حسن کو میں نے دیا
جانب میداں نکل کر شہسواری میری دیکھ

سینہ میرا داغ سے پر، چہرہ گل گوں اشک سے
آکے تو میری طرف فصل بہاری میری دیکھ

رحم کی شدت بڑھے تو میرے اُجڑے دل میں آ
میری صورت کو نہ تک اب آہ وزاری میری دیکھ

گر تو مائل حسن پر ہے دیدۂ عبرت تو کھول
میرے دل کا سوز پیارے اشک باری میری دیکھ

شکر کر محی کہ تیری راہ میں کانٹے نہیں
میرے آگے کوہ غم ہے رہ گذاری میری دیکھ

واسطے توفیق پانے شکر باری تعالیٰ ہر روز پچاس بار پڑھیں

(۴۲)

اے کہ می نالی ز دوراں جور یاری من نگر
اضطراب از من نگر صبر و قراری من نگر

جانبِ گلشن مرو کاں یک دو روزے بیش نیست
پُر زِ اشکِ لالہ گوں دائم کناری من نگر

اے کہ می گوئی ندادم دل بخوباں ہیچ گہہ
سوئے میداں آی و ترکِ شہسواری من نگر

سینہ ام پُر داغ و چہرہ گل گل از خونابِ اشک
یک زماں سوئے من آ باغ و بہاری من نگر

با شدت رحمی فتد در دل بیائی سوئے من
حال زاری من ببیں شخصِ نزاری من نگر

گر تو داری میل خوباں دیدۂ عبرت کشا
سینۂ پُر سوز و چشم و اشک باری من نگر

شکر کن محی کہ در راہِ تو خار بیش نیست
بر طرف صد کوہ غم در رہگذاری من نگر

(۴۱)

یہ ذکر ترا دل میں رکھتا ہے اثر دیگر — اور عالمِ روحانی رکھتا ہے خبر دیگر

تیروں سے ملامت کے مجروح ہی دل میرا — جز لطف و کرم تیرے کب ہوگا مفر دیگر

جب تک وہ شہہِ خوباں جلوہ نہ دکھائیگا — دل کیلئے کب ہوگا اک آئینہ گر دیگر

ہنگامۂ محشر میں عشّاق بھرے آئے ہیں — واں تیرے سوا ہوگا نہ راہ گذر دیگر

یوں تو مجھے بخشی ہے مے روزِ ازل تو نے — اک اور دے پیمانہ کر ایک نظر دیگر

رہ خلق کی خدمت میں تو عزم جواں مردی — بخشے گا خدا تجھ کو پھر تاج گہر دیگر

وہ خانۂ بے روزن یعنی تری تربت میں — چمکینگیں ترے دل پر پھر شمس و قمر دیگر

یارب جو نظر رکھّے تو خاک پہ ہستی کی — اس خاک سے پیدا ہو پھر اہلِ نظر دیگر

جب راہِ محبّت میں رکھّا دل و جاں میں نے — راحت نہیں دیتی ہے یہ راہ گذر دیگر

دیکھا جو مجھے دل میں تصویر تو یہ بولے
اے حُسن تو رکھتا ہے اک اور اثر دیگر

واسطے مہربان ہونے اللہ کے اور بادشاہ کے گیارہ مرتبہ پڑھیں

(۴۱)

اے ذکر ترا در دل ہر دم اثری دیگر — وے از تو بملکِ جاں دارم خبری دیگر

از تیرِ ملامت ما داریم دل مجروح — جز لطف تو ما را نیست واللہ سری دیگر

سلطان جمالِ تو تا جلوہ دہد خود را — بر ساختہ از بر دل آئینہ گری دیگر

بر مارکۂ محشر آہِ نہ زند عاشق — ہر دم اگرش سوئے تو در مُقری دیگر

آں مے کہ بما دادی در روز الست اے دوست — لطف وکن و ما را دہ جامِ قدری دیگر

در خدمتِ خلق گر دد مردانہ کمر بندی — بخشد بتو ہر لحظہ تاج دکمری دیگر

در خانۂ بے روزن یعنی لحدِ تاریک — بر جان تو خواہد تافت شمش و قمری دیگر

یا رب تو بہ مشتِ خاک از بسکہ نظر داری — بیدہ شدہ ہر لحظہ صاحب نظری دیگر

تو من تن و جان و دل از رہ گذری عشقت — عشرت نتواں کردن از رہ گذری دیگر

در آئینہ دل دیدہ محیؔ رُخِ یار و گفت

اے ذکر ترا در دل ہر دم اثری دیگر

(١٤٠)

طبل بجوا کر کیا اعلان یہ نزدیک و دور
کاتبِ دستور بھی ہے مالکِ یومِ النشور

قبر میں جب جائیں گے تو حشر میں اُٹھنا ہے
رحمتِ حق ہو نہ گر تو قبر میں کیا آئے نور

شوق سے جب طے کروں گا پڑھ کہ میں راہِ صراط
اُس گھڑی ہر سمت ہو گی شورشِ یومِ النشور

اے کہ تو حسنِ ازل کا طالبِ دیدار ہے
مَیں نے تجھ کو اِذن بخشا ہے کہ دیکھے روئے حور

میں شرابِ معرفت سے مست آیا ہوں یہاں
میرا ساقی ربِّ کعبہ اور بادہ ہے طہور

گر نظر آ جائے میرے نور کا جلوہ تجھے
تو بھی جل جائے گا جیسے جل گیا ہے کوہِ طور

محو ہو جاتی ہیں آنکھیں جلوۂ بیتاب میں
پردہ آنکھوں سے ہٹاتا ہے جو اُسکا دستِ نور

جو تمہارے پاس ہے وہ پا گیا آبِ بقا
کچھ نہ حاصل کر سکا جو رہ گیا ہے دور دور

مل گیا جو مژدۂ وصلِ خدا زیرِ زمیں
جان تن مردہ میں آئی بیشتر از نفخ صور

بن سنور کر حورِ جنّت بھی جو آئے سامنے
آنکھ کیا اُٹھے گی اُسکی دوست ہو جب خود غیور

قصرِ جنّت کو بھی کر دے مست یا زیر و زبر
پھر بھی اُس کی ذات ہو گی بے خطا و بے قصور

قصر میں فردوس کے ہو لاکھ گر خوشبوئے مشک
سوختہ دل کی مہک ہو جائے گی مثلِ بخور

لوگ ہیں ماتم کناں باہم فراقِ دوست میں
مجی کب کرتا ہے ماتم اور کب کرتا ہے شور

واسطے مہربانی حق تعالیٰ و (۴۰) بادشاہ پچاس مرتبہ پڑھیں

غوث پاک کی یہ غزل غالباً کتابت کی غلطی کی وجہ کر بحر میں شایع نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے اس غزل میں کوئی تصرف نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن اس غزل کا اردو ترجمہ مخصوص بحر میں شایع کیا گیا ہے۔ تاکہ وزن برقرار رہے۔

طبل قیامت بکوفت آں ملک نفخ صور
کاتبِ منشور ماست مالکِ یوم النشور

سر لحد بر زدیم خیمہ بہ محشر زدیم
بے خدا اندر لحد چند بباشم صبور

از سر شوق و نشاط پای نہم بر صراط
تازِ دم گرم ماگرم شود آں نشور

ایکہ ندادمی تو مال در طلب آں جمال
ماتو بگذاشتیم و دیدنِ دیدار حور

مست خدا ئیم ما کے بخود آئیم ما
ساقیِ ماچوں خداست بادہ شراب طہور

نوریاں در نظر زانکہ تجلی حق
باتو کند انچہ کرد با حجرۂ کوہ طور

وقت تجلّی ازو دیدۂ بینا مجوی
او چو نماید جمال چشم تراز دست نور

ہر کہ بہ نزدیک اوست دولتِ جاوید یافت
روی سعادت ندید آنکہ ازو ماند دور

مژدۂ وصل خدا گر بلحد بشنویم
زندہ شود جان و تن بیشتر از نفخ صور

حور چو آرا کنند رو بسوِ ما کنند
چشم نگہدار ازاں دوست بود غیور

مست تو قصر بہشت کردہ بزیر و زبر
ورنہ کند زانکہ نیست مستی او بس بقصور

گرچہ قصر بہشت کردۂ عنبر سرشت
از جگر سوختہ مے برم آنجا بخور

مے کندم بہر دوست ہر نفسی ماتمی
محیؔ ماتم زدہ کے کند اے دوست شور

بر زدم

گرما گرم

ایکہ ندادی تو در در ۔ درطلب آں جمال

نوریاں

بر کہ

کنند
بسوئے ما کنند

دیدہ نگہدار ہم برد باز منش احد غیور

واسطے مغفرت باری تعالیٰ پچاس مرتبہ پڑھیں

۳۹

عشق و بدنامی و درد و غم بما شد یار غار
تا محمدؐ وار باشد عاشقاں را چار یار

آرزوئے یار داری یار می گوید بیا
تا کند دلداریئے تو در دلِ شب ہائے یار

چشم تریک نیم شب گو اے خدا در من نگر
پس شبا روز کے نظر را شصت وصی صد بیشمار

یار گفت ہر جا کہ باشی با توام یادت کنم
از چنیں یارِ فرامش کردۂ تو یاد دار

روح تو مر غیست کز نزدِ خدا آمد بتن
بے خدا مرغی خدائے را کجا باشد قرار

ساقیا زاں مے کہ گفتی مید ہم در آخرت
کم نخواہد شد کہ در دنیا کنی جامے نثار

کارواں ہا در بیاباں ہا ہلاک انداز عطش
ابر رحمت را بیار د قطرۂ چندیں بہار

باز دارد شبشہائے مے صراحی ہائے شاہ
اُشترِی مستی کہ نہ افسار دارد نہ مہار

شاہ می گوئی کہ مارا حاضرِ قندیل باش
عاشقِ مجنون و مستم آہ دوست از من مدار

خاک آدم رازِ تو تسخیر مے کردہ ہنوز
کو فتادہ بر سرِ مستان حضرت این خمار

بر سرِ ہر موئے مشتاقاں زبانِ دیگر ست
درمیانِ عاشقاں انداز خود را روز یار

در دلِ شب ہا بگریم گویم آں دلدار را
یا دلِ دہ یا دلِ کز بے دلاں بردے بیار

گر زسم رود زبد و زخ قصۂ خود گو بکش
تا بگرید بر منِ بے چارہ آتش زار زار

تا قیامت محیؔ خواہد خواند ایں ابیات را
خلق عالم ہم بپاکی می روند ہم پائیدار

(۳۹)

عشق و یار نامی دردِ غم میں اپنے یارِ غار
جو محمدؐ کے لئے تھے عاشقوں میں چار یار

آرزو رکھ یار کی ایسی کہ وہ خود ہی بلائے
وہ کرے دلداری تیری آئے جب شبہائے تار

چشمِ تر اک نیم شب کہہ دیکھ مولا اک نظر
پھر کسی شب مہرباں ہوں تین سو اور ساٹھ یار

یار بولا تو جہاں ہے یاد کرتا ہوں تجھے
بھولنے والے مجھے تو یاد آیا بار بار

روح کا طائر خدا کے حکم سے ہے تن میں آ
بے خدا یہ طائرِ جنت کہاں پائے قرار

ساقیا وہ مے کہ تو دیگا مجھے روزِ حساب
کم نہ ہوگی تو یہاں کر دے جو اک ساغر نثار

کارواں جب پیاس سے صحرا میں ہوتا ہے ہلاک
ابرِ رحمت بھیج کر لاتا ہے بوندوں سے بہار

جام و مینا آگے رکھ کر یوں ہوا سلطان مست
اونٹ ہو مستی میں جیسے بے نکیل اور بے مہار

شاہ کا فرمان ہے قندیل کے تو پاس رہ
مست بے خود ہوں نہ لے تو آہ میری میرے یار

خاک آدم میں ملا ڈالی ہے جب تو نے شراب
ہے اُسی مے کا سرمستانِ حضرت میں خمار

عاشقوں کا ہر سرِ مو بن چکا ہے اک زباں
شوق میں دیدار کے بیتاب ہیں لیل و نہار

راتوں کو رو رو کے کہتا ہوں میں اکثر یار سے
یا تو دل دے یا مجھے بے دل ہی کر پروردگار

میں کسی دن چھیڑ دوں جو دوزخ میں اپنی داستاں
آتشِ دوزخ بھی روئے فرطِ غم سے زار زار

حشر تک محیؔ پڑھے جو اپنے ان اشعار کو
نقشِ پا پہ گر مرے دنیا چلے ہو دیندار

(۳۸)

دوست کہتا ہے کہ اے عاشق نہ ہو تو ناصبور
مجھ کو پانے کیلئے تو صبر کر تا نفخ صور

مجلسِ مخصوص میں حاصل ہو دیدارِ خدا
عاشقوں کا دل اگر جلنے لگے مثلِ بخور

جب وہ خوابِ ناز سے بیدار کرتا ہے مجھے
مَیں یہ کہتا ہوں خطائیں بخشدے ربِّ غفور

گور گہوارہ ہے تیرا اور دایہ لطف دوست
چین سے آرام کرتا رہ تُو تا یومِ النّشور

نورِ ایماں ہو اگر، دل بارگاہِ نور ہے
روشنی بکھرے تو ہوں ساری فضائیں نور نور

اے گنہگارو تمہیں بخشیگا ربِّ ذوالجلال
پوستیں ملبوس رکھّو یا کہ سنجاب دسمور

تیری صورت کی خبر رکھے اگر نورِ خدا
زرد دیئے رُخ بھی بنے گی سرخیٔ رُخسار حور

حورِ عیں کے رُخ پہ تِل ہو گا سیہ رنگِ بلال
ہیں یہ مشّاطہ ہوا ہے حبش میں جنکا ظہور

یہ تجلّی سے ندا آئی کہ اے اب دیکھ لے
مدّتوں تک تُو تصوّر میں رہا میرے حضور

چھوڑ کر دنیا اِدھر آ بیٹھو اے مَیں کردوں
خوش ہو اے محیؔ کہ طے تو نے کیا یہ راہ دور

واسطے حاصل ہونے دیدار حق تعالیٰ سات بار پڑھیں

(۳۸)

دوست می گوید کہ اے عاشق اگر داری صبور | از فراقِ ما منال و صبر کن تا نفخ صور
اندر آں مجلس کہ بیند خلق دیدارِ خدا | از جگرہائے کبابِ عاشقاں باشد بخور
آنکہ از خوابِ خوش شست بیدار می سازد متم | چوں بگوئی تو گناہ ہا نم بیامرز اے غفور
گور گہوار ست تو طفلی و دایہ لطفِ دوست | خوش بخوابا یند و خوابت داد تا یوم النشور
نورِ ایماں در دل و دل بارگاہِ نورِ حق | خوش چراغی گر دہد در پیش نورُ النور نور
اے گنہگاراں شمارا بیشک آمرزد خدا | بہ بود از پوستینِ کیش سنجاب و سمور
داد از نورِ الٰہی چہرۂ تو آگہی | زردیِ روئے تو باشد سرخیئے رخسارِ حور
حورِ عیں خالِ سیہ زد بر رخ از رنگِ بلال | از حبش بنگر چہ خوش مشاطۂ کردہ ظہور
در تجلّی ایں ندا آمد کہ خواہد دید تم | ہر کہ بر منِ خاطرِ خود کرد شب روزِ حضور

چوں بروں آئی زِ دنیا پیشوا آیم ترا

گویم اے محیِ خوشِ چوں کوفتی ایں راہ دور

(۳۷)

گر نہو جنّت کے گلشن میں اُمیدِ وصلِ یار ‏ تیرے عاشق قعرِ دوزخ ہی کرینگے اختیار

حورِ عیں کو تو نے بخشا ہے جمالِ باکمال ‏ بے نقاب اپنی تجلّی تو نہ کرنا بار بار

حور کی جانب نہ دیکھیں تیرے عابد بھولکر ‏ تیرے ہی دیدار کا ہے عاشقوں کو انتظار

اے خدا اک جام دے لبریز صہبائے طہور ‏ جس میں تلخی ہو نہ تندی ہو نہو موجِ خمار

اِک تجلّی حُسن کی دوزخ میں آجائے اگر ‏ پھول رنگا رنگ کے کِھلنے لگیں گے سو ہزار

عاشقوں کے زرد رُخ رنگیں کرینگے روزِ حشر ‏ خُلد کے وہ تختِ زرّیں اور قصرِ زرنگار

سایۂ طوبیٰ و جنت حوض کوثر میں کہاں ‏ وہ حلاوت کہ عطا کرتا ہے وصلِ کردگار

اُس کی وہ خلوت جہاں جبریل بھی پائیں نہ راہ ‏ جاتے ہیں سلمان فارس اور بلالِ زنجبار

پرورش ہے جسم کی جنّت کی نعمت سے مگر ‏ روح کو کرتی ہے تازہ اور زیارت کردگار

جب اُٹھا کر قبر کی مٹّی سے دکھلائیگا حُسن ‏ خلق کی آنکھوں میں بھر جائیگا پھر گرد و غبار

وعدۂ دیدار تو گر قصرِ دوزخ میں کرے ‏ آتشِ دوزخ کا پھر سرمہ لگائے خلق زار

محیؔ گر تم دیکھنا چاہو جمالِ ذوالجلال

دامنِ مرداں پکڑ لو صبر کر لو اختیار

واسطے روشنائیِ دل اکیس مرتبہ پڑھیں ۳۷

گر نخواہد بود اندر صد جنّت وصلِ یار | قعرِ دوزخ عاشقاں خواہند کردن اختیار

حور عیں ہر چند میدارد جمالِ باکمال | تو برابر با تجلیٔ جمالِ حق مدار

عابداں نظارہ نتواں کرد یک تو در بہشت | گر بدارد عاشقانِ مست را در انتظار

جام مالا مال در دہ اے خدا خمرِ طہور | اندرونِ لغو باشد نے صداعِ نے خمار

گر بیفتد در جہنم یک تجلیٔ جمال | بشگفد گل ہائے رنگا رنگ در وے صد ہزار

روئے زردِ عاشقاں رنگیں کند در روزِ حشر | تختِ زرینِ بہشت فخا ہائے زرنگار

سایٔ طوبیٰ و جنّت حوض کوثر را کجاست | از حلاوت ہا کہ باشد در وصالِ کردگار

اندروں خلوت کہ آنجا رہ نیابد جبرئیل | میرود از فارس و سلماں بلال از زنگ بار

تن بہ نعمت ہائے جنّت می شود پرورده لیک | جاں بیاید پرورش از دیدنِ پروردگار

گر برانگیزی زِ خاکِ گور دینمائی جمال | خلق مسکیں را زِ گریہ دیدہ ہا گرد و غبار

وعدۂ دیدار گر در قعرِ دوزخ می کنی | می کشند در چشم آتش را خلائق سرمہ دار

محیؔ گر دیدار جہت یابدت از عزّ و جل

دامنِ مرداں بگیر و صبر کن تا روزِ بار

(۳۷)

گر نہو جنّت کے گلشن میں اُمیدِ وصلِ یار
تیرے عاشق قعرِ دوزخ ہی کرینگے اختیار

حورِ عیں کو تو نے بخشا ہے جمالِ باکمال
بے نقاب اپنی تجلّی تو نہ کرنا بار بار

حور کی جانب نہ دیکھیں تیرے عابد بھولکر
تیرے ہی دیدار کا ہے عاشقوں کو انتظار

اے خدا اک جام دے لبریز صہبائے طہور
جس میں تلخی ہو نہ تندی ہو نہو موجِ خمار

اِک تجلّی حُسن کی دوزخ میں آجائے اگر
پھول رنگا رنگ کے کھِلنے لگیں گے سو ہزار

عاشقوں کے زرد رُخ رنگیں کرینگے روزِ حشر
خُلد کے وہ تختِ زرّیں اور قصرِ زرنگار

سایۂ طوبیٰ و جنت حوض کوثر میں کہاں
وہ حلاوت کہ عطا کرتا ہے وصلِ کردگار

اُس کی وہ خلوت جہاں جبریل بھی پائیں نہ راہ
جاتے ہیں سلمان فارس اور بلالِ زنگبار

پرورش ہے جسم کی جنّت کی نعمت سے مگر
روح کو کرتی ہے تازہ اور زیارت کردگار

جب اُٹھا کر قبر کی مٹّی سے دکھلائیگا حُسن
خلق کی آنکھوں میں بھر جائیگا پھر گرد و غبار

وعدۂ دیدار تو گر قصرِ دوزخ میں کرے
آتشِ دوزخ کا پھر سرمہ لگائے خلق زار

مجیؔ گر تم دیکھنا چاہو جمالِ ذوالجلال
دامنِ مرداں پکڑ لو صبر کر لو اختیار

واسطے حاصل ہونے دیدارِ حق تعالیٰ سات بار پڑھیں

(۳۸)

دوست می گوید کہ اے عاشق اگر داری صبور — از فراقِ ما منال و صبر کن تا نفخِ صور

اندر آں مجلس کہ بیند خلق دیدارِ خدا — از جگرہائے کبابِ عاشقاں باشد بخور

آنکہ از خوابِ خوش شکست بیدار می سازد منم — چوں بگوئی تو گناہانم بیامرز اے غفور

گور گہوارست تو طفلی و دایہ لطفِ دوست — خوش بخوابانید در خوابت دادتا یوم النشور

نورِ ایماں در دل و دل بارگاہِ نورِ حق — خوش چراغی گرد ہد در پیش نور النور نور

اے گنہگاراں شمارا بیشک آمرزد خدا — بہ بود از پوستینِ کیش سنجاب و سمور

داد از نورِ الٰہی چہرۂ تو آگہی — زردئ روئے تو باشد سرخیئے رخسارِ حور

حورِ عیں خالِ سیہ زد بر رخ از رنگِ بلال — از حبش بنگر چہ خوش مشاطۂ کردہ ظہور

در تجلی ایں ندا آمد کہ خواہد دید تم — ہر کہ بر من خاطرِ خود کرد شب روزِ حضور

چوں بروں آئی زِ دنیا بیشوا آیم ترا

گویم اے محی خوش چوں کوفتی ایں راہ دور

(۴۸)

دوست کہتا ہے کہ اے عاشق نہ ہو تو ناصبور
مجھ کو پانے کیلئے تو صبر کر تا نفخِ صور

مجلسِ مخصوص میں حاصل ہو دیدارِ خدا
عاشقوں کا دل اگر جلنے لگے مثلِ بخور

جب وہ خوابِ ناز سے بیدار کرتا ہے مجھے
مَیں یہ کہتا ہوں خطائیں بخشدے ربِّ غفور

گور گہوارہ ہے تیرا اور ردایہ لطف دوست
چَین سے آرام کرتا رہ تو تا یومِ النّشور

نورِ ایماں ہو اگر، دل بارگاہِ نور ہے
روشنی بکھرے تو ہوں ساری فضائیں نور نور

اے گنہگارو تمہیں بخشیگا ربِّ ذوالجلال
پوستیں ملبوس رکھّو یا کہ سنجاب و سمور

تیری صورت کی خبر رکھے اگر نورِ خدا
زر دیئے رُخ بھی بنے گی سرخیٔ رُخسارِ حور

حورِ عیں کے رُخ پہ تِل ہو گا سیہ رنگِ بلال
ہیں یہ مشّاطہ ہوا ہے جشن میں جنکا ظہور

یہ تجلّی سے ندا آئی کہ اے اب دیکھ لے
مدّتوں تک تو تصوّر میں رہا میرے حضور

چھوڑ کر دنیا اِدھر آ بیٹھو ائی ہمیں کردں
خوش ہو اے محیؔ کہ طے تو نے کیا یہ راہ دور

(۳۹)

عشق و بے نامی و درد و غم ہیں اپنے یارِ غار
جو محمدؐ کے لئے تھے عاشقوں میں چار یار

آرزو رکھ یار کی ایسی کہ وہ خود ہی بلائے
وہ کرے دلداری تیری آئے جب شبہائے تار

چشمِ تَر اک نیم شب کہہ دیکھ مولا اک نظر
پھر کسی شب مہرباں ہوں تین سو اور ساٹھ بار

یار بولا تو جہاں ہے یاد کرتا ہوں تجھے
بھولنے والے مجھے تو یاد آیا بار بار

روح کا طائر خدا کے حکم سے ہے تن میں آپ
بے خدا یہ طائرِ جنت کہاں پائے قرار

ساقیا وہ مے کہ تو دیگا مجھے روزِ حساب
کم نہ ہوگی تو یہاں کر دے جو اک ساغر نثار

کارواں جب پیاس سے صحرا میں ہوتا ہے ہلاک
ابرِ رحمت بھیج کر لاتا ہے بوندوں سے بہار

جام و مینا آگے رکھ کر یوں ہوا سلطان مست
اونٹ ہو مستی میں جیسے بے نکیل اور بے مہار

شاہ کا فرمان ہے قندیل کے تو پاس رہ
مست بے خود ہوں نہ لے تو آہ میری میرے یار

خاک آدم میں ملا ڈالی ہے جب تو نے شراب
ہے اُسی مے کا سَرِ مستان حضرت میں خمار

عاشقوں کا ہر سرِ مُو بن چکا ہے اِک زباں
شوق میں دیدار کے بیتاب ہیں لیل و نہار

راتوں کو رو رو کے کہتا ہوں میں اکثر یار سے
یا تو دل دے یا مجھے بے دل ہی کر پروردگار

میں کسی دن چھیڑوں جو دوزخ میں اپنی داستاں
آتشِ دوزخ بھی روئے فرطِ غم سے زار زار

حشر تک محیؔ پڑھے جو اپنے ان اشعار کو
نقشِ پا پہ گر مرے دنیا چلے ہو دیندار

واسطے مغفرت باری تعالیٰ پچاس مرتبہ پڑھیں

(۳۹)

عشق و بدنامی و درد و غم بما شد یار غار
تا محمدؐ دار باشد عاشقاں را چار یار

آرزوئے یار داری یار می گوید بیا
تا کند دلدار پیئے تو در دلِ شب ہائے یار

چشم تریک نیم شب گو اے خدا در من نگر
پس شبا روزے نظر را شصت وصی صد بیشمار

یار گفت ہر جا کہ باشی یا توام یادت کنم
از چنیں یارِ فرامش کردۂ تو یاد دار

روح تو مر غنیمت کز نزدِ خدا آمد بتق
بے خدا مرغی خدائے را کجا باشد قرار

ساقیا زاں مے کہ گفتی میدہم در آخرت
کم نخواہد شد کہ در دنیا کنی جامے نثار

کارداں ہا در بیاباں ہا ہلاک انداز عطش
ابر رحمت را بیار د قطرۂ چندیں بہار

باز دارد شیشہائے مے صراحی ہائے شاہ
اُشتری مستی کہ نہ افسار دارد نہ مہار

شاہ می گوئی کہ مارا حاضرِ قندیل باش
عاشقِ مجنون و مستم آہ دوست از من مدار

خاک آدم رازِ تو تسخیرِ مے کردہ ہنوز
کو فتادہ بر سرِ مستان حضرت ایں خمار

بر سرِ ہر موئے مشتاقاں زبانِ دیگر ست
درمیانِ عاشقاں انداز خود را در زیار

در دلِ شب ہا بگریم گویم آں دلدار را
یا دلِ دہ یا دلِ کز بے دلاں بروے بیار

گر رسم روز بد زرخ قصۂ خود گو کشش
تا بگرید بر منِ بے چارہ آتش زار زار

تا قیامت محیؔ خواہد خواند ایں ابیات را
خلق عالم ہم بیک می روند ہم پائیدار

واسطے مہربانی حق تعالیٰ و (۴۰) بادشاہ پچاس مرتبہ پڑھیں

غوث پاک کی یہ غزل غالباً کتابت کی غلطی کی وجہ کر بحر میں شایع نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے اس غزل میں کوئی تصرف نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن اس غزل کا اردو ترجمہ مخصوص بحر میں شایع کیا گیا ہے۔ تاکہ وزن برقرار رہے۔

طبل قیامت بکوفت آں ملک نفخ صور — کاتب منشور ماست مالکِ یوم النشور

سر لحد بر زدیم خیمہ بہ محشر زدیم — بے خدا اندر لحد چند بباشم صبور

از سر شوق و نشاط پای نہم بر صراط — تازِ دم گرم ما گرم شود آں نشور

ایکہ ندادمی تو مال در طلب آں جمال — ما بتو بگذاشتیم و دیدنِ دیدار حور

مست خدائیم ما کے بخود آئیم ما — ساقیِ ما چوں خداست بادہ شراب طہور

نور عیان در نظر زانکہ تجلے حق — یا تو کند انچہ کرد با حجرۂ کوہ طور

وقت تجلّی ازو دیدۂ بینا مجوی — او چو نماید جمال چشم ترا زدست نور

ہر کہ بہ نزدیک اوست دولتِ جاوید یافت — روی سعادت ندید آنکہ ازو ماند دور

مژدۂ وصل خدا گر بلحد بشنویم — زندہ شود جان و تن پیشتر از نفخ صور

حور چو آرا کنند رو بسوِ ما کنند — چشم نگہدار ازاں دوست بود غیور

مست تو قصر بہشت کردہ بزیر و زبر — ورنہ کند زانکہ نسبت ہستی او بس بیقصور

گرچہ قصر بہشت کردۂ عنبر سرشت — از جگر سوختہ مے برم آنجا بخور

مے کندم بہر دوست ہر نفسی ماتمی
محیؔ ماتم زدہ کے کند اے دوست شور

برزدم

گرما گرم

ایکہ ندادی تو در در — در طلب آں جمال

نور عیاں

برکہ

دیدہ ما زو کہ ہم برد باز منش آمد غیور

بسوئے ما کنند

(۴۰)

طبل بجا کر کیا اعلان یہ نزدیک و دور
کاتبِ دستور بھی ہے مالکِ یوم النشور

قبر میں جب جائیں گے تو حشر میں اٹھنا ہی ہے
رحمتِ حق ہو نہ گر تو قبر میں کیا آئے نور

شوق سے جب طے کروں گا بڑھ کہ میں راہِ صراط
اُس گھڑی ہر سمت ہو گی شورشِ یوم النشور

اے کہ تو حُسنِ ازل کا طالبِ دیدار ہے
مَیں نے تجھ کو اِذن بخشا ہے کہ دیکھے روئے حور

میں شرابِ معرفت سے مست آیا ہوں یہاں
میرا ساقی ربِّ کعبہ اور بادہ ہے طہور

گر نظر آ جائے میرے نور کا جلوہ تجھے
تو بھی جل جائیگا بے جیسے جل گیا ہے کوہِ طور

محوِ ہو جاتی ہیں آنکھیں جلوۂ بیتاب میں
پردہ آنکھوں سے ہٹاتا ہے جو اُسکا دست نور

جو تمہارے پاس ہے وہ پا گیا آبِ بقا
کچھ نہ حاصل کر سکا جو رہ گیا ہے دور دور

مِل گیا جو مزدۂ وصلِ خدا زیرِ زمیں
جان تن مردہ میں آئی پیشتر از نفخ صور

بن سنور کر حورِ جنّت بھی جو آئے سامنے
آنکھ کیا اُٹھے گی اُسکی دوست ہو جب خود غیور

قصرِ جنّت کو بھی کردے مست یا زیر و زبر
پھر بھی اُس کی ذات ہو گی بے خطا و بے قصور

قصر میں فردوس کے ہو لاکھ گر خوشبوئے مشک
سوختہ دل کی مہک ہو جائے گی مثلِ بخور

لوگ ہیں ماتم کناں پیہم فراقِ دوستاں میں
مجی کب کرتا ہے ماتم اور کب کرتا ہے شور

واسطے مہربان ہونے اللہ کے اور بادشاہ کے گیارہ مرتبہ پڑھیں

(۴۱)

اے ذکر ترا در دل ہر دم اثری دیگر — وے از تو بملکِ جاں دارم خبری دیگر

از تیرِ ملامت ما داریم دل مجروحِ — جز لطف تو ما را نیست واللہ سری دیگر

سلطان جمالِ تو تا جلوہ دہد خود را — بر ساختہ از بر دل آئینہ گری دیگر

بر مار کنۂ محشر آہِ نہ زند عاشق — ہر دم اگرش سوئے تو در مُقری دیگر

آں مے کہ بما دادی در روز الست اے دوست — لطف و کن و ما را دہ جامِ قدری دیگر

در خدمتِ خلق گر دد مردانہ کمر بندی — بخشند بتو ہر لحظہ تاج و کمری دیگر

در خانۂ بے روزن یعنی لحدِ تاریک — بر جان تو خواہد تافت شمش و قمری دیگر

یارب تو بہ مشتِ خاک از بسکہ نظر داری — بیدہ شدہ ہر لحظہ صاحب نظری دیگر

تو من تن و جان و دل از رہ گذری عشقت — عشرت نتواں کردن از رہ گذری دیگر

در آئینہ دل دیدہ محی رُخِ یار و گفت

اے ذکر ترا در دل ہر دم اثری دیگر

(۴۱)

یہ ذکر ترا دل میں رکھتا ہے اثر دیگر
اور عالمِ روحانی رکھتا ہے خبر دیگر

تیروں سے ملامت کے مجروح ہے دل میرا
بجز لطف و کرم تیرے کب ہوگا مفر دیگر

جب تک وہ شہہِ خوباں جلوہ نہ دکھائیگا
دل کیلئے کب ہوگا اک آئینہ گر دیگر

ہنگامۂ محشر میں عشاق بھرے آہیں
واں تیرے سوا ہوگا نہ راہ گذر دیگر

یوں تو مجھے بخشی ہے مے روزِ ازل تو نے
اک اور دے پیمانہ کر ایک نظر دیگر

رہ خلق کی خدمت میں تو عزم جواں مردی
بخشے گا خدا تجھ کو پھر تاج گہر دیگر

وہ خانۂ بے روزن یعنی تری تربت میں
چمکینگیں ترے دل پر پھر شمش و قمر دیگر

یارب جو نظر رکھے تو خاک پہ ہستی کی
اس خاک سے پیدا ہو پھر اہل نظر دیگر

جب راہِ محبت میں رکھا دل و جاں میں نے
راحت نہیں دیتی ہے یہ راہ گذر دیگر

دیکھا جو محیؔ دل میں تصویر تو یہ بولے
اے حسن تو رکھتا ہے اک اور اثر دیگر

واسطے توفیق پانے شکر باری تعالیٰ ہر روز پچاس بار پڑھیں

۴۲

اے کہ می نالی زِ دوراں جو ریاری من نگر
اضطراب از من نگر صبر و قراری من نگر

جانبِ گلشن مرو کاں یک دو روزے بیش نیست
پُر زِ اشکِ لالہ گوں دائم کناری من نگر

اے کہ می گوئی ندادم دل بخوباں ہیچ گہہ
سوئے میداں آئی و ترکِ شہسواری من نگر

سینہ ام پُر داغ و چہرہ گل گل از خوناب اشک
یک زماں سوئے من آ باغ و بہاری من نگر

باشدت رحمی فتد در دل بیائی سوئے من
حال زاری من ببیں شخصِ نزاری من نگر

گر تو داری میل خوباں دیدۂ عبرت کشا
سینۂ پُر سوز و چشم و اشک باری من نگر

شکر کن محیؔ کہ در راہِ تو خار بیش نیست
ہر طرف صد کوہ غم در رہگذاری من نگر

۴۲

رونے والے یاد کی بیداد باری میری دیکھ
صبرِ استقلال میرا بے قراری میری دیکھ

جانبِ گلشن نہ جا دو دن ٹھہر میرے لئے
میرے آنسو لالہ گوں ہیں اشک باری میری دیکھ

تو یہ کہتا ہے کہ دل کب حسن کو میں نے دیا
جانبِ میداں نکل کر شہسواری میری دیکھ

سینہ میرا داغ سے پُر چہرہ گُل گوں اشک سے
آکے تُو میری طرف فصلِ بہاری میری دیکھ

رحم کی شدّت بڑھے تو میرے اُجڑے دل میں آ
میری صورت کو نہ تک اب آہ و زاری میری دیکھ

گر تُو مائل حُسن پر ہے دیدۂ عبرت تو کھول
میرے دل کا سوز پیارے اشک باری میری دیکھ

شکر کر محؔی کہ تیری راہ میں کانٹے نہیں
میرے آگے کوہِ غم ہے رہ گذاری میری دیکھ

واسطے پانے عزت دین و دنیا اکثر روزانہ پڑھیں

۴۳

اس غزل میں پانچ اشعار حذف ہیں

ہر کہ در پیش تو بر خاک بمالد رُخسار | ملک کونین مسخّر بودش لیل و نہار
دگراں گر بقدم بر سرِ کوئے تو زنند | من بسر بر سرِ کوئے تو روم مجنون زار
در کشائی کہ تو محبوب کریم افتادست | می نماید بتو ہر دم زِ زمیں رُو دیدار
حق آنست کہ سوزند دہندش برباد | بس کہ خاکسترِ او جوش کند دریا یار
کاسۂ کوئے تو از لطفِ خدا بر درِ دیر | تا کہ کافر بکشاید زِ میانش زنّار
جوشِ مے می زد و می گفت کہ چوں مست شوم | ہیچ ہم صحبتِ خود را نگذارم ہشیار
عشقِ حق می رود اندر دلِ ہر عاشقِ زار | بادہ اندر رگ و پے بیش ندارد رفتار
در ہمہ مذہبِ ملّت مئے عشقت حلال | زانکہ بی او نتواں دید خدا را دیدار

ہمدمِ ما مشو اے محیؔ کہ در آخر کار
بے گنہ کشتنِ ما و بخشش ست بر سردار

اس غزل کے بعد ۳۰ غزلیں حذف ہیں

(۴۳)

تیرے آگے جو ملے خاک پہ اپنا رخسار — کیوں نہ کونین کو تابع کرے وہ لیل و نہار

دوسرے جاتے ہیں چل کر ترے کوچہ میں مگر — سر کے بل جاؤں گا میں جھومتا دیوانہ وار

کھول دے در مرے محبوب کہ در پر ہوں گرا — یوں تو پردے سے کبھی دکھلاتا ہے اپنا دیدار

حق تو یہ ہے کہ وہ کرتے ہیں جلا کر برباد — جوش میں آتا ہے دریا جو اڑتا ہے غبار

در پہ بتخانہ کے کاسہ ہے پیہ لطف خدا — توڑ کر پھینک دے کافر بھی کمر سے زنّار

مست جب ہوتا ہوں کہتا ہے یہی جوشِ شراب — اسکی صحبت میں کوئی بھی نہیں رہتا ہشیار

عشق اللہ کا ہر دل میں سما جاتا ہے — بادہ رگ رگ میں سماتی نہیں ایسی زنہار

ہے سبھی مذہب و ملت میں مئے عشق حلال — بے پئے اسکے نہیں ہوتا خدا کا دیدار

ساتھ میرے نہ ہولے محی کہ آخر اک دن

بے گنہ مر کے بہار جھولنا ہے بر سر دار

۴۸۶
۹۲

واسطے توفیق پانے عبادت باری تعالے وعشق الٰہی پچاس مرتبہ پڑھیں

(۴۴)

در اشعار حزف ہیں

شب ہمہ شب باتو می گوئیم راز

تو بغفلت پائے ہا کردہ دراز

اے زما کردہ فراموش گوئیا

سوئے ما ہرگز نخواہی گشت باز

خیز و ترکِ خواب کن تا نیم شب

ما و تو بایک دگر گوئیم راز

بے نیازم از تو و از طاعات تو

با نماز و روزہ تو چندیں مناز

تو نیاز آور برائے من کہ نیست

طاعتِ شائستہ تو سربستہ راز

محی گر کارے نہ کردم غم مخوار

من ترا ہم کارم و ہم کارساز

۷۸۶
۹۲

(۴۴)

رات بھر کہتا ہوں تجھ سے دل کا راز

تو ہے غفلت میں بچھا دن پر دراز

میری باتوں کو بھلا دیتا ہے تو

میری باتوں سے ہے گویا بے نیاز

جاگ آدھی رات کو میرے لئے

بھاؤ تو کا رہ نہ جائے امتیاز

بندگی سے تیری ہوں میں بے نیاز

یوں نہ کر روزہ نمازوں پر تو ناز

ہو مری پرواہ تجھ کو یا نہ ہو

بندگی تیری ہے اک سربستہ راز

غم نہ کر محی کیا تیرا نہ کام

میں ترا ہم کام ہوں ہم کارساز

واسطے حاصل کرنے مغفرت باری تعالیٰ روزانہ پچاس مرتبہ پڑھیں

(دو مصرعہ کم ہیں) اردو رباعیات میں ابو سعید

۴۵

نومید مشو بندہ از رحمتِ ما ہرگز | زیرا کہ بغیر از ما کس نیست ترا ہرگز
خواہم ازیں عالم تو پاک شوی از جرم | ورنہ نفرستم تو اے بندہ بلا ہرگز
چوں سوختۂ امروز از درد فراقِ ما | در سوختنت فرداندہیم رضا ہرگز
من با توام اے عاشق تو نیز بمامی باش | ہرگز چو نشاید دوست از دوست جدا ہرگز
ہر چند کہ رُو از ما بر تافتی و رفتی | رُو از تو نمی تابد خود رحمتِ ما ہرگز
از درد فراقِ ما یک شب چو بروز آری | دیدار نہ پوشانم در روز لقا ہرگز
گر بر دلِ خود مارا روزے گذارنے تو | در دوزخِ پُر آتش ناریم ترا ہرگز
اے بندہ گناہِ تو خود دیدی و تو دانی | بر رُوتِ نیارم ہم در روز جزا ہرگز
اے جمع تہیدستاں حقا کہ نہ خواہم بست | من ایں درِ رحمت را بر روئے شما ہرگز

از بیم جدا بودن از دولتِ جاویداں
محیؔ نہ بود یکدم بے یادِ خدا ہرگز

(۴۵)

مایوس نہ ہو بندے رحمت سے ذرا ہرگز — غم خوار نہیں تیرا اب میرے سوا ہرگز

یہ میری تمنّا ہے تائب ہو گناہوں سے — بھیجوں گا نہ دنیا میں مَیں کوئی بلا ہرگز

تو آج جو جلتا ہے سوزِ غمِ ہجراں میں — کل ہوگی نہ محشر میں جلنے کی رضا ہرگز

ہمراہ ہوں مَیں تیرے ہمراہ تو رہ میرے — عاشق سے نہیں رہتا معشوق جدا ہرگز

ہر چند کہ جاتا ہے منہہ موڑ کے تو مجھ سے — تابندہ نہ ہوگا تو رحمت کے سوا ہرگز

دن رات تو جلتا ہے سوزِ غمِ فرقت میں — تجھ سے نہ چھپاؤں گا منہہ روزِ جزا ہرگز

ہر روز جو رکھے گا تو یاد مری دل میں — دوزخ نہ کبھی ہوگی آزار رسا ہرگز

تُو اپنے گناہوں سے واقف بھی اگر ہوگا — کھولوں گا نہ مَیں ان کو کل روزِ جزا ہرگز

تُو لاکھ خطائیں کر مَیں بند نہیں کرتا — رحمت کا یہ دروازہ تا روزِ جزا ہرگز

مانا کہ تو خائف ہے یہ دولتِ جاویداں
ملنے کو نہیں محیؔ بے یادِ خدا ہرگز

واسطے حاصل کرنے صدق اعتقاد بدرگاہ رب العزت ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

(۴۶)

تو لذّتِ عمل را از کار زار ما پرس

چار اشعار حذف ہیں - اور دیگر غزل کا حذف
غزل سے خوادہ ۱۵ ام دیوان نسخہ
میں ہیں

آئین سلطنت را از حال زار ما پرس

عاشق نئی چہ دانی دردِ فراق مارا

رو رو تو ایں مصیبت را سوگوار ما پرس

عشقیم قو قو ی من جنباند مرغ جاں برد

قو قوے سرّ ادرا از ہر شکار ما پرس

عاشق کہ از غمِ من کاہیدہ گشت جاں داد

ایں مرغزار ادرا از مرغزار ما پرس

تُو صاف دل چہ دانی نالیدنِ سحر گہہ

آئین دردمندی از درد خار ما پرس

دل از غمِ دو عالم فارغ کن دیس انگہ

آئی بہ پیش محیؔ از لطف یار ما پرس

(۴۶)

تم لذّتِ عمل کو محنت سے میری پوچھو

قانون حکمرانی حکمت سے میری پوچھو

عاشق جو ہو تو جانے یہ دردِ ہجر میرا

اس راہ کی وحشت کو حسرت سے میری پوچھو

شاہین عشق اڑے جب لے جائے مرغ جاں کو

یہ رازِ زورِ شاہیں وحشت سے میری پوچھو

عاشق جو میرے غم میں گھٹ گھٹ کہ جان دیدے

اب حالِ زار اس کا کلفت سے میری پوچھو

تُو صاف دل کیا جانے فریادِ سحر گاہی

آئینِ دردمندی حسرت سے میری پوچھو

دل دو جہان کے غم سے تم کرلو اپنا فارغ

لطف و کرم کو محؔی رحمت سے میری پوچھو

واسطے توفیق وبندگی وطاعت پانچ مرتبہ پڑھیں

(۴۷)

درجہاں امروز بے پروامباش | فارغ از اندیشۂ فردامباش
کشتیٔ پیدا کن ونبشیں درد | اے من از غرقاب ایں دریامباش
بیخبراز نالۂ شبہا مشو | غافل از احوال مظلوماں مباش
درپئے خود کن دعاگویان نیک | بدمکن با مرد ماں تنہا مباش
دل بسے در جنّت واخریٰ مبند | بے ہوائے جنت الماویٰ مباش
کار درویشاں ومسکیناں برآر | یاد کن از مرگ در دنیا مباش
نیکوئی کن تو ونیکو نام شو | بدمکن مشہور در ایذا مباش
داد خواہی را چو بینی داد دہ | در دکانِ جاہ بے سودا مباش
زیردستاں را تو از یاد مبیار | غرّۂ ایں فرق فرقدسا مباش

خلق را محیؔ تو ناصح گشتۂ
پیروِ ایں نفس ناپروا مباش

(۴۷)

ہوش میں آ طالب دنیا نہ رہ　　اور مسحورِ غمِ فردا نہ رہ

اپنی اک کشتی بنا اور اس میں بیٹھ　　غافل از غرقابیِٔ دریا نہ رہ

بے خبر تو نالۂ شب سے نہ رہ　　اور مظلوموں سے غافل سا نہ رہ

کر دعائیں اور نیکوکار بن　　بد نہ کر لوگوں میں تو تنہا نہ رہ

فکر دل میں جنّت و عقبیٰ نہ رکھ　　بے خبر کونین سے اَسلہ نہ رہ

حاجتیں پوری غریبوں کا تو کر　　موت سے غافل نہ ہو کھویا نہ رہ

نیکیاں کر نیک ناموں کی طرح　　بد نہ کر تو بانیِٔ ایذا نہ رہ

درد خواہوں کے لئے انصاف کر　　اس دکاں میں دیکھ بے سودا نہ رہ

زیردستوں کو نہ کر تو پائمال　　زور پر مغرور تو اتنا نہ رہ

خلق کو محیؔ نصیحت کرتا چل
نفس شرکش سے تو لاپروا نہ رہ

واسطے مغفرت گناہوں کے روزانہ سات بار پڑھیں

(۴۸)

دادمرا جان تو بادہ از جان خویش
کفر مرا کرد نام گوہر ایمان خویش

حضرتِ او نیم شب گوید کہ اے بوالعجب
ہیچ مکن آشکار کردہ پنہان خویش

گرچہ تو آلودۂ بندۂ ما بودۂ
بندہ ندارد پناہ جز درِ سلطان خویش

گر بتو گوید کسے کردۂ عصیاں بسے
رحمتِ بسیار من گوید برہان خویش

در بہ نہد دست رُو بر رخ تو نیک بد
رد نہ کنم من ترا خوانم خاصان خویش

در لحدِ تنگ تو صلح کنم جنگ تو
پیش تو روشن کنم شعلۂ تابان خویش

خانۂ زندان گور پُر بوَد از مور مار
من بنمایم در درِ رُو روضۂ رضوان خویش

دوزخِ زندان تن روئے نہد سوئے من
بر سرِ کیواں زنم خیمۂ ایوان خویش

کردمت اے بوالفضول نام ظلوم جہول
تا نفروشم بکس بندۂ نادان خویش

بارِ امانت من گراں بندہ تو ئی ناتواں

بار ترا میکشم محیٔ گیلان خویش

(۴۸)

شرابِ ناب سے تو نے حیات بخشی ہے — متاعِ کفر سے ایماں کی بات بخشی ہے

وہ آدھی رات کو کہنا کہ کھول مت اسکو — جو رازداری کی پوشیدہ بات بخشی ہے

گناہ گار ہے پھر بھی ہے بندۂ حق تو — کہ تیرے آقا نے تجھ کو نجات بخشی ہے

کوئی کہے کہ گنہگار ہے تو کہہ دینا — مجھے تو رحمتِ کُل کائنات بخشی ہے

جو رو کے ہوگیا نادم گناہ پر اپنے — بلندیوں کی اُسے کائنات بخشی ہے

لحدِ تنگ میں مَیں تجھ سے صلح کرلونگا — کہ تجھ کو مَیں نے تو خود اپنی ذات بخشی ہے

لحد کے کیڑے مکوڑوں سے خوف کیا تجھکو — کہ مَیں نے خُلد کی تجھ کو حیات بخشی ہے

جلا سکے گی نہ دوزخ کی آگ بھی تجھکو — کہ اپنے سایہ میں تجھ کو نجات بخشی ہے

کسی کا اور بناؤں مَیں تجھ کو ناممکن — کہ تجھ کو اپنی غلامی کی بات بخشی ہے

اٹھا سکے گا وہ ہر بار ناتواں ہو کر
کہ محیؔ جیلاں کو خود اپنی ذات بخشی ہے

٤٨٩
٩٢

واسطے مہربان ہونے باری تعالیٰ ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

(۴۹)

گر مرا جاں در بدن نبود بدن گو ہم مباش

اس غزل مولوی اشعر حذف

چونکہ یوسف نیست با من پیرہن گو ہم مباش

درمیان میں ۳ غزلیں حذف ہیں

گر بمیرم لا تَسترِ من ہم چناں دور افگند

چاک شد چوں جامۂ جانم کفن گو ہم مباش

گر چمن در خشک تر سوزد بگو آں ہم بسوز

چوں نباشد یار من سرو و سمن گو ہم مباش

چوں مرا رانی زِ کوئے خود مخواں یاری رقیب

از گلستاں گر رود بلبل زغن گو ہم مباش

مرگ با اللہ بہتر ست از زندگانی دور ازو

گر نہ بینم یار خود ایں زیستن گو ہم مباش

یک سرِ موئے مبادہ کم شنیدم گفتہ

کہ نباشد محیِؔ افگارِ من گو ہم مباش

(۴۹)

جسم میں گر جاں نہیں پھر یہ بدن ہو یا نہ ہو
جب نہ ہو یوسف تو اس کا پیرہن ہو یا نہ ہو

جب گڑھوں میں پھینک دو میّت مری نعش ہی کہیں
روح جب تن میں نہیں تو پھر کفن ہو یا نہ ہو

خشک ہو کر جب جلے گلشن تو جلنے دو اُسے
یار میرا جب نہ ہو سروِ سمن ہو یا نہ ہو

دَر سے اب مجھ کو ہٹا کر شادماں ہووے رقیب
جب نہ ہو بُلبُل چمن میں پھر زغن ہو یا نہ ہو

زندگی سے موت بہتر ہے خدا کی راہ میں
وہ نہ ہو جب سامنے پھر یہ بدن ہو یا نہ ہو

بال پھر بھی کم سنوں گر دوست کی آواز کو
جو زخموں سے مجھے اب سارا بدن ہو یا نہ ہو

واسطے حاصل کرنے جمعیت دن پچاس مرتبہ پڑھیں

قافیہ (ف) کی دو غزلیں حرف ش

(۵۰)

از خانماں آوارہ ام از دست عشق از دست عشق ... سرگشتہ و بیچارہ ام از دست عشق از دست عشق

کاش کے بودے عدم تا باز رستی از عدم ... من سوزم از تا سر تاپم از دست عشق از دست عشق

پروردہ کرم خانماں سرگشتہ ام گرد جہاں ... گشتم ضعیف و ناتواں از دست عشق از دست عشق

ہم نیم شب از گلخن تار دز سازم مسکن ... چوں گل خزن شد ایں دلم از دست عشق از دست عشق

ہر روز شب دیوانہ در گوشہ ویرانہ ... گویم بخود افسانہ از دست عشق از دست عشق

ایں سوئے واں سومی خرم سودائے خام می برم ... انگشت بدنداں می گزم از دست عشق از دست عشق

اے خواجہ مارا چوں شما صد فکر در بد کار رہا ... شد راست کار و بار من از دست عشق از دست عشق

آنکس نگیرم الفتے از خلق دارم وحشتے ... چو نم زہر کس تہمتے از دست عشق از دست عشق

محی خدارا خواں و بس ایں غم مگو با ہیچ کس
نعرہ مزن تو زیں سپس از دست عشق از دست عشق

(۵۰)

خانماں برباد ہوں اس عشق کے ہاتھوں سے مَیں
ہوں پریشان و بیچارہ عشق کے ہاتھوں سے مَیں

کاش کے رہتا عدم میں نعمت و راحت سے مَیں
جل رہا ہوں سر سے پا تک عشق کے ہاتھوں سے مَیں

پرورش میں نفس کی پھرتا ہوں مَیں گرد جہاں
ناتواں بے خانہ ہوں اس عشق کے ہاتھوں سے مَیں

آدھی شب سے بھاڑ میں مسکن بناتا رہتا ہوں
سوختہ دل ہو گیا ہوں عشق کے ہاتھوں سے مَیں

رات دن دیوانہ سا گوشہ میں ویرانہ کے ہوں
درد کا افسانہ ہوں اس عشق کے ہاتھوں سے مَیں

واسطے اُن کے خریداری کیا سودا خراب
ہر گھڑی حیرت زدہ ہوں عشق کے ہاتھوں سے مَیں

فکر کیوں خواجہ تمہیں کاموں کا میرے اسقدر
کام سے آسودہ ہوں اس عشق کے ہاتھوں سے مَیں

خلق سے وحشت ہے مجھکو نہ کسی سے دوستی
پھر بھی ہوں حیرت زدہ اس عشق کے ہاتھوں سے مَیں

یاد کر رب کو تجیؔ اے دل یہ غم اپنا چھپا
نوحہ نہ کر کہ دور ہوں اس عشق کے ہاتھوں سے مَیں

(۵۱)

اے غبارِ کوئے طیبہ سرمۂ چشمِ آسماں
سب ترے محتاج ہیں اے سیدِ کون و مکاں

یا محمدؐ آپ ہیں کانِ ملاحت باکمال
آپ ہی کا نور ہے حُسنِ دو عالم سے عیاں

خاک تیرے دَر کی جو چہرے پہ ملتے ہیں مدام
ہو مبارک کل وہ ہوں گے آسماں پر حکمراں

رَب نے بھیجی آپ کی خاطر شبِ اسرا براق
مثلِ بجلی عرش پر جا کر ہوا تو میہماں

عرش پر پہونچے تو خود اللہ نے بھیجا سلام
پھر سلام اللہ کا اُمّت کو پہونچایے گماں

رحمتِ حق سے کرے گا تو شفاعت روزِ حشر
امتوں کو بخشوانے میں نہیں ہے کچھ گماں

جب مَلَک سنتے ہیں اُمّت کو تری پڑھتے درود
مانگتے ہیں ان کی بخشش کی دعائیں بے گماں

تُو چھپا ہوتا عدم میں گر نہ ہوتا یوں عیاں
پھر تو ہی ہوتا اکیلا مالکِ کون و مکاں

نیم جانوں پر تری ہوتی ہے رحمت بے حساب
پَر شکستہ ہو تو پھر افلاک پر پہونچے کہاں

امتِ عاصی کے ناموں کو وہ خود ہی دیکھکر
بخش دیگا سب گناہوں کو وہ زیرِ آسماں

اے محیؔ اس شافعِ محشر پہ بیحد پڑھ درود
جب کہ رکھتا ہے بدی کرتا ہے نیکی کا گماں

واسطہ شفاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سات بار پڑھیں

(۵۱) ردیف (ک) میں اور غزل حرف ک

اے غبارِ خاک کویت سرمۂ چشمِ فلک
اے بتو محتاج خلقِ ہر دو عالم یک بیک

یا رسول اللہ توئی کانِ ملاحت پُرکمال
گر تو باید روئے خوبانِ ذو عالم را نمک

حسنت کی جوت دیکر ان

ہر کہ او امروز مالد روئے بر خاکِ درت
آں مبارک روئے فردا کے درآید در فلک

شام سبحان الّذی اسری بعبدی شد سوار
بر براقِ راہواری برق ہمچو تیز دتک

در مقامِ قاب قوسینت خدا کردہ سلام
تو رسانیدی سلامِ حق بہ امّت یک بیک

از خدایت رحمت واز تو شفاعت روزِ حشر
در نجاتِ عاصیانِ امّتِ تو نیست شک

تا ملک بشنودہ است صلوٰۃ تو از امّتت
عذر خواہی از گناہِ امّتِ تو شد فلک

گر نبودی روئے تو می بود در کتمِ عدم
ہم ولی و ہم نبی و ہم سماوات وسمک

مرغ جانہا را بود پَر از صلوٰۃِ لطف تو
بے شبہ پری تو این چنین توان پرید بر فلک

نام ہائے عاصیانِ امّتِ خود را ببیں
پس بفرما تا گناہاں را کنند از نامہ حک

محی صلوٰتِ آں شفیع آں نبی بسیار گو
زانکہ داری تو بدی بسیار نیکوئی ملک

(۵۲)

مونسم یار ست اندر تنگ نائی گور تنگ   عاشقاں در دو جہاں مارا بس ست ایں نام و ننگ

آتشِ دوزخ بسوزد از حرارت ہائے عشق   عاشقِ سوزاں کند در دوزخ از یکدم درنگ

آں چہ نورش بود آیا کو بکوہِ طور تافت   رفت از موسیٰ ز ہوش و پارہ پارہ گشت سنگ

ہیچ دانستی کہ با یونس دریں دریا چہ کرد   کو رفیق و مونسِ رو بود در بطنِ نہنگ

حُسنِ یوسف از کجا بود ست کو دل می بُرد   از مسلمانانِ شہرِ مصر کفّار و فرنگ

ہست باغِ او درختِ میوہ در وے صد ہزار   یک طرف آں میوہ ہا را چیدہ اندر تنگ تنگ

گر جمالِ حق تعالےٰ آرزو دارد کسی   کو برد آئینۂ دل را بزن صیقل زِ زنگ

مشتری از لطف تو بسیار و از قہرِ تو کم   زانکہ ہر مردے نیاید پیش صف در روز جنگ

چیز دیگر ہست با ہر روزۂ در کائنات   آں بسیتِ کیست بنگر اندر آنکس زن تو چنگ

من زبانِ قال دارم او زبانِ حال را   از دلِ مجروح نَے بشنو تو نَے از ماؤ چنگ

خوردہ ام مے چشم مخمورم ببین و سر بر آر   کو خمارِ بادہ دارد باشد او مخمور تنگ

ریخت ساقی جام در بادہ دہانِ جاں محی

کم نشد مستیِ آں مَی از دلِ او ہیچ رنگ

(۵۲)

یار ہی کنجِ لحد میں ہے جو اپنا غم گسار
عاشقوں کے واسطے کافی ہے ربِ ذی وقار

عشق کی گرمی سے دوزخ میں بھڑکتی ہی جو آگ
دل جلے عاشق جو چاہیں سرد ہو جائے یہ نار

کس طرح کا نور چمکا تھا وہاں بالائے طور
طور خاکستر ہوا موسیٰ ہوئے بے ہوش زار

کچھ خبر ہے ساتھ یونس کے ہوا دریا میں کیا
پیٹ میں گھڑیال کے تھا کون مونس غمگسار

حُسنِ یوسف کی کشش سے کون لے جاتا دل
مصر کے بازار میں ہر فرد تھا اُن پر نثار

باغ میں اس کے ہزاروں پیڑ میوے کے بھی ہیں
چنتے چنتے آہ ان میووں کو ہوں بے اختیار

آرزو رکھتا ہو جو کوئی خدا کے حُسن کا
آئینہ دل کا کرے روشن وہ عاشق دل فگار

مشتری پر لُطف تیرا ہے بہت اور قہر کم
صَف شکن کے سامنے آتا نہیں ہے ہر سوار

ہوتی ہیں رنگینیاں ہر روز عالم میں عیاں
دیکھ تو یہ کون ہستی میں بجاتا ہے سِتار

قال ہے میری زباں پر حال ہے اُسکی زباں
سُن دلِ مجروح سے اب بانسری کی تو پکار

مَے سے مَیں مخمور ہوں تو سامنے آ آنکھ دیکھ
آج ہے مخمور صہبا چشم مست دکیف یار

ڈھال دے اب روح میں محیؔ کی کچھ ایسی شراب
نہ سکے دا ہد رگ کہ نہ ہو اس کیف و مستی کا خمار

۴۸۶
۹۲
دفع ہونے واسطے دہشت و فرار تنہائی سات مرتبہ پڑھیں

(۵۳)

نامۂ دارم سیہ تر از شبِ تاریک رنگ
یا د جود از تو نیم نومید یا رب ہیچ رنگ

از سیہ روئی بہ محشر یادم آید نیم شب
روئے زردِ خویش را کردم بہ اشکِ سرخ رنگ

یک نظر سوئے منِ قلبِ پدید کارِ من
تا نماید در دلِ زنگار خوردہ ہیچ زنگ

یارب ایں بارِ امانت بس گراں ست چوں کنم
ہر کیم از حد بروں بے طاقت و زار ست لنگ

اے مسلماں ناں بدیں کردار گر آیم پدید
بُت پرستاں از مسلماناں ہمی دارند ننگ

چوں نہ بینم ہیچ گہہ تدبیر خود در کائنات
روئے خود مالید اندر پائے ترسا و فرنگ

گر خدا گوید چہ آوردی برائے ما زِ خاک
روئے گرد آلود خود بنمائیم اندر گور تنگ

صُلح کن یارب بمن آندم کہ در خاکم نہند
یا گدائی عاجزی سلطاں کجا کردست جنگ

رحمتت یا غیست پُر نعمت منم طواف او
از چناں باغی تہی بیروں نخواہم برد چنگ

کور بیٔے آنہا کہ نومیدم کنند از رحمتت
بر منِ بیچارہ رحمت کن خدایا بے درنگ

اے خدا از لطف خود کن تو سپرداری مرا
زانکہ نیکاں بر بداں رامی زنند تیرِ خدنگ

محیؔ چوں در مُو سفیدی دید گفت آہ و دریغ
نامۂ دارم سیہ تر از شبِ تاریک رنگ

(۵۳)

نامۂ اعمال میرا صورتِ شب ہے سیاہ — پھر بھی یہ امید ہے بخشے گا تو میرے گناہ

حشر کے دن جب سیہ روئی کا آتا ہے خیال — اشکِ خوں سے سرخ کر لیتا ہوں میں روئے سیاہ

اک نظر دل کی طرف کر دے کہ میرا کام ہو — زنگ خوردہ دل میں رہ جائے نہ پھر داغِ سیاہ

مجھ پہ یہ بارِ امانت ہے گراں میں کیا کروں — اور سواری ہے مری کمزور تر بارِ الٰہ

جب مسلماں ہو کے بدکردار آگے آئیں گے — بُت پرستوں سے ملا سکتے نہیں اپنی نگاہ

جب نہ دیکھوں گا جہاں میں کوئی تدبیروں کی راہ — تیرے پائے ناز پر رکھ دوں گا میں روئے سیاہ

گر خدا پوچھے گا کیا لائے ہو میرے واسطے — گور میں چہرے پہ مل کے خاک اٹھاؤں گا نگاہ

رحم کر یارب کہ اس دم قبر میں ہوں میں پڑا — میں گنہگاروں میں ہوں اور تیری بخشش بے پناہ

رحمتوں کے باغ کا تیرے میں خدمتگار ہوں — میں نہ چھیڑوں گا یہاں سازِ طرب شام و پگاہ

کور ہیں مایوس جو رحمت سے تیرے ہوتے ہیں — مجھ سا مجبوروں پہ مولا بھیج رحمت بے پناہ

اے خدا تو رحم کر خود کو کیا تیرے سپرد — کیوں بدوں پر ڈالتے ہیں نیک نفرت کی نگاہ

آہ مجّی نے کہا بالوں کو دیکھا جب سفید

نامۂ اعمال میرا صورتِ شب ہے سیاہ

(۵۴)

تیر اُو پیوستہ می خواہم کہ آید سوئے دل
لیک می ترسم شود پیوستہ در پہلوئے دِل

دل زِمن گم گشتہ اکنوں روزگاری شد کہ غم
گِرد کویش دربدر گردد بجست و جوئے دِل

گُل رخاں را باید از غنچہ وفا آموختن
کو بہ بُلبُل تا دمِ آخر نماید روئے دل

گر سگِ کویش کند دیوانگی نبود عجب
چوں دلِ من ہمدمش بود و گرفتہ خوئے دل

آتش از غیرت زنم خلوت سرائے سینہ را
گر بوَد آنجا بجز دردِ تو ہم زانوئے دل

اے پری رویاں دلِ محیؔ بدست آرید باز
ورنہ تا محشر نخواہد کرد گفت و گوئے دل

(۵۴)

چاہتا تو ہوں کہ اس کا تیر آئے سوئے دل

خوف یہ ہے کہ کہیں زخمی نہ ہو پہلوئے دل

ایک عرصہ سے مرا دل کھو گیا ہے کیا کروں

کر رہا ہوں کو بکو ہر وقت جستجوئے دل

گل رخوں کو چاہیئے غنچوں سے سیکھیں وہ وفا

تا دمِ آخر عنادل کو دکھائیں روئے دل

کیا عجب اس کی گلی کا سگ کرے دیوانگی

کاش وہ بھی کچھ سمجھتا دو گھڑی کو خوئے دل

آتشِ غیرت کو اپنے سینہ میں بھڑکاتا ہوں

جب ترے غم کے سوا ملتا نہیں زانوئے دل

اے پری ردیاں دلِ مجی ہے آؤ باز تم

حشر برپا کر نہ دے دنیا میں گفتگوئے دل

۴۸۶
۹۲

واسطے رضامندی باری تعالیٰ سات مرتبہ پڑھیں

۵۵

کے بود آیا کہ بنمائی جمالِ باکمال ‏ ‏ زندہ گردند ماہیاں مردہ ز آبِ زلال

در قیامت حشر را حاجت بہ نفخ صور نیست ‏ ‏ بگذرد ہر گور خلقِ مژدۂ بوئے وصال

در جہنم خوش تو آں بودن اگر اکبار تو ‏ ‏ در ہمہ عمر آئی و پرسی و گوئی چیست حال

خانۂ عاشق دلست و آں چناں پُر شد ز دوست ‏ ‏ کانچہ غیرِ دوست ست و رُو دہی یا بد مجال

گر سرِ موئے شود فردوس اعلیٰ اشک او ‏ ‏ گنجد اندر خانۂ عاشق بوَد امرِ محال

کشتگاں نعرہ زنانند ہیچ دانی کیست آں ‏ ‏ بر کشندہ ہیچ نہ و گشتہ را باشد وبال

از سرِ دنیا برائے دوست بگذشتی چہ سود ‏ ‏ سہل باشد در گذشتن از شریکِ پیر زال

سایۂ طوبیٰ و حوض و کوثر و باغِ بہشت ‏ ‏ خوش مقامی باشد اما یا جمالِ ذوالجلال

کے شود بے جذبِ مقناطیس وصلش متصل ‏ ‏ زرّہ زرّہ خاک آدم بعد چندیں ماہ سال

عشق مستی و جنوں در طالعِ ما دیدہ اند ‏ ‏ چوں زِ مادر زادہ گشتیم دیدہ بکشادہ فال

اوّل و آخر توئی و ظاہر و باطن توئی ‏ ‏ کیست دیگر غیرِ تو و چیست چندیں قیل قال

اندریں زنداں تو با مائی نگشتم من ملول ‏ ‏ گرد زاں زنداں بما باشی کجا باشد ملال

تو زِ ما و ما زِ بوئی تو چنیں گشتیم مست ‏ ‏ ورنہ مستئے چنیں بے مئے ندارد احتمال

بوئے یار آمد بما آری بیاید بوئے دوست ‏ ‏ در مشامِ آنکہ دارد او بہ آں یار اتصال

بعد چندیں قرن گویند رحمۃ اللہ علیہ
چوں بخواند خلق شعرِ محیئی صاحب کمال

(۵۵)

کب وہ دن آئے کہ تو دکھلائیگا اپنا جمال — زندہ ہوں گی مچھلیاں پانی میں یہ ہوگا کمال
حشر کے دن صور پھونکوانے کی بھی حاجت نہیں — قبر سے مردے اٹھیں گذرے اگر بوئے وصال
سیر کرنے گر جہنم میں تو آئے ایک بار — عمر بھر آتا رہے پوچھے کہ کیا ہے تیرا حال
خانۂ دل میں جو ہو تیری محبت جاگزیں — غیر کو پھر اُس میں جانے کی نہیں ہوتی مجال
گر سرِ مو بھی غمِ دنیا ہو اس کے قلب میں — پھر سمونا عشق کا دل میں ہے اک امر محال
مرنے والوں کا وہ غم کچھ جانتے ہو کون ہے — بے خطا قاتل رہا مقتول پر آیا وبال
ساتھ دنیا کے تلاشِ یار سے کیا فائدہ — ہے یہ بہتر کہ تمہیں بھی چھوڑ دے یہ پیر زال
سایۂ طوبیٰ دھونڈ کو ترد باغِ بہشت — خوش نظر ہیں ان میں ہے پنہاں جمالِ ذوالجلال
مثلِ مقناطیس کھنچ آئیں گے ذرات وجود — ہیں جو ذرّے خاکِ آدم مدتوں سے انفصال
عشق مستی و جنوں میرے مقدّر ہی میں تھے — وقتِ پیدائش کے والد نے مرے کھولا تھا فال
اوّل و آخر تو ہی ہے ظاہر و باطن تو ہی — کون ہے تیرے سوا کیوں اسقدر ہے قیل و قال
قید میں تو ساتھ ہو جب کیوں ہو مجھکو رنج و غم — گر تو اس زنداں میں میرے پاس ہو کیا ہو ملال
ساتھ تو ہے تیری بوئے مے سے میں مست ہوں — ورنہ بے صہبا تو مستی کا نہیں ہے احتمال
بوئے یار آتی ہے لیکر نکہتِ حُسنِ بہار — وہ مشامِ جاں میں پنہاں ہے تو حاصل ہے وصال

بعد مدت کے کہے گی رحمتہ اللہ علیہ
جب پڑھے گی خلق شعرِ محیٔ صاحب کمال

حاصل کرنے شفاعت سردرِ کائنات ہر روز سات مرتبہ پڑھیں

(۵۶)

غلام حلقہ بگوشِ رسول ساداتم　　زہے نجات نمودن حبیب آیاتم

کفایت ست زِ ردرحِ رسولِ اولادش　　ہمیشہ در دو جہاں جملۂ مہماتم

زِ غیرِ آلِ نبی حاجتِ اگر طلبم　　رواندارے یکے از ہزار حاجاتم

دلم زِ حبِّ محمدؐ پرست آلِ مجید　　گواہ حال منست ایں ہمہ حکایاتم

چو ذرّہ ذرّہ شود ایں تنم بخاکِ لحد　　تو بشنوئی صلوٰت از جمیع ذرّاتم

غلام خادمِ خدّام خاندان توام　　زِ خادمیٔ تو دانم بود مہماتم

سلام گویم و صلوٰت باتو ہر نفسے　　قبول کن بکرم ایں سلام صلوٰتم

گناہ بیحدِ من بیں تو یا رسول اللہ　　شفاعتی بکن و محوے کن خیالاتم

نہ ہر کہ بد ترازو نیست من از دیترم　　ندانم اینکہ بتو چوں شود ملاقاتم

زِ نیک و بد ہمہ داند کہ من محمدؐیم　　خلائقی کہ کند گوش بر ملاقاتم

بگوئی محیٔ کہ بہرِ نجات می گویند

درود سردرِ کونین در مناجاتم

(۵۶)

ہوں غلاموں میں تمہارے لے نبی ذی احترام
بہرِ بخشش چاہیئے نظرِ کرم خیرالانام

فیض کافی ہے مجھے آلِ رسولِ پاک کا
دونوں عالم میں سہارا ہے اُسی کا لاکلام

بے وسیلہ آل اہلِ بیت کے مانگوں اگر
ایک حاجت بھی نہ کر مقبول لے ربّ الانام

حُبِّ آلِ احمدی سے دل مرا معمور ہے
حال ظاہر ہے مرا میری حکایت سے تمام

قبر میں مٹی بنے گا جب مرا سارا وجود
اس کا ہر ذرّہ کہے گا الصلوٰۃُ والسلام

مَیں ہوں اہلِ بیت کے خدّام کا خدمت گذار
ناز ہے اس پر کہ آقا نے بنایا ہے غلام

بھیجتا ہوں آپ پر ہر سانس صلوٰۃ و سلام
لطف فرما کر قبول اب کیجئے میرا سلام

یارسول اللہ میری ہیں خطائیں بیشمار
بخشوا دیجیے خطائیں لے شہہِ ماہِ تمام

میرے جیسا کوئی بھی بدکار لے آقا نہیں
کس طرح دیدار ہوگا آپ کا ذی احترام

نیک و بد سب جانتے ہیں مَیں غلامِ مصطفیٰ ہوں
خلق بھی واقف ہے مجھسے حق سے ہے نامہ پیام

اے مجی کہہ دیجئے کہ ہے یہی راہِ نجات
سرورِ کونین پر بھیجو صلوٰۃُ والسلام

۷۸۶
۹۲

حاصل کرنے لقائے دل رب تعالیٰ سے روزانہ نو مرتبہ پڑھیں

(۵۷)

آشکِ سرخ روئے زردِ من گواہ است اے کریم
برکمالِ عشق دیدارِ تو باللہ العظیم

بے لقائے تو ہوادارِ تو کے خرّم شود
در ہوائے غرفہ ہائے قصر جنّاتِ النّعیم

آتشِ عشقِ ترا اے دوست نتواند نشاند
تا ابد در دل اگر شعلہ زند نارِ جحیم

گر ببند ازی تو بر دوزخ تجلّئے جمال
نیک و بد دارند منّت تا ابد باشد مقیم

گر نہ بوئے وصل تو باشد قرینِ وصلِ تو
بعد چندیں قرن چوں زندہ شود عظمِ رمیم

با تو عہدِ بستہ ام اے دوست در روزِ ازل
تا ابد خواہیم بودن برہمہ عہدِ قدیم

چارہ جوئے آب و شہد و شیر می شد در بہشت
شربتِ بیمار دیدارِ بنود اے حکیم

آبِ حوضِ کوثر اندر سایۂ طوبیٰ عطش
کے نشاندی گر بنودے از سرِ کویت نسیم

بر صراطِ پل اگر دوزخ بود چوں نہ گذرد
بے سر و پائے کہ رفتہ بر صراطِ مستقیم

دوست اندر گوشِ عاشق راز گوید روزِ وصل
نیست اندر خورد گوشِ ہر کس ایں درِ یتیم

در بروںِ پردہ باشد ایں ہمہ خوف و رجا
در درونِ پردہ رو کانجاست امّید و نہ بیم

اے گدایاں بر درِ ادشین اللہ برزیند
تا شمارا بخشد آنچہ دارد آں شاہِ کریم

شربتِ دیدارِ حق محیؔ چو یابی در بہشت
نورِ آں در طالع باشد تو از لطفِ عمیم

۵۷

سرخ آنسو زرد چہرہ عشق میں ہے اے کریم — میں ترے دیدار کا طالب ہوں اے ربِّ عظیم

بے ترے دیدار کے ممکن نہیں دل شاد ہو — تو نہ ہو جلوہ نما بے کیف ہو باغِ نعیم

گ تیرے عشق کی اے دوست بجھ سکتی نہیں — حشر تک بھڑکے اگر دل میں مرے نارِ جحیم

ڈال دے تو گر جہنّم پر تجلّیئے جمال — تا ابد ہر نیک و بد دوزخ میں ہو جائے مقیم

وصل کی خوشبو بھی تیرے وصل سے کچھ کم نہیں — حشر تک زندہ رہے گا دل میں یہ عظمِ رمیم

یں نے باندھا ہے جو پیمانِ وفا روزِ ازل — چاہتا ہوں تا ابد قائم رہے عہدِ قدیم

آبِ شہد و شیر ساری نعمتیں جنّت میں ہے — تیرے بیمارِ دل کو ان سے کب صحت ہو اے حکیم

سائے میں طوبیٰ کے جو تشنہ ہو کوثر کے قریب — تازگی بخشے گی اس کو تیرے کوچہ کی نسیم

ہے بہت دشوار طے کر لینا بڑھ کر پُل صراط — بے سر و پا طے نہیں ہوتا صراطِ مستقیم

گوشِ عاشق میں کہے گا راز وہ روزِ ازل — ہر کوئی سنتا نہیں ہے مژدۂ دُرِ یتیم

راز جب پردے میں ہو تو کچھ نہیں خوف و ہراس — ہو گیا افشا اگر لاحق ہوے امّید و بیم

اے گدا آؤ در پہ اُس کے نالہ و زاری کرو — بخشدے جو کچھ بھی چاہے تمکو وہ ربِّ کریم

شربتِ دیدارِ حق جنّت میں پاؤ گے محی
ہے تمہارے واسطے اللہ کا لطفِ عمیم

۵۸

چوں تمامی عمر نیکی کرد با تو اے کریم
از بدیٔ خود چرا ترسی تو آخر اے لئیم

تو یتیمی با تو او ہرگز نخواہد کرد قہر
زانکہ او خود کرد نہیٔ قہر کردن بر یتیم

ہرچہ می خواہی تو از وے می دہد بیشک ترا
دست خالی کے رود سائل ز درگاہِ کریم

حق تعالیٰ قادرست کو ہم چو موئے از خمیر
خلق عاصی را برآرد سالم از نارِ جحیم

لطف او بیشک برابر می بود با نیک و بد
راست می ماند بداں سیبِ کہ سازند دو نیم

آنکہ رحمان و رحیم ست دوست میدارد ترا
پس چہ باک از دشمنِ دیگر ز شیطان الرجیم

او بسوئے تخت می خواباندت در گور تنگ
می وزاند مر ترا از روضۂ رضواں نسیم

چوں زبانِ قال گردد در سوالِ گور لال
داردت ثابت قدم فی الحال بر عہدِ قدیم

در بہشتِ خلد زریں خلعت دادت در جہاں
پس خریدارِ تو چیزے قلب ماہم نفس و بیم

دوستی ہا کرد با تو از ازل تا ایں زماں
در مقامِ دوستیٔ او نمی باشی مقیم

نعمتِ بسیار خواہد داد در عمرِ ابد
تا بہ نعمت ہا کند محیٰ بجنات النعیم

۷۸۶
۹۲

۵۸

جب خدا نے عمر بھر نیکی ہی کی تجھ کو عطا
کیوں خطاؤں سے تو ڈرتا ہے بخیلِ بے نوا

وہ یتیمی پر تری ہرگز نہیں کرتا ہے قہر
قول میں اُس کے یتیموں پر ستم ہے ناروا

جو بھی مانگے اُس سے وہ دیتا ہے تجھکو بے شُبہ
ہاتھ خالی اس کے در سے لوٹتا ہے کب گدا

رب ترا قادر ہے جبکہ تجھ میں ہے اُسکا خیر
عاصیوں کو نارِ دوزخ سے بھی کرتا ہے رہا

لطف اُس کا ہے برابر نیک و بد پر بے شُبہ
نیم کو وہ سیب کر دے نیک کو کر دے بُرا

دوست رکھتا ہے تجھے وہ ہے جو رحمان و رحیم
خوف کیا ہو تجھ کو شیطاں جیسے دشمن سے بھلا

تختِ شاہی سے وہ لے جاتا ہے سوئے تنگ گور
وہ جو چاہے روضۂ رضواں کرے تجھ کو عطا

جنّتوں کے ساتھ جب کہ قبر میں ہوگا سوال
عہد پر اس دم تجھے ثابت قدم رکھے خدا

خلدِ زرّیں میں عطا کرتا ہے وہ درجات بھی
ہے پسندیدہ اسے انسان کا بیم و رجا

دوست رکھتا ہے ازل سے آجتک پروردگار
تو مقامِ دوستی پر خود نہیں قائم رہا

نعمتیں دینا بہت وہ چاہتا ہے عمر میں
مجی کو لیکن نہیں کچھ چاہیئے تیرے سوا

واسطے امن میں عذاب قبر سے رہنے کے لئے روزانہ بیس ۲۰ مرتبہ پڑھیں

وردنمبر(۲) میں تین غزلیں حرف س

(۵۹)

بے تماشائے جمالت روضۂ ہاموں کنم
حورعیں را از درونِ قصرہا بیروں کنم

حور زیبا روئے را خواہیم دادن صد طلاق
گر نہ رو در نور روئے حضرتِ بے چوں کنم

روضہ را جلوہ مدہ رضواں کہ باللہ العظیم
مابیک آہش بشوزد ہم ترا مجنوں کنم

آب دارد اے بہشتی کوثر و طوبیٰ بود
مابیکدم کاروبارِ ہر دو رایکسوں کنم

گر نہ در فردوس باشد دیدنِ دیدارِ دوست
زاویہ در ہاویہ گریم و دیدہ خوں کنم

ایہّا العاشق اگر معشوق بردارد نقاب
دیدۂ ما در خورِ او نیست آیا چوں کنم

محیؔ با ما دار خود را بے ریاضت تا ترا
چوں جنید و بایزید و شبلی و ذوالنوں کنم

(۵۹)

گر ترا جلوہ نہو فردوس کو صحرا کروں
لے کے حورِ عین اور فردوس کو میں کیا کروں

میں حسیں حوروں کو چاہونگا کہ دیدوں سو طلاق
ان میں گر جلوہ نہ ہو تیرا تو ان کو کیا کروں

خُلد میں جلوہ نہ ہو اس کا تو باللہ العظیم
اپنی آہِ سرد سے ہر شئے کو افسردہ کروں

اے بہشت و کوثر و طوبیٰ جو تم میں حسن ہے
اک تجلیٔ جمالِ یار پر صدقہ کروں

گر نہ ہو فردوس میں امید دیدارِ جمال
زاہدیہ اور ہادیہ کو اشک کا دریا کروں

اپنے مکھڑے سے تو سرکاتے ہیں وہ اکثر نقاب
اپنی آنکھیں دید کے قابل نہ ہو تو کیا کروں

محیؔ مجھ کو ساتھ رکھ کر بے ریاضت کے تجھے
اب جنید و بایزید و مہر شبلی سا کروں

واسطے رضامندی حق تعالیٰ روزانہ گیارہ مرتبہ پڑھیں

گر دل دہی بمادہ عاشق کہ ما امینم
باآنکہ دل بماداد ماروز شب قرینم

گر ما دلِ تو یابم تسلیم تو بسا زم
نادان یکدل تو صد دل بیا فرینم

نفرین خویش می گو تا کم شوَد وجودت
چوں با تو بعد ازاں ما گویائی آفرینم

شیطاں ہزار فرسنگ از گرد تو گریزد
سی صد نظر تو ہر روز اندر درون بنیم

گر صد ہزار شیطاں اندر کمیں نشیند
بر تو ظفر نیابد ما ہمچو در کمینم

اے بندہ تو بہ انکہ بر تو کنیم رحمت
سوگند خور تو ہم چوں ما نیز بر ھمنیم

محیؔ ببر بکلے زیں دوستان فانی
پیوند خود بما کن ما یار راستینم

(۶۰)

گر دل تو دے مجھے دے عاشق کہ ہوں امیں مَیں
دِل جس نے دیدیا ہے ہوں رات دن قریں مَیں
گر دِل ترا میں پاؤں تیری رضا کو چاہوں
نادان ایک دل کیا دوں سو دل نگیں مَیں
نفرت تو بھیج خود پر تا نفس تیرا ٹوٹے
پھر راز دل کہوں گا اے خستہ دل حزیں مَیں
بھاگے ہزار فرسنگ شیطان تیرے ڈر سے
ہر لمحہ دیکھتا ہوں اندر ترے مکیں مَیں
گر سو ہزار شیطاں چھپ کر کہ گھات میں ہوں
تجھ پر ظفر نہ پادیں ہوں جب کہ دل نشیں مَیں
گر اس طرح تُو توبہ رحمت کروں میں تجھ پر
کھائے قسم تو مجھ سا جیسا کہ ہوں امیں مَیں
محی اُٹھالے دل کو ان فانی دوستوں سے
پیوستہ مجھ سے ہو جا دلدار ہوں امیں مَیں

واسطے حاصل کرنے رضامندی حق تعالیٰ گیارہ مرتبہ پڑھیں

ایک شعر حزف ہے

(۶۱)

مابجنّت از برائے کار دیگر میروم — نے تفرّجِ کردنِ طوبیٰ دکوثر میروم

مقصدِ ما حُسن یوسف باشد اندر شہر مصر — ما نہ در مصر از برائے قند و شکّر میروم

اندراں خلوت کہ درروے رہ نیابد جبرئیل — بے سر و پا ما بہ پیشِ دوست اکثر میروم

می گریزند زاہدانِ خشک از تر دامنی — ما برِ خورشید خود با دامنِ تر میروم

پارسا گوید بکوئے ما بیا شو نیک نام — ما در آں کوچہ خدا دانست کمتر میروم

باز دنیا کو قلندر خانۂ عشقِ خداست — سوئے عقبیٰ عاشق و مست و قلندر میروم

شیخ ما عشقت دما پے در پئے او تا ابد — بے عصا و خرقہ و کشکول لنگر میروم

زہرۂ مارا ہبر از قہر ما با نیکوئی — ما اگر نیکم دگر بدہم بداں در میروم

بر کفن مارا تو اے عشّاق لطئے خوش ہسا — ما بگو راز بہر آں دلبر معطّر میروم

دولتِ دیدار می خواہیم در جنّات عدن — تا نہ آنجا از برائے زیور و زر میروم

محؔی مارا ہم چو کوہ افسردہ می بینی ولے

ما بسر چوں ابر خوش بے پا و بے سر میروم

(۶۱)

اک ضروری کام سے جنّت کے اندر جاتا ہوں
میں نہ تفریح کے لئے طوبیٰ و کوثر جاتا ہوں

حُسنِ یوسف سے مرا مقصود ہے بازارِ مصر
یہ غلط ہے کے برائے قند و شکّر جاتا ہوں

اُف وہ خلوت کہ جہاں جانے سے قاصر جبرئیل
مَیں اُسی خلوت میں بے خود ہو کے اکثر جاتا ہوں

زاہدانِ خشک کو تر دامنی سے ہے گریز
یار کی محفل میں مَیں با دامنِ تر جاتا ہوں

پارسا کہتا ہے آ میری گلی ہو نیک نام
ہے خدا شاہد کہ اُس کوچہ میں کمتر جاتا ہوں

چھوڑ دنیا کو قلندر دل ہے گھر اللہ کا
سوئے عقبیٰ صورتِ مستِ قلندر جاتا ہوں

شیخ میرا عشق ہے اُس در کی جانب تا ابد
بے عصا و خرقہ و کشکول لنگر جاتا ہوں

عشق میرا راہ بر ہے قہر سے بچتا ہوا
میں اگر ہوں نیک لیکن بد سے بدتر جاتا ہوں

یوں کفن میں میرے خوشبو مل کہ تو رسوا نہ کر
قبر میں دلبر کی خوشبو سے معطّر جاتا ہوں

دولتِ دیدار تیرا چاہیئے فردوس میں
مَیں وہاں ہرگز نہ بہرِ زیور و زر جاتا ہوں

محیؔ مجھ کو تو نے افسردہ تو غم سے دیکھا ہے
ابر کی صورت مگر بے بال و بے پر جاتا ہوں

۷۸۶
۹۲

واسطے حاصل کرنے دیدار حضرتِ (٦٢) حق تعالےٰ پچاس مرتبہ پڑھیں

باز کشم لشکر و تا بہ فلک بروم — قلعۂ روحانیاں گیرم و بر تر پرم ودم

من فلکِ مقبلم لیک دریں منزلم — صفدر نشینم چنیں جانب لشکر ردم صفدربیں

کشورِ دنیا و دیں دارم زیرِ نگیں دارم در — چند نشینم چنیں جانب لشکر ردم

ایں صدا — ہر نفسِ از علامی رسدم ایں صلا — دار ہم زیں بلا بر درِ دلبر ردم

زیں دو آب بر درِ دلبر ردم

پیرِ خرابات جاں گر کشدم مو کشاں — بندہ کجائی بیا پیش شہ از سر ردم

قبلۂ حاجات دل کوئی خرابات ما ماست

وقتِ مناجات دل محیؔ برآں در ردم

(٦٣)

واسطے دیدار حق تعالےٰ پچاس مرتبہ پڑھیں — ایک شعر کم ہے

زاں بیوفائے سنگ دل جور و جفائی بایدم — از کس نمی خواہیم وفا زاں بے وفائی بایدم

من مرغِ آتش خوردہ ام یادا نہ و دام چہ کار — آخر بجائے دانہ ہا در گور جائی بایدم

دلہائے مردم یاد خوش از شادی و عیش و طرب — من خوب محنت کردہ ام در درد بلائی بایدم

پیراہن یوسف اگر بوئے نہ بخشد خار غم — مژدہ بسوئے دل ازاں بندِ قبائی بایدم

سینہ بسِ تنگ ست دل از غم شاہم تہی — مہمانِ غم آمد مرا در جاں سرائی بایدم

بیگانہ ام با مرداں و ز خویشتن بیگانہ تر — تا چند ایں بیگانگی دل آشنائی بایدم

محیؔ بسے لذت بود در عشق در زیدن دلے

ہجراں مرا مشکل بود صبر و رضائی بایدم

۶۲

نفس کو مار کے پرواز کا آغاز کریں
روح کو جیت کے ہم شان سے پرواز کریں

منزلِ شوق میں ہم بندۂ مقبول بھی ہیں
دل غنی ہم کو ملا کیسے نہ ہم ناز کریں

دین و دنیا کی حکومت تو ہے حاصل ہمکو
دارِ فانی سے مگر کوچ کا آغاز کریں

بلبلِ صدرہ سہی پر نہ کہیں جل جائیں
درِ محبوب پہ جانے کو جو پرواز کریں

ہم سرِ مو جو کھچے پاؤں بہک جائینگے
سر کے بل اُس کی طرف جانے کا آغاز کریں

ہم خرابات سہی قبلۂ حاجات تو ہے
ڈوب کر دل میں محیؔ بابِ کرم باز کریں

۶۳

اس بیوفا و سنگدل کی اب جفا ہی چاہیئے
مجھ کو اب ہر حال میں وہ بیوفا ہی چاہیئے

میں مرغ آتش خور ہوں کیا کام دام و دانہ سے
اب گورِ تیرہ مرقد میں مجھ کو تھوڑی جا ہی چاہیئے

دل دو سردوں کا شاد ہے عیش و طرب کی بزم میں
عادی ہوں رنج و غم کا میں مجھکو بلا ہی چاہیئے

بوئے یوسف میری جانب گر نہیں لاتی صبا
میرے خوش رہنے کو پیغامِ قبا ہی چاہیئے

خالی ہے احساس سے دل غم سے میرا تنگ ہے
اب غم کو میرے سینے کا مہماں سرا ہی چاہیئے

دنیا سے میں بیگانہ ہوں اور خود سے ہوں بیگانہ تر
کبتک رہوں نا آشنا دل آشنا ہی چاہیئے

محیؔ بہت لذت تو ہے جلنے میں سوزِ عشق سے
فرقت کے آساں کرنے کو صبر و رضا ہی چاہیئے

(۶۴)

واسطے حاصل کرنے رضائے الٰہی سات مرتبہ پڑھیں

خوش آں خو خاکہ من خود را بہ پہلوئے تو می دیدم — تو سوئے خلق می دیدی و من سوئے تو می دیدم

نمی دانم مرا می آزمائے باشد از بدخو — کہ آں حالت نمی بینم کہ از خوئے تو می دیدم

اگر در باغ رضواں خویش را بینم چناں نبود — کہ شب در باغ خود را بر سر کوئے تو می دیدم

فدایت ایں زماں جانم بیاد ہست پیش از آں — کہ صد دشنام می دادی چو بر روئے تو می دیدم

عجب نبود اگر عاشق خود از خود سر گراں بودے — کہ صید بستہ با ہر موئے گیسوئے تو می دیدم

بیادم آمد اے محی کہ چوں بر خاک افتادی
بہر جا سایۂ افتادہ از بوئے تو می دیدم

(۶۵)

حاصل کرنے رضائے الٰہی سات مرتبہ پڑھیں

ہرگز مبادا آنکہ بہشت آرزو کنم — خود را بہ ہیچ بہر چہ بے آبرو کنم

چندیں ہزار جان گرامی شود بباد — گر من حدیث طرۂ او موبمو کنم

چوں دست من بجام مرصع نمی رسد — قلاش دار درے از دو آرزو کنم

آں سال و مہ مباد کہ بے ماہ رو بتو — اک لحظہ زندگانیٔ خود آرزو کنم

خود را بدار بر کشم از دست جور او — وز آہ جانگداز رسن در گلو کنم

محی اگر بکعبہ کنم روئے در نماز
شرمم شود کہ روئے دگر سوئے او کنم

٦٤

زہے قسمت کہ ہر سو تیرا منظر دیکھتا ہوں میں
تو دنیا دیکھتا ہے تجھکو بڑھکر دیکھتا ہوں میں

نہیں معلوم کہ تو آزماتا ہے میری عادت
تری خو سے نمایاں تجھے دیگر دیکھتا ہوں میں

نگاہیں پھیر لی ہیں میں نے جنت کے مناظر سے
تری صحنِ چمن میں تیرا منظر دیکھتا ہوں میں

وہ سودائی ہوں میں تیرے لئے ہر جبر سہتا ہوں
کہ حسن کر گانیاں روئے منور دیکھتا ہوں میں

عجب کیا ہے اسیرِ دامِ گیسو ہو جہاں سارا
تری زلفوں کے قیدی کو بھی خوشتر دیکھتا ہوں میں

محیؔ میں خاک پر گرتا ہوں اٹھتا ہوں سنبھلتا ہوں
جمالِ یار کا منظر مچل کر دیکھتا ہوں میں

٦٥

تیرے سوا بہشت کی کیوں آرزو کروں
کیوں خود کو اس خیال میں بے آبرو کروں

پیدا فضا میں آنکھیں ہزاروں ہوں دید کو
تاریخ تیرے حسن کی گر مو بمو کروں

جب ہاتھ میرا جام مرصّع نہ چھو سکا
ساقی بھلا شراب کی کیا آرزو کروں

برسوں گذر گئے جو یونہی ہجرِ یار میں
اک لحظہ زندگی کی میں کیا آرزو کروں

تیری جفا سے دار پہ خود چڑھ گیا ہوں میں
کیونکر رسن نہ شوق سے زیبِ گلو کروں

کعبہ کی سمت رُخ جو میں کرتا ہوں اے محیؔ
آتی ہے شرم اسکی طرف پھر جو رو کروں

حاصل کرنے رضائے الٰہی سات مرتبہ پڑھیں

(۶۶)

خود مشغول می گردم کہ از خود یاری جویم
گہے در دل گہے در سینۂ افگار می جویم
دم گو بست پیشم تا نہ گردد ہیچ کس آگہ
نہی گویم نشانش از در و دیوار می جویم
بہ بیں در سر چہا دارم زہے فکر محال من
رہ و رسم دغا زاں کافر خونخوار می جویم
ترا از من ہمی جستند مردم پیش ازیں اکنوں
ہمی گردم بہر جانب ترا اغیار می جویم
بہ بوئے تو دلِ صد پارۂ من ماند در بستاں
کنوں ہر پارۂ آں از سرِ ہر خار می جویم
چناں شد کشتنی محی کہ گر یکدم شود غائب
ہمہ ساعت نشانِ او ز پائے دار می جویم

واسطے رفع کرنے حسرت کے سات مرتبہ پڑھیں

(۶۷)

اے خوش آں روز کہ در دل مہر یارے داشتم
سینۂ پر سوز چشمِ اشکبارے داشتم
یاد آں بادا کہ فارغ بودم از باغ و بہار
در کنار از اشک گلگوں لالہ زارے داشتم
کور بادہ دیدۂ بختم خوش آں روزے کہ من
دیدہ بر راہِ سمندِ شہسوارے داشتم
باز رو گردانی از من چوں کہ آیم سوئے تو
آخر اے پیماں شکن با تو قرارے داشتم
شکر گر نالہ بروں شد از دلم یک بارگی
گر ہم از خوف و خطر خاطر گدازے داشتم
نا امیدے کردی از خود اے خوش آں روزِ من
آرزو و بوسہ امیدِ کنارے داشتم
گر کسے پرسد چہ می گوئی تو محی در جواب
گویم آنجا با کسے یک لحظہ کارے داشتم

۷۸۶

ایک اہم گذارش

خواجۂ خواجگاں خواجہ غریبؒ نوازؒ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی دیوان اردو میں ترجمہ کیا جارہا ہے۔ حضور کی نگاہِ کرم اور آپ حضرات کی دعائیں شامل حال رہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی ناظرین کی خدمت میں پیش کروں گا۔

آپ حسب ذیل پتہ پر بھی دیوان غوث الاعظم رضی اللہ عنہ حاصل کرسکتے ہیں۔

انوار بک ڈپو۔ نمبر ۹۹ لور چیت پور روڈ۔ کلکتہ نمبر ۷۳

نیشنل آرٹ پرنٹرس، الہ آباد-۳

(۶۶)

مٹا کر اپنی ہستی دلربا کو ڈھونڈتا ہوں مَیں
بصد سینہ فگاری مہ لقا کو ڈھونڈتا ہوں مَیں

کبھی کوہِ گراں حائل ہوا اُس کے تصوّر میں
کبھی ہر گام پر اس نقش پا کو ڈھونڈتا ہوں مَیں

خبر دنیا کی رکھتا ہوں نہ فکرِ نظر میری
جفائیں سہہ کے بھی اُس بیوفا کو ڈھونڈتا ہوں مَیں

تجھے سب ڈھونڈتے تھے اس جہاں میں مجھ سے پہلے بھی
بہر صورت اُسی فتنہ ادا کو ڈھونڈتا ہوں مَیں

تری خوشبو دلِ صد پارہ کو گلشن بناتی ہے
اُنہیں کانٹوں میں اس ماہِ لقا کو ڈھونڈتا ہوں مَیں

یہ کیسی موت ہے جی کہ دم بھر میں ہوئے غائب
کہ زیرِ دار تیرے نقشِ پا کو ڈھونڈتا ہوں میں

(۶۷)

وہ بھی کیا دن تھے کہ سینے میں خیالِ یار تھا
سوزِ پنہاں دل میں تھا اور آنسوؤں کا تار تھا

یاد میں اُس کی چمن سے ہو چکا تھا بے نیاز
اشکِ گلگوں سے مرا دامن ہی لالہ زار تھا

وہ بھی کیا دن تھے کہ تھا اپنا مقدّر کورِ چشم
آنکھ میں آنسو تھے دل میں انتظارِ یار تھا

جب تری جانب میں آیا پھیر لی تو نے نگاہ
آخر اے پیماں شکن کیوں مجھ سے تو بیزار تھا

آہ جو اک بار کی سینے سے نکلی تشکر ہے
مَیں تو رعبِ حُسن سے سہما ہوا اے یار تھا

آہ وہ کیا دن تھے کہ مایوس میں ہو کر رہا
دل میں اک عرصہ سے پنہاں شوقِ وصلِ یار تھا

جب کوئی پوچھے مجھ سے تم سے تو یہ دید و جواب
میں کسی سے چھپکے دم بھر مائلِ گفتار تھا

آنکھوں کی روشنی بڑھنے اور حاصل کرنے دیدار حق تعالیٰ کے سات مرتبہ پڑھیں

(۶۸)

دو چشم از بہر آں خواہم کہ در رخسار او بینم
دگر آں دولتم نبود درو دیوار او بینم
کند جاں در تنم آمد شد دیا بد ضیا چشم
چو بالائے بلند و شیوۂ رفتار او بینم
نخواہم دیدۂ روشن کہ بر غیر فتد ناگہہ
ہمہ بہتر کہ از نور رخش دیدار او بینم
چو مجنوں آہوئے صحرا ازاں رو دوست میدارم
کہ بادے حالت از نرگس بیمار او بینم
ز رشک آنکہ خواندے از سگان کوئے خود گہی
ہمہ کس سنگ کیں برکف پئے آزار او بینم

(۶۹)

بخواب مرگ خواہم شد مکن اے بخت بیدارم
کہ من در راز درش امشب ز عمر خویش بیزارم
خلافست ایں کہ می گویند باشد آرزو در دل
مرا دل برد بد خوئی و چندیں آرزو دارم
نہ آخر عاشقاں بارے ز خوباں رحمتی بینند
تو ہم رحمی بکن با من کہ در عشقت گرفتارم
بروز وعدہ از ہر جائے کہ آوازی ز در آید
ز شادی بر جہم از جا کہ باز آمد ز در یارم
بیاد مجلس عیش و طرب تو عشرتم ایں بس
کہ افتد لخت لخت خون دل از چشم خوں بارم
چہ حالت اینکہ کہ ہر گہہ وعدۂ وصلش رسد گہی
ہمادم مانعی آید کہ از بخت نگونسارم

(۶۸)

دو آنکھیں مجھکو حاصل ہیں کہ حُسنِ یار کو دیکھوں
نہ یہ کہ سیرِ دنیا ہو، درو دیوار کو دیکھوں

مری آنکھوں میں نور آئے، تنِ مردہ میں جاں آئے
جو مَیں اُس شوخ کی سرمستیٔ رفتار کو دیکھوں

مَیں اپنے دیدۂ روشن سے کیوں باغِ جہاں دیکھوں
یہی بہتر ہے تیرے جلوۂ رخسار کو دیکھوں

مجھے محبوب ہیں آنکھیں غزالوں کی کہ میں اُنکی
بہر صورت جمالِ نرگسِ بیمار کو دیکھوں

مجھے سب رشک سے کہتے ہیں سگ اُس بت کے کوچہ کا
کہ مَیں پتھر لئے ہاتھوں میں ہر اغیار کو دیکھوں

(۶۹)

جگا نہ اے مری قسمت کہ بیقرار ہوں مَیں
فراق یار میں اُس غم سے بیزار ہوں مَیں

غلط ہے یہ کہ مجھے اُس کی آرزو ہی ہے
ہر ایک لمحہ تصوّر میں ہم کنار ہوں مَیں

یہ حُسن والے نہیں دیکھتے محبّت سے
تو رحم کر تری الفت میں بیقرار ہوں مَیں

ہے روز وعدہ، ہر آہٹ پہ چونک اُٹھتا ہوں
تڑپ رہا ہوں مگر محوِ انتظار ہوں مَیں

تمہاری یاد ہے جان بخش، ورنہ ایسے تو
ہے خون دل مری آنکھوں میں اشکبار ہوں مَیں

مجھے پہونچتا ہے پیغام وصل کا ہر دم
ہے ناز اپنے مقدّر پہ، سرشار ہوں مَیں

توفیق پانے صبر کے اور دور ہونے بلاؤں کے سات مرتبہ پڑھیں

(۷۰)

بغیر از سایہ در کویت کسی محرم نمی یابم
کنوں روزم سیہ شد آں چناں کاہم نمی یابم

چوں مجنوں آہوے صحرا ازاں رو دست میدارم
کہ بوئے مردمی از مردمِ عالم نمی یابم

برد اے ماتمی شیون برار بابِ تی عشرت کن
کہ غیر از لذت و شادی من از ماتم نمی یابم

مگر آں مایۂ شادی بود غمگیں کہ بے موجب
دلِ شوریدۂ خود را دگر خرم نمی یابم

مرا حاجت شکایت نیست لیکن ایں قدر گویم
کہ از تو حالتِ میدیدم د ایں دم نمی یابم

ندانم عشق من گم گشتہ باشد بیخودی افزد
کہ آں خوش وقت اوّل زور در دغم نمی یابم

منم عاشق مرا دل ریش باید نیش نے مرہم
کہ ذوقی کہ جراحت بینم از مرہم نمی یابم

مگر در عاشقی محیؔ کم از فرہاد مجنوں نیست
اگر ذیشاں نباشد بیش بارے کم نمی یابم

۴۸۶
۹۲

ردیف میم میں گیارہ غزلیں حذف ہیں

(۷۰)

سوائے اپنے سایہ کے کوئی محرم نہیں پاتا
بُرے دن جب سے آئے ہیں شریکِ غم نہیں پاتا

مثالِ مجنوں میرے دوست بھی ہیں آہوئے صحرا
کہ اب انسان میں انسان کا محرم نہیں پاتا

ٹھہر جا شیونِ ماتم کہ دنیا شادماں ہووے
میں اپنے غم میں بھی لطفِ مسرت کم نہیں پاتا

مجھے ہر نغمۂ شادی بہت مغموم کرتا ہے
دلِ شوریدہ کو اپنے کبھی خرّم نہیں پاتا

شکایت کچھ نہیں تجھ سے مگر اتنا تو کہنے دے
عنایت جو تری پہلے تھی اب اس دم نہیں پاتا

نجانے بڑھ گئی ہے بیخودی یا عشق ایکم ہے
کہ پہلے کی طرح پہلو میں دردِ غم نہیں پاتا

دلِ زخمی کو میرے چاہئے نشتر نہ دو مرہم
جو ہو مانوس نشتر سے وہ اب مرہم نہیں پاتا

محبّت میں مَیں کچھ کم نہیں فرہاد و مجنوں سے
اگر بڑھ کر نہیں ٹھہرے تو ان سے کم نہیں پاتا

۴۸۶ / ۹۲

آسان ہونے وقتِ نزع کے سات مرتبہ پڑھیں

(۷۱)

نچندانی گنہگارم کہ شرحِ آں تواں دادن — خداوندہ بروئے من بنیارے وقتِ جاں دادن

خداوندہ مرا بستاں زِ شیطان و ہوائے نفس — چہ حاصل نامرادی را بدستِ دشمناں دادن

دمِ آخر من ایماں را بتو خواہم سپرد از دل — کہ کارِ تو مرا از غارتِ شیطاں اماں دادن

خدایا دستاں را چوں بفضلِ خود کنی مہماں — بکلبِ کوئے خود آں دم تو آں یک استخواں دادن

بیا مرزا آخر عمرم کہ از لطف و کرم باشد — کہ در آخر دمِ آبِ لبت با تشنگاں دادن

سرِ خوانم گواہی دہ بہ نیکو کز نکوئی ہاست — پس از مردن بہ نیکوئی گواہی از بداں دادن

بجشا بر من ایجاں بے شفاعت کردنِ نیکاں — کہ بی منّت ترا شاید مرادِ بندگاں دادن

نمی بنیم ترا از تو ہمی بینی منِ عاصی — خلاصی از عذابِ ایں جہان و آں جہاں دادن

ازاں برکندہ ام دل را زِ ہر چہ غیر تست اے دوست — کہ جاں را وقتِ جاں دادن بہ آسانی تواں دادن

منم مفلس ترین با خلق وعدہ کردۂ یارب — کہ خواہم گنج رحمت را بدستِ مفلساں دادن

بقعرِ دوزخم جا دہ بچنداں کز گنہ بالله — منِ بدرا در لغت جائے در صدرِ جناں دادن

غذائی محی در دنیا بجز خونِ جگر نبود

کہ دارد ضعفِ دل ادراکبابِ خوں چکا دادن

ردیف (ن) میں آٹھ غزلیں حرف ب

(۷۱)

یہ عاصی کو نہ اب اتنا سزائے بیکراں دنیا
مرے مالک مجھے ہر حال میں امن و اماں د

بچالے مکرِ شیطاں اور ہوائے نفس سے مجھکو
مرے آقا مجھے ان دشمنوں سے اب اماں د

دمِ آخر مرا ایمان و دیں تیرے حوالے ہے
یہ تیرا کام ہے مجھ کو بلاؤں سے اماں د

تو اپنے دوستوں کو لطف سے مہمان کرتا ہے
سگِ کوچہ سمجھ کر مجھ کو بھی اک استخواں د

ہے آخر عمر یارب بخشدے لطف و کرم فرما
دمِ آخر مجھے دو گھونٹ پانی مہرباں د

ہوا ہوں خاک بر سر اب مجھے نیکوں میں گنوا لے
پسِ مردن مجھے نیکی کا بدلہ بیکراں د

خدایا بخشدے نیکوں کا صدقہ اب خطا میری
کہ تیرا کام بن مانگے ہوئے ہے مہرباں د

تجھے کب دیکھتا ہوں آئینہ ہے تو دو عالم کا
بلاؤں سے بچالینا متاعِ دو جہاں د

سوائے تیرے کچھ رکھا نہیں اب خانۂ دل میں
کہ آساں ہو دمِ آخر ترے قدموں میں جاں د

میں ہوں مفلس ترین پھر بھی ترے وعدہ پہ جیتا ہوں
کہ تیرا کام ہے مفلس کو گنجِ بیکراں د

قسم اللہ کی میں ہوں سراپا لائقِ دوزخ
مگر مشکل نہیں تجھکو مجھے باغِ جناں د

غذا محیؔ کی جز خونِ جگر کے تھا نہ دنیا میں
اسے ہے دل کی کمزوری کبابِ خوں چکاں دینا

۷۸۶
۹۲

دفع ہونے بلاؤں کے اور شفا پانے امراض لا علاج سے ہمیشہ پڑھا کریں

(۷۲)

کاسۂ سر شد سفال و دیدۂ گریاں ہما — تن بکویت خاک گشتہ نالہ و افغاں ہما

دل نماند زاتشے در جان شیرینم ہنوز — جامۂ جاں چاک گشتہ واشک و داماں ہما

آب شد در چشمہ و ہم سنگ شد در کوہ آب — خوئے عاشق ہم چناں دل سختیِ خوباں ہما

کافر از آتش پرستی رفت و آتش را نشاند — بت پرستیِ من و سوزِ دلِ بریاں ہما

گر ترا نسبت کنم با مہر و مہ باشد خطا — چوں تو افزونی ز مہر و از مہِ تاباں ہما

گل ز بستاں رفت بلبل از فغاں خاموش شد — عاشقِ ردیت ہماں و نالہ و افغاں ہما

دل ز جورِ او خراب و او ز حالش بے خبر — مملکت ویراں شد و بے غورئِ سلطاں ہما

یہ نخواہد گشت عالم زانکہ گر گریم بسے — بخت من باشد ہماں بدمہرئِ دوراں ہما

ہر زمانش شربتے دیگر مغرمائے طبیب

چونکہ باشد محی دل افگار را درماں ہما

(۷۲)

کاسۂ سر خاک میں ہے دیدۂ گریاں ہنوز
خاک ہو کر بھی مرا تن دردساماں ہے ہنوز

آتشِ دل سرد ہے اور روح افسردہ ہوئی
دل کے ٹکڑے ہو گئے تر میرا داماں ہے ہنوز

دیدۂ تر فرطِ غم سے بن چکے ہیں آبشار
عشق کی بربادیوں پر حسن نازاں ہے ہنوز

مٹ گئی آتش پرستی بجھ گیا آتش کدہ
بت پرستی میں دلِ شوریدہ بریاں ہے ہنوز

چاند سورج سے تجھے تشبیہ دینا ہے خطا
مہر و مہ سے بھی زیادہ تو درخشاں ہے ہنوز

موسمِ گل جاتے ہی خاموش بلبل ہو گئی
تیرا عاشق ہے کہ ہر موسم میں گریاں ہے ہنوز

خستہ دل ہوں ظلم سے میں اُسکے وہ ہے بےخبر
سلطنت دل کا ہمارے آہ ویراں ہے ہنوز

اشک افشانی مری دنیا نہیں کرتی پسند
زندگی شکوہ کناں تقدیر گریاں ہے ہنوز

یوں نہ کر تبدیل ہر ساعت دوائیں اے طبیب
محیؔ کی خاطر وہی اک درد درماں ہے ہنوز

واسطے توفیق پانے حرف ناشائستہ سے

۷۳

- مجالے کے بود با تو حدیثِ خویشتن گفتن
کہ پیشِ چوں تو بد خوے نمی آرم سخن گفتن

زمانی خلوتی خواہم کہ گویم حال خود با تو
کہ نتواں شرح حالِ خویشتن در انجمن گفتن

قد و روئے ترا چوں ہر کسے سرو و سمن گوید
تواں خار و خسِ کویت بہ از سرو و سمن گفتن

بجاں کندن نہانی یک سخن گویند از دیا من
کہ از شیریں حکایت خوش بود یا کوہ کن گفتن

نباید گفت بایدروئے ہرگز وصف حسنِ تو
کہ بے حاصل بود بسیار از گل با زغن گفتن

غمِ تو از دلِ محی نخواہد شد بآسانی
کہ نتواں با مقید بے جہت ترکِ وطن گفتن

واسطے توفیق پانے نیکی کے سات مرتبہ پڑھیں

۷۴

من کہ ہستم زندہ دور از دلربائے خویشتن
گر بر فتم می کشد بازم بجائے خویشتن

نے مرا در خانۂ کس راہ دے نے در مسکنِ
می توانم بود یکدم در سرائے خویشتن

اے کہ می نالی زِ عشقِ یار جورِ روزگار
سوئے من بیں وکن شکرِ خدائے خویشتن

گر زِ عشق افزوں بنودے دردِ بے پایان من
فکر می کردم بجاں گردِ ہوائے خویشتن

تا نہادم بر سرِ کویت قدم بے اختیار
توتیائی دیدہ سازم خاکپائے خویشتن

بس کہ زاری می کنم بیہوش گردم ہر زماں
باز می آیم بہوش از نالہائے خویشتن

غیر محی کو خود از بہرِ تو خواہد در جہاں
ہر کہ می خواہد ترا خواہد برائے خویشتن

(۷۳)

کہاں ہے تاب کے اظہار کر دوں دل کے ارماں کا
گلہ ممکن نہیں ہے تیرے آگے دردِ ہجراں کا

ذرا خلوت میں آ تو حالِ دل اپنا بیاں کر دوں
سرِ محفل نہ ہوگا ذکر مجھ سے رازِ پنہاں کا

رُخِ زیبا سمن ہے قدِّ رعنا سروِ گلشن ہے
ہر اک منظر شگفتہ تر نہ ہو کیوں کوئے جاناں کا

اگر اک بات اُس کی مجھ سے کہیے روح تاباں ہو
کہ ہوگا ذکر بہتر کوہ کن سے حُسنِ خوباں کا

کوئی بدذوق کیا سمجھے گا وصفِ حُسنِ جاناں کو
کہ بے حاصل ہے کرنا ذکر چیلوں سے گلستاں کا

دلِ محیؔ سے نکلے گا نہ غم تیرا بآسانی
کہ بُلبُل سے نہ چھوٹے گا کبھی دامن گلستاں کا

(۷۴)

کیا سبب ہے دلربا سے دور رہ جاتا ہوں میں
جب کبھی جاتا بھی ہوں واپس چلا آتا ہوں میں

کوئی ہمدم ہے نہ اوروں کے لئے گھر میں ہے راہ
اس سرائے فانی میں تنہا رہا کرتا ہوں میں

عشق میں روتا ہے کیوں دنیا کے جور و ظلم سے
شکر کر اور دیکھ کے کیونکر جئے جاتا ہوں میں

جب محبت دردِ دل میرا بڑھا پاتی نہیں
دل کو پھر حرص و ہوس میں مبتلا پاتا ہوں میں

جب قدم رکھتا ہوں کوئے یار میں بے اختیار
خاکِ پا کو آنکھوں کا سرمہ بنا لیتا ہوں میں

آہ و زاری کرتا ہوں بے ہوش بھی ہو جاتا ہوں
اپنے نالے سُن کے اکثر ہوش میں آتا ہوں میں

کون محیؔ چاہتا ہے تجھ کو اک اُس کے لئے
چاہنے والوں میں خود غرضی نہاں پاتا ہوں میں

۷۸۶
۹۲

واسطے توفیق پانے محبت باری تعالیٰ کے نو مرتبہ پڑھیں

(۷۵)

گر تو طلبے داری بیدارئِ شبہا کو — یا ذکرِ خدا بودن در خلوتِ تنہا کو

آں دوست زِ ہر ذرّہ خود را بہ تماشا ہنود — در مشرق و مغرب یک تو دیدۂ بینا کو

ہر چیز کزو جستی بہرِ تو مہیا کرد — تو ہیچ نمی گوئی کانا خالقِ اشیا کو

بسیار گنہ کردی از حق تو نہ ترسیدی — از ترس عذابِ حق نالیدنِ شبہا کو

چوں گوئی تو یا اللہ گوئیم بتو لبیک — ایں بندہ نوازی ہا جز حضرتِ ما را کو

بر خود نہ کنی رحم و من بر تو کنم رحمت — دستگیر گنہگاراں غیر از کرمِ ما کو

بیند و شنوندہ جز من کسِ دیگر نہ — بے سمع و بصر چوں من بینندہ و شنوا کو

من اوّل و من آخر من ظاہر و من باطن — جملہ منم جز من یک ذرّہ تو بنما کو

از غایتِ پیدائے پنہاں بود ایں دانم — پیدائے چناں پنہاں می گو کہ تو آیا کو

ذات و صفت و اسم چوں خلق بظاہر کرد — ہر کوں اید بنگر کاں مظہرِ اشیا کو

اے دوست محی الدینؒ گفت بکرم اے عاشق

گر تو طلبے داری بیدارئِ شبہا کو

(۷۵)

تو جاگ کے راتوں میں اب اسکی تمنا کر
جو ذکر بھی کرنا ہے اب بیٹھ کے تنہا کر

ہر ذرّۂ تاباں سے وہ خود ہی نمایاں ہے
ہے مشرق و مغرب میں وا دیدۂ بینا کر

ہر چیز مہیّا ہے دنیا میں تری خاطر
لینا ہو جو خالق سے وہ چیز تو مانگا کر

بے حد کی گنہہ تو نے پر خوف نہ کچھ آیا
راتوں میں بہا آنسو اللہ سے توبہ کر

اللہ کہا جب بھی میں تیرے قریب آیا
اس بندہ نوازی کا انداز بھی دیکھا کر

تو خود سے ہے بیگانہ میں تجھ پہ مہرباں ہوں
آ ہاتھ پکڑ لوں میں رُخ جانب کعبہ کر

ہے کون سوا میرے جو دیکھے سنے تجھکو
دیکھونگا سنونگا میں تو مجھ کو پکارا کر

میں اوّل و آخر ہوں میں ظاہر و باطن ہوں
ہر شے میں میں ہی میں ہوں ہر ذرّہ میں دیکھا کر

جو کچھ کہ ہویدا ہے پنہاں ہے وہ میرا ہے
ہے کون ترے دل میں یہ بھی کبھی سوچا کر

طالب ہے محبّی تو گر اب اُسکی عنایت کا
جب اُسکی لگی لَو ہے راتوں کو تو جاگا کر

۷۸۶
۹۲

واسطے پانے معرفت حق تعالیٰ کے سات مرتبہ پڑھیں

(۷۶)

ارم گرچہ آں دیدہ کہ بینم در جمالِ تو
یم نومید چوں عمرم گذشت اندر خیالِ تو

جنت را بہ نیکاں دہ مِن بد را بدوزخ بر
کہ بس باشد مرا آنجا تمنائے وصالِ تو

ن دیوانہ در دوزخ بزنجیرِ تو خوش باشم
اگر اک بار پرسی تو کہ مجنوں چیست حالِ تو

بر بوئے عشق تو آید زِ مغزِ استخوانِ من
بسوزاند مرا آتش زِ عشقِ آں جمالِ تو

شربت ہائے جنت را بما تا کے دہی رضواں
نشد کم تشنگی مارا زِ آبِ ایں زلالِ تو

یارا ردائے حورِ عین کہ سرمستانِ آنحضرت
جمالِ حق ہمی بینند زِ زلفِ خط و خالِ تو

گر پردہ بر اندازے زِ پیشِ چشمِ مشتاقاں
دگرنہ کہ تواں دیدن جمالِ با کمالِ تو

مالک گویم اے مالک چناں اللہ خواہم گفت
کہ از اللہ من سوزد جہنم با سگالِ تو

گر ہائے کبابِ ما نگردد تا ابد سیراب
مگر ساقی شود مارا خدائے ذوالجلالِ تو

زِ دوزخ گر زِ من پرسے کہ چونی محی در آتش
شوم مست تا ابد مست دکنم رقص از سوالِ تو

(۷۶)

تابِ نظّارہ کہاں جو دیکھ لوں تیرا جمال
عمر گذری ہے مری دل میں لئے تیرا خیال

جنّت الفردوس دے یا تو مجھے دوزخ میں ڈال
میری حسرت ہے کہ حاصل ہو مجھے تیرا وصال

شوق سے زنجیر پا دوزخ میں رہنے دے مجھے
ہاں اگر تو پوچھ لے اک بار دیوانے کا حال

ہڈّیاں جلتیں ہیں، بو آتی ہے تیرے پیار کی
جب جلاتا ہے مرے دل کو ترا برقِ جمال

تا بکے رضواں مجھے بخشے گا جنّت کی شراب
تشنگی میری مٹائے گا نہ یہ آبِ زلال

جلوۂ حورانِ جنّت یوں نہ مستوں کو دکھا
ورنہ وہ پالیں گے اُن کے حُسن میں تیرا جمال

اپنے مشتاقوں کے آگے پردہ آہستہ اُٹھا
ورنہ دیوانہ بنا دے گا ترا حُسن و جمال

نام اے مالک اگر لیتا ہوں میں اللہ کا
ڈر ہے کہ بجھ جائیگی دوزخ کی آتش بے مثال

تا ابد سیراب ہو سکتا نہیں مَیں تشنہ لب
ہوگا جب تک کہ نہ ساقی تو خدائے ذالجلال

پوچھ لے دوزخ میں گر مجھ سے ترا کیا حال ہے
تا ابد رقصاں رہوں گا تو کرے گر یہ سوال

داسطے توفیق پانے حج بیت اللہ کے سات مرتبہ پڑھیں

ردیف (و) کی ۷۷

جمیع غزلیں حرف

افسرِ شاہی نخواہم خاکِ پائے یار کو
بال کو بشکن ہما آں سایۂ دیوار کو

سروِ راگیرم کہ دارد با قدِ او نسبتے
آں گلِ رخسارۂ آں شیوۂ رفتار کو

در جہاں گیرم کہ گل یاد آرد چُنیں زیاد
آں تبسم کو و آں شیریں لب و گفتار کو

دیدۂ آہو اگرچہ دلفریب آمد دلے
آں کرشمہ کردن و آں غمزۂ خونخوار کو

وصلِ او دشوار بے او زندگی دشوار تر
مردنِ بے زحمت ہم تنگست پائے دار کو

ایخوش آں عاشق کہ عشقِ خویش بشناسند یار
وصلِ دنجہ آنجا نہ گنجد یار کو اغیار کو

جاں فدایت یاد کاں دردِ خزاں تندخو
باز پرسید از رقیباں محیؔ دل افگار کو

داسطے دفع ہونے غم دالم کے سات مرتبہ پڑھیں

ردیف ہ ۷۸

دو غزلیں حرف ہ میں

من کیم رسوائے شہرد عاشقِ دیوانۂ
آشنا ما ہر غم د ز خویشتن بیگانۂ

ہم شوم شاد از غمش گہہ در دلم منزل گرفت
ہم شوم غمگیں کہ او جا کرد در دیرانۂ

ترکِ شہر آشوبِ من در کشورِ منزل نہ کرد
تا نکرد اول غمش صد رخنہ در ہر خانۂ

گہہ گیاہِ درد روید از دلم گہہ خار غم
من بحیرت کیں ہمہ گل چوں ملا از دانۂ

من خورم خونِ دل و خود را بہ مستی می دہم
تا کنم گستاخ پیشش ایں نالۂ مستانۂ

گفتۂ محیؔ کہ باشد تا دم از عشقم زند
در طلب فرزانہ و در عاشقِ مردانۂ

(۷۷)

تاج زر سے بڑھ کر مجھ کو خاکِ پائے یار ہے
ظلِّ شاہی مجھ کو اُس کو سایۂ دیوار ہے

سروُ کے انداز سے ظاہر قدِ رعنا ترا
تو گلِ رخسار بھی ہے اور ستم رفتار ہے

پھول کھلتے ہیں ہوا سے جنبشیں ہیں شاخ میں
مسکراہٹ آفریں شیریں تری گفتار ہے

چشمِ آہو بھی اگر ہے سحر کار و دلفریب
ہر ادا ظالم ہے ہر غمزہ ترا خونخوار ہے

وصل بھی مشکل بغیر اُس شوخ کے جینا محال
دار تک جانا بھی مشکل موت بھی دشوار ہے

خوب وہ عاشق ہو جس میں عکسِ حسنِ یار ہو
وصل و ہجر اُس جا کہاں نہ یار نہ اغیار ہے

جاں فدا اس پہ جو رکھے میرے ہر غم کی خبر
غیر سے پوچھے کہ محیؔ کون دل افگار ہے

(۷۸)

حلقۂ عشاق میں رُسوا دلِ دیوانہ ہے
آشنا ہر غم سے وہ رہتے ہوئے بیگانہ ہے

شادماں اس غم سے ہوں جواب مرے پہلو میں ہے
غم تو اسکا ہے کہ دل میرا ابھی ویرانہ ہے

کشورِ دل آج بھی تاریک تیرے غم سے ہے
کیوں دیا تھا غم مجھے چھلنی دلِ دیوانہ ہے

خارِ غم اگتا ہے دل میں، تو کبھی خاشاکِ درد
ہوں تعجب میں کہ دانہ گُل ہوا پھر دانہ ہے

پی کے اپنا خون دل مستی میں جو بکتا ہوں میں
ایک گستاخی ہے لیکن نعرۂ مستانہ ہے

آخری دم تک رہے قائم مرا عشق اے محیؔ
حوصلہ اب بھی ہے مجھ میں ہمتِ مردانہ ہے

(۷۹) واسطے دفع ہونے غم و الم سات مرتبہ پڑھیں

بگوئی ایں دلِ سنگیں کشد جور و جفا تا کے
کجائے لذتِ شادی و غم درد و بلا تا کے

شدم بیگانہ از خویش و نگشت آشنا با من
کند بیگانگی چندیں بمن آں آشنا تا کے

بکن قصدِ جو من در رہ فتادہ از برائے تو
ز حد بگذشت مشتاقی نیائی سوئے ما تا کے

دلم طاقت نمی آرد تو ہم انصاف پیش آور
ز تو جور و جفا چندیں ز من مہر و وفا تا کے

بروائے جاں ازاں گلزار بوئے سوئے من آور
کشیدن منتِ بسیار از بادِ صبا تا کے

کشائیدن قبا تا من بیا سایم ز عمرِ خود
گرہ در دل مرا باشد ازاں بندِ قبا تا کے

گر او را کشتنی باشد بکس در نہ کن آزادش
بود در دست تو محی اسیر و مبتلا تا کے

---

(۸۰) واسطے دفع ہونے غم و الم سات مرتبہ پڑھیں

گر دلِ غم پرور ما غم گسارے داشتے
با بلا خوش بودی و در غم قرارے داشتے

نام مجنوں در جہاں ہرگز نبودے ایں چنیں
گر چناں بودے کہ چوں من یادگارے داشتے

ہر دو عالم را ز یک پرتو سراسر سوختے
آفتاب از آتشِ من گر شرارے داشتے

گل چرا غرقِ عرق گشتی ز خجلت پیش او
گر نہ آں بودے کہ از رشکِ تو خارے داشتے

نسبتی میداشت با من شمع در سوز و گداز
گر دلِ بریان و چشم اشک بارے داشتے

یار محی گر نشودے رخ میانِ مردماں
ترک یارِ خویش کردی ہر کہ یارے داشتے

٧٨٦
٩٢

٧٩

بتا دے یہ دلِ سنگیں سہے گا تو جفا کب تک — کہاں ہے لذّتِ شادی یہ غم درد و بلا کب تک

مَیں ہوں اپنوں سے بیگانہ، وہ ہے نا آشنا پھر بھی — رہیگی غیریّت مجھ سے مرے نا آشنا کب تک

اِدھر کا بھی ارادہ کر بچھا ہوں راہ میں تیری — بہت مشتاق ہوں تیرا، رہیگا بیوفا کب تک

کہاں تک تاب لاؤں غم کا مَیں انصاف سے کہہ دے — ترا جور و جفا کب تک مرا مہر و وفا کب تک

مری جاں باغ میں جا پھول خود خوشبو لٹا دینگے — رہو گے یوں بھلا منّت کشِ بادِ صبا کب تک

قبائے عمر کا دامن کہاں تک اور مَیں کھینچوں — گرہ دل میں لگائے گا مرے بندِ قبا کب تک

مٹانا ہو مٹا دے، چھوڑنا ہو چھوڑ دے اسکو
محیؔ کو اور رکھے گا اسیرِ مبتلا کب تک

٨٠

یہ دلِ پُر درد میرا کاش ہوتا غم گسار — رنج و غم میں بھی مجھے حاصل ہوا کرتا قرار

نامِ مجنوں کا جہاں میں یوں نہ ہوتا مشتہر — گر نہ ہوتا میرے جیسا عشق میں شیدائے یار

دو جہاں جل جائیں اک پَرتو بھی جو ان پر پڑے — آتشِ دل کا مرے سورج میں ہو جو اک شرار

پھول بھی شرمندہ ہوتے تیرے آگے شرم سے — گر نہ رکھتے رشک سے شاخوں میں کانٹے نوکدار

شمع بھی رکھتی ہے میرا سوز ورنہ ہر گھڑی — یوں نہ ہوتی دل گداز و بے قرار و اشکبار

گر ہٹا دے اے محیؔ وہ اپنے مکھڑے سے نقاب
چھوڑ دے ہر فرد اپنے لوگ اپنا یار غار

(۸۱)

واسطے مہربان ہونے حاکم و مہربان ہونے باری تعالیٰ کے سات مرتبہ پڑھیں

بے وفا یارے چنیں تا کے جفا کاری کنی
نیست وقتِ آنکہ یک چندی وفاداری کنی

ایں چہ قسمت باشد اے بے رحم انصافی بدہ
بر منِ مسکیں ستم با دیگراں یاری کنی

با وجودِ مردمِ دیگر ہمی دانم چرا
میل دائم جانبِ زنداں بازاری کنی

وقت آں آمد کہ دستی بر دلِ زارم نہی
خوں شد از دستِ تو دل تا چند خونخواری کنی

خانۂ دل گر فرو ریزد ز یادِ دردِ تست
سہل باشد ہر عمارت کش تو سرداری کنی

شیون و زاری مکن محیؔ دگر کاں سنگ دل
جور افزوں میکند ہر چند تو زاری کنی

(۸۲)

واسطے استقامت وصالِ حق تعالیٰ در فراق سات مرتبہ پڑھیں

اینکہ سر بر تن بود بر دار بودے کاشکے
ویں بدن خاشاک راہِ یار بودے کاشکے

تا صبا خاکم ببردی از سرِ کوئے حبیب
خاکِ من خستی ازاں دیوار بودے کاشکے

چوں تو گاہی میکنی پرسش مریضِ خویش را
دائما چو دل تنم بیمار بودے کاشکے

بسکہ بیدادِ تو افزوں می شود گویند خلق
جور امثالِ تو ہم چوں یار بودے کاشکے

با وجود از جورِ بسیارِ تو گویم ہر زماں
اینکہ باشد اندکے بسیار بودے کاشکے

چوں تو نتوانی کہ ہم چوں گل شدا کردی ز خار
محیؔ دل افگار تو آں خار بودے کاشکے

(۸۱)

کیا یہی تقدیر ہے کے تو جفا کاری کرے
یہ نہیں ممکن کہ تُو دم بھر وفا داری کرے

یہ بھی کیا قسمت ہے اے بیرحم تو انصاف کر
ظلم ہو مجبور پر غیروں سے تو یاری کرے

غیر کو تیرے سوا کب میں نے دل میں دی جگہ
مجھ کو زنداں کی تمنّا' اور تو زاری کرے

وقت آیا ہے کہ تو رکھدے میرے سینہ پہ ہاتھ
تیرے ہاتھوں خوں ہوا دل' تو ہی خونخواری کرے

تو نے اپنی یاد دیکر دل کے ٹکڑے کر دیئے
تجھ کو زیبا ہے مٹا کر سب کو' سرداری کرے

نالہ و فریاد' اور اس سنگ دل سے اے محؔی
ظلم اُس کا کم نہ ہوگا لاکھ تو زاری کرے

(۸۲)

سَر جو تن پر ہے وہ زیبِ دار ہوتا کاشکے
جسم تھا شاکِ رہِ دلدار ہوتا کاشکے

خاک کوئے یار سے میری نہ لے جاتی صبا
خلیشت بن کر زینتِ دیوار ہوتا کاشکے

گاہ گاہِ پوچھتا ہے اپنے بیماروں سے حال
مَیں بھی تیرا دائمی بیمار ہوتا کاشکے

لوگ کہتے ہیں ترا جور و ستم تو عام ہے
مجھ پہ تیرا ظلم سارا یار ہوتا کاشکے

ہے ستم تیرا بہت میرے لئے ہے پھر بھی کم
اس سے زیادہ ظلم کا اظہار ہوتا کاشکے

جب تو کر سکتا نہیں ہے پھول سے کانٹا الگ
محؔی دل افگار بھی اک خار ہوتا کاشکے

واسطے استقامت وصال باری تعالیٰ سات مرتبہ پڑھیں

ردیف (ی) اٹھائیس غزلیں حزف ہیں

(۸۳)

بیادے برون آ شہسوارِ من تعلّل بیش ازیں تا کے
زِ حد بگذشت مشاقی تحمّل بیش آزیں تا کے

تو حالِ من ہمیدانی ومیدانم کہ میدانے
چو خود را دور میکردی تغافل بیش ازیں تا کے

بطرفِ گلستاں یک رہ درآ و قدرِ گل بشکن
کشیدن دردِ سر چندیں زِ بلبل بیش ازیں تا کے

اگر میلِ عزادری بیا و قتلِ محیؔ کن
بکارِ ایں چنیں نیکو تامّل بیش ازیں تا کے

بس اب تو سامنے آجا، تامل یہ بھلا کب تک

رہے گا تجھ سے دیوانہ ترا آخر جدا کب تک

تو میرے حال سے واقف ہے یہ بھی جانتا ہوں میں

رہے گی میری خاطر یہ تغافل کی ادا کب تک

ذرا گلشن کی جانب آ، کہ تجھ سے پھول شرمائیں

رہے گا اور بلبل اُن کا دیوانہ بھلا کب تک

جو کرنا ہو تجھے ماتم مجی کو قتل ہی کر دے

یہ کارِ خیر ہے، تاخیر آخر مہہ لقا کب تک

EEWAN GHAUSUL AZAM

RAZEALLAH ANHO

MANZOOM URDU TARJUMA

MILNE KA PATA

Alhaj Abdul Qadir Nayabazar, Idgah Rhad Dhanbad (Bihar)

anch : Anwar Book Depo, No. 99 Lover Cheat pur Road, Calcutta-1